بفضلہ تعالیٰ

تاریخ قندھار دکن

مؤلفہ

منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار

محکمہ نظامت ٹپہ خانجات سرکار عالی

بہ فرمایش

مولوی محمد عبدالحمید صاحب مہتمم پریس

سررشتہ ٹپہ سرکار عالی

باہتمام

مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم رسالہ نسیم دکن

اماپٹ پریس حیدرآباد دکن میں چھاپی گئی

۱۳۲۱ھ

بفضلہ تعالیٰ

تاریخ قندہار دکن

مولفہ

منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار محکمۂ نظامت

ٹپہ خانجات سرکار عالی

بہ فرمائش

مولوی محمد عبد الحمید صاحب مہتمم پریس سررشتہ ٹپہ سرکار عالی

باہتمام

مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم رسالہ نسیم دکن

امانت پریس حیدرآباد دکن میں چھاپی گئی

خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب

بعہد میمنت عہد

اعلیحضرت حضور پُر نور بندگانعالی آصفجاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان روائے ملک دکن خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ

وبہ ولی عہدی

خورشید سپہر کامگاری و درۃ التاج شہریاری عالی خیال شاہزادہ

بلند اقبال میر عثمان علیخان بہادر ظلہ العالی

وبہ وزارت

عالیجناب فیضمآب راجہ راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہٗ

طبع ہوئی اسلئے مجھے خدا سے امید ہے کہ عام طور پر

محبوب اور مقبول ہوگی +

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ خاتم النبیین والسلام علیٰ آلہ الطاہرین واصحابہ الراشدین

التماس مؤلف

کچھہ دنون سے دل مین یہہ خیال پیدا ہو چلا تہا کہ قندہار دکن کی آبادی اور اُسکے عروج و زوال سکے واقعات جو کتب تاریخ مین پراگندہ اور متفرق ہین ایک سلسلہ مین جمع کردون تاکہ جستجو کی ضرورت باقی نرہے۔

قندہار دکن میرا آبائی وطن ہے اور محتسبی کی خدمت میرے خاندان مین مخصوص ہے اور اسی تعلقہ کی جاگیر موضع ہڈلی سے حصہ پاتا ہون الغاداری اور زمینداری کی عزت بہی حاصل ہے۔ اس سلئے مجھے اس کے ساتہہ خاص لتعاق ہے۔ یہہ خیال جس قدر میرے لئے ضرور رہتا اسیقدر اہل دکن کے لئے دلچسپ لیکن بوجہ ملازمت سرکاری عدیم الفرصتی کے باعث ہمت نہ بڑہتی تہی اس کے واقعات مختلف کتابون مین اسقدر پریشان تہے

کہ انکا جمع کرنا اور کتاب کی صورت مین اہل وطن کے سامنے پیش کرنا نہایت مشکل
معلوم ہوتا تہا۔ لیکن دل مین جو شوق ایکبار پیدا ہو چکا تہا وہ کسیطرح رکتا نہ تہا۔
مین نے سوچا کہ جبزا اگر میری محنت کوئی رنگین اور دلفریب تصویر نہ بنا سکیگی تو صحیح
واقعات اور گذشتہ وقعت کا خاکہ ہی کہنچ جائیگا۔ جو ایک زمانہ مین قندہار کو حاصل تہی۔
آیندہ آنیوالی جماعت یا نئی نسل کے نوجوان خوش نما رنگ آمیزی کر کر اس تصویر کو اپنے
مذاق کے موافق دلفریب بنا لینگے ہرچند میری کوشش مشکور نہو مگر اہل ملک کے لئے
ایک نمونہ ترغیب ہو جائیگی اور یہہ ہی کیا کم ہے کہ اونکو واقعات کا ذخیرہ ایک جگہ مل جائیگا
تاکہ جیسی چاہین اس مصالحہ سے عمارت تیار کر لین اور شاید یہہ ہی کہ دیگر بزرگان قوم
جو اپنے وطن کو اسی عظمت اور محبت کی نگاہ سے دیکہتے ہین میری مثال پر چلین۔ اور
اپنے اپنے وطن کے حالات پرانے پرانے کتب سے تلاش کر کے نکالین اور
شایع کرین۔ اس ترقی سے جو کچہہ فائدہ پبلک کو ہونچیگا وہ محتاج بیان نہین کم از کم
اتنا تو ہوگا کہ دلون مین اس خاک کی عظمت اور محبت پیدا ہو جائیگی جس سے انکا خمیر بنا ہی
اور یہی کسی قوم مین اخوت کی بنا ڈالنے اور کسی فرقہ مین قومی اتحاد پیدا کرنیکی پہلی ترکیب ہوگی
یہہ ہی ڈر تہا کہ فن انشا کے ماہر جو الفاظ کے پہولون سے اپنے بیان کے دامن کو
رنگ ارم بنانے ہین میری اس بے محاورہ تحریر کو دیکہکر کیا کہینگے۔ لیکن میرا مقصد صرف انقلابات
وطن کی داستان سنانا ہے نہ زور قلم دکہانا۔ خود واقعات کی دلچسپی اور قندہار کی عظمت
و شان اور عروج و زوال کا افسانہ ایسا دلکش ہے کہ محبان وطن کے دلپر اسکا اچہا اثر
ہو سکتا ہے۔ اسی خیال پر مین نے قلم اوٹہایا اور قندہار کے واقعات جمع کرنے شروع کر دئے
قندہار مدامی طور پر بادشاہونکا دار السلطنت نہین رہا ہے جو سلسلہ وار بادشاہون کا
حال بیان کیا جاتا چوتہی صدی عیسوی مین راجہ سوما دیو راج کے بعد یہہ قندہار بحیثیت
پرگنہ کسی نہ کسی صوبیدار یا حاکم کی ماتحتی مین رہا ہے۔ اسکی شان و شوکت مین کبہی
عروج تہا کبہی زوال مین نے دکن کے متعدد کتب تاریخ سے قندہار کے متعلق جو مضمون
پائے چن لئے۔ اور جن جن کتابون سے واقعات چن لئے گئے ہین اسی موقع پر اون

کتب کے نام ہی بتلا دئے گئے ہین - البتہ جو واقعات مشہور ہین اور مختلف کتب مین انکا ذکر ہے وہان ہمین نوٹ لکہنیکی ضرورت معلوم نہین ہوی - اور نیز قلمی کتب اور بیاضون سے جو میرے جد بزرگوار مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت سے کتب خانہ مین رکہہ چہوڑے تہے اور جسکو میرے والد ماجد مولانا محمد سالار صاحب غفور نے میرے تفویض کیا انکے علاوہ اور کاغذات و اسناد قدیم جنکا ذخیرہ میرے خاندان مین میرے چچازاد بہائی مولانا حاجی بہار الدین صاحب محتسب قندہار کے پاس موجود ہے ان سے ہی عند الضرورت بہت مدد لی ہے آخر زمانہ کے راجاؤن کے عہد حکومت کے حالات کا مواد مولانا سید شاہ صاحب حسینی صاحب ابن حاجی سید شاہ حیدر علی صاحب کے پاس موجود تہا - اور اسکی تصدیق قدیم دفاتر سرکاری مال و دیوانی اور دفتر مقدم پٹوارای سے کرکے واقعات صحیح درج کتاب کئے گئے - محکمہ بندوبست اور محکمہ مالگذاری کے رپورٹون سے ہی ہمارے قندہار کے متعلق ہم نے مضمون اخذ کرکے لکہدیا ہے اور قدیم سفرنامے اور نیز بزرگان دین کے تذکرون سے ہی حالات لئے ہین اور ان کتب کے نام مناسب موقع پر بتلا دئے گئے غرض جہان تک ہوسکا معتبر اور صحیح واقعات لئے گئے قصے اور نقلین جو عوام کے زبان زد تہین چہوڑ دی گئین -

مین اپنے قندہاری بہائیون سے امید کرتا ہون کہ وہ اپنے وطن اور ملک کے سچے حالات کی قدر کرینگے اور ترتیب مضامین اور اداے مطالب مین جو کچہہ غلطی اور فروگذاشت ہوی ہو اسکی تصحیح فرماینگے -

یہہ کتاب ۱۳۱۵ھ مین مرتب ہوچکی تہی مگر بوجہ اسکے کہ مجکو اکثر ملک سرکار عالی کے اضلاع مین اپنے افسر سررشتہ کے ساتہہ دورہ کا اتفاق ہوتا رہا - اور نیز دوسرے ایسے اسباب پیش آے کہ اس کے طبع کرنیکا موقع نہین ملا اس عرصہ مین مین نے اور ہی مختلف کتابون سے مضامین کی صحت کی اکثر مقامات پر قلمی کتابین جسکی مجکو تلاش تہی دستیاب ہوئین مین نے اپنی کتاب کی مندرجہ واقعات کی صحت مین کوتاہی نہین کی - اور اسکو درست کرتا گیا - اور ۱۳۲۱ھ مین اسکی پوری تکمیل ہوی =

اس کے طبع کیلئے میرے وطنی بھائیون کا تو اکثر عرصہ سے اصرار تہا - مگر جناب اخوی مولوی محمد امین الدین صاحب داروغۂ اصطبل افزائش نسل چوپایہ ملک سرکار عالی و نیز میرے عنایت فرما جناب مولوی محمد حسین صاحب ڈاکٹر علاقہ راجہ راے رایان امانت ونت بہادر نے بہی ارشاد فرمایا اور نیز میرے برخوردار میان محمد عبد الرحیم طول عمرہٗ اور میرے ہمشیرہ زادے میان محمد عبد الغنی عتند کیب طول عمرہٗ و برادر زادے میان محمد فضیل الدین طول عمرہٗ کو اس کے چہپوانے کی بہت خوشی تہی - بالآخر محمد عبد الحمید صاحب خوشنویس خطیب مومن آباد و مہتمم پریس سررشتہ پٹہ سرکار عالی جو میرے ہمشیرہ زادے و داماد ہین ان کے انتظام سے اور میرے مکرم معظم مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم نسیم دکن و امانت پریس کے اہتمام سے اس کے طبع کا کام شروع ہوا -

شکریہ

اخیر چلکے مین اسکو بغیر ظاہر کئے نہین رہ سکتا کہ میرے افسر سررشتہ عالیجناب فیضمآب مولوی محمد صدیق صاحب مددگار نے جو اسوقت منصرم ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی ہین اس کتاب کی ترتیب کے وقت اپنا گران بہا اور قیمتی وقت صرف کر کے انگریزی کتب تاریخ کے فراہم کرنے اور ترجمہ کروانے اور دوسرے دفاتر سے رپورٹون کے منگوانے مین بہت کچھ مدد دی ہے اس شکریہ کے ادا کرنے کے لئے مجھے کافی الفاظ نہین مل سکتے جسکو مین دل کہول کر ادا کر سکون فقط ۳ - اکٹوبر سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۱ رجب سنہ ۱۳۲۱ھ

محمد امیر حمزہ

فہرست مضامین کتاب تاریخ قندہار دکن

تعلقہ قندہار کا رقبہ و آبادی و تفصیلی حالات بطور جغرافیہ

قندہار حیدرآباد سے شمال و مغرب کے جانب تخمیناً (۱۶۰) میل اور ضلع ناندیڑ مستقر ضلع سے (۲۰) میل گوشۂ مغرب و جنوب کے طرف ہے اور یہ تعلقہ صوبہ اورنگ آباد کے تحت ہے اورنگ آباد (۱۳۴۲) فیٹ سمندر سے بلند ہے۔

(۱) رقبہ اس تعلقہ کا (۴۶۱) مربع میل ہے جسکا طول مشرق سے مغرب تک (۳۰) میل اور عرض شمال سے جنوب تک (۲۰) میل ہے۔

(۲) اس تعلقہ کے حدود شمال مین سانڈ بارہ (عثمان نگر) ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ اودگیر اور تعلقہ راجورہ ضلع بیدر مشرق مین تعلقہ دیگلور ضلع ناندیڑ اور تعلقہ کنڈلواڑی علاقہ پائگاہ اور مغرب کے جانب تعلقہ راجورہ و تعلقہ پالم ہے۔

(۳) مردم شماری اس تعلقہ کی (۸۲۰۱۳) ہے اور تعلقہ کا رقبہ (۴۶۱) میل ہے جس سے ظاہر ہے کہ فی مربع میل ۱۷۸ آدمی اس تعلقہ مین بستے ہین خاص قندہار کی موجودہ آبادی (۷۷۰۹) ہے منجملہ اس کے مرد (۳۸۵۸) اور عورات (۳۸۵۱) ہین اور

سلہ ضلع ناندیڑ کا رقبہ ۳۳۴۳ مربع میل ہے اور اس کے تحت (۸) تعلقہ ہین اور اس ضلع کے مواضعات (۱۲۲۱) ہین اور اس ضلع کی آبادی (۶۳۰۳۱۰) ہی سنہ فصلی مین اسکی مالگذاری اراضی بلدہ لک بلدہ ہزار ہی سالانہ

مکانات آباد کی تعداد (۱۵۹۴) ہے اور غیر آباد اُجڑے پُرانے کھنڈر بلا تعداد بہت سے
ہین جس مین اکثر پختہ اینٹ اور چونہ کے اور بعض سنگ بستہ ہین -
(۴) رپورٹ بندوبست مین اس تعلقہ کے (۱۴۵) دیہات اور جملہ زمین (۲۹۵۰۴۵) ایکر
بتلائی گئی ہے - اور زمین کی تفصیل یہ ہے کہ رقبہ مزروعہ (۲۵۰۶۸۵) ایکر اور افتادہ
زمین (۳۷۳۰) ایکر اور غیر مزروعہ (۳۷۰۳۲) ایکر اور زمین انعامات (۲۷۹۰) ایکر
(۵) فہرست مواضعات تعلقہ قندہار بابتہ سنہ ۱۳۱۱ ف مین دیہات کی تعداد بشمول جاگیرات و
مقطعجات (۱۹۱) ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے -
(۱۵۳) مواضع خالصہ آباد اور دیہات بے چراغ تین ہین اور غیر مستثنیٰ جاگیرات ۱۸ ہین
اور مستثنیٰ جاگیر (۲) ہین اور مقطعجات (۱۵) ہین -
(۶) اس تعلقہ کی آب و ہوا زراعت کیواسطے نہایت عمدہ ہے خریف کی پیداوار
زیادہ ہوتی ہے ایک حصہ ربیع اور دو حصہ خریف ہے جسکی صراحت ذیل مین کیجاتی ہے

خریف	زرد جوار	روئی	تور یعنی اڑد	مونگ	سن	چانول	میزان	۱۱ آنہ
	۴ آنہ	۴ آنہ	۹ پائی	۹ پائی	۶ پائی	ایک آنہ		
ربیع	گیہون	چنا	کرڑ یعنی تخم کسوم	سفید جوار	۰	۰	میزان	۵ آنہ
	۳ آنہ	ایک آنہ ۶ پائی	۶ پائی	۲ آنہ	۰	۰		

(۷) اس تعلقہ کے جانورون کی تفصیل سنہ ۱۳۱۱ ف مین یہ ہے مثلاً مویشی وار جانور (۷۴۸۹۸)
گھوڑے اور ٹٹو (۱۹۳۲) بکری اور بھیڑ و چھیلا (۱۳۴۴۰) ناگر یعنی ہل جس سے
کاشتکاری کے لئے زمین کھودی جاتی ہے (۷۵۳۳) بنڈیان سے یعنی

چپکڑے (۵۲۷)

(۸) اس تعلقہ مین زمین مزروعہ (۲۵۰۶۸۵) ایکر ہے اور وہ (۵۳۶۸) زراعت پیشہ مزارعین کے قبضہ مین ہے اور اس زمین کو (۲۲۲۷۰) بیل جوتتے ہین اور (۵۳۳۷) ہلون سے کام لیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ہر ایک ہل سے (۳۳) ایکر زمین جوتی جاتی ہے -

(۹) اس تعلقہ مین خاص قندہار - اور مکھیڑ - اور باچوٹی مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے البتہ صرف مکھیڑ مین ہفتہ مین دو وقت بازار لگتا ہے اس کے علاوہ معمولی ہفتہ دار بازار لوہا - چھوٹا سلگرہ - کولمبی - ارڈگا تون - دگرڈا سانگوی - کبرور مانجرم - کوٹھا - اشتور - کرلا - بڑی دگرس مین ہوتے ہین اور ان مین موسمی ترکاری اور اناج وغیرہ فروخت ہوتا ہے -

(۱۰) سالانہ میلا خاص قندہار مین متعدد بار ہوتا ہے سب سے بڑا امیلا ماہ رجب مین حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کا عرس اور اوس کے ساتھ ہی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا عرس ہوتا ہے اور یہ سالانہ بہت بڑا امیلا ہے -

اور ماہ صفر مین حضرت مشکل آسان شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان قدس سرہٗ کا عرس ہوتا ہے اور موسم سرما[۱] مین کامل ایک مہینے تک ہر پنجشنبہ کو قندہار کے بزرگان دین کے مزار متبرک کی زیارت کے لئے دور دراز مقامات سے زراعت پیشہ وساہوکار ومتفرق لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین اور بڑا امیلا رہتا ہے -

گرما کے موسم مین ہولی کے بعد لال نگر کے قریب بھوانی دیوی کی جاترا ہوتی ہے اور ایک شبانہ روز اہل ہنود کا بکثرت مجمع رہتا ہے -

اور باندودرہ مین بھی اسی گرمی کے موسم مین ایک روز بڑا امیلا ہوتا ہے مواضعات تعلقہ قندہار کے مکھیڑ - بالور - بڑی پوری - کولمبی - پانگرا - دانکہ - آمرج

[۱] موسم سرما مین پوس سدی دیوس بدی ہندی مہینا ہوتا ہے جو آخر ماہ ڈسمبر اور اول ماہ جنوری کے مطابق ہوتی ہے

راستے وارڈی مین بہی سالانہ جاترہ کا میلا ہوا کرتا ہے۔

(۱۱) اس تعلقہ مین ایک ندی مناڑ بہتی ہے جو تعلقہ دہرما پوری تعلقہ راجورہ کے پہاڑون سے نکلی ہے اور یہہ تعلقہ قندہار سے بہتی ہوئی ضلع اندور مین جاکر مانجرہ مین ملی ہے۔

ناگ جہری ندی خاص قندہار کے رمنہ کے پہاڑون سے نکلی ہے جہان سے پانی کا جہرنا نکلا ہے وہان سانپ کے منہہ کی طرح پتھر تراشکر لگایا گیا ہے اسلئے ناگ جہری اس ندی کا نام ہندؤن نے رکہدیا ہے اور یہہ ندی پانس پورسے ہوتی ہوئی مناڑ مین ملگئی ہے۔ کل رفتار اس ندی کی چار میل سے زاید نہین ہے۔

بریدشاہی عملداری مین اس ندی کو روک کر تالاب تیار کیا گیا تہا بہت ہی بڑا مستحکم تالاب کا بند اور پانی کے روانی کا پختہ دہانہ بنایا گیا تہا مگر دہانہ کے قریب تالاب کا بند ٹوٹ گیا راجہ لعل کبیری سنگہہ نے دہانہ کی ترمیم کروائی تہی مگر مفید نہ ہوی ندی زور دار ہے پانی تہم نہ سکا اور اس کے جانب پہر کسی عملداری مین توجہہ نہین ہوئی اس تالاب کے پاس پہاڑی کے دامن مین برید آباد ایک آبادی ہتی وہ آبادی راجاؤن کے آخری عملداری تک بہ تبدیل نام قایم رہی۔ راجہ لعل کبیری سنگہہ نے لعل نگر بسایا اور لعل نگر کا تالاب تیار ہوا اس آبادی کا وجود موجود اور اسکا نام فرید آباد مشہور تہا۔ یہان جانورون کی ہفتہ وار خرید و فروخت ہوتی ہتی اور بازار لگا رہتا تہا اس آبادی کو بعض لوگ پنچال نگری بہی کہتے ہین

چونڈاسری دیوی | چونڈاسری دیوی کا مندر اس آبادی مین تہا دیوی کی منقش مورت ایک بڑے پتھر پر اب تک موجود ہی اور ہنومان کی مورت بہی قدیم یادگار ہے۔

(۱۲) قندہار کا تالاب بڑا ہے[1] اور اس سے دو نہرین بہتی ہین باغات کو سرسبز و شاداب

[1] بعض قدیم کاغذات میلنگے تالاب کو رند اور اسکی زمین ساڑہے چار چاور لکہا ہے۔

رکھنے کے علاوہ (۲۰۰) ایکر زمین مین اس تالاب کے پانی سے زراعت دہانکی ہوتی ہے

جو نہر آبادی سے ملی ہوئی حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے روضہ کے روبرو سے بہتی ہے
دو انگلی کی باولی — اس نہر پر سنگ لبت پختہ بناؤ کر دیا گیا ہے مقدس روضہ کے ابتدائی سیڑیون کے کچھہ فاصلہ پر اس نہر بنانے والون نے نہر کی شناخت کے لئے ایک پتھر مین دو انگلی کے مقدار کا سوراخ بنا دیا ہے اگر کسی چھوٹی سی چیز کو تاگا باندہکر اس سوراخ مین چھوڑ کر پھر واپس نکالا جائے تو وہ تر ہوکے نکلتی ہے دلچسپی اور کھیل کے طور پر اکثر بچے کوزلیون کو تاگا باندہکر اسی مین چھوڑا کرتے ہین اس لئے اس کا نام دو انگلی کی باولی مشہور ہوگیا ہے - اس نہر کے پانی نے شرقی حصہ کے باشندے فائدہ اوٹہاتی ہین باغات سے ہوتا ہوا اس نہر کا پانی بہادر پورہ تک جاتا ہے اور ضرورة سے زیادہ پانی بناڑندی مین مل جاتا ہے -

پن چکی — اورنگ پورہ کی جانب کی نہر کا پانی نانڈیڑی دروازہ اور لال نگر کی آبادی سے ملکر مانس پوری تک جاتا ہے اور وہان کی زراعت کو فائدہ پہونچاتا ہے اس نہر کے دہانے کو دکامولی کاتم، کہتے ہین اسی مین پتھر کی پن چکی ہے -

ہاتی نالہ — اُس ندی کو کہتے ہین جو قندہار کے جنوبی غربی پہاڑون سے بہکر اسکا پانی تالاب مین آتا ہے وجہہ تسمیہ یہہ مشہور ہے کہ اسکے دلدل مین ہاتی پھنس کر مرگیا تہا -

لال نگر کا تالاب — لال نگر کا چھوٹا سا تالاب ہے جس کا پانی موسم سرما کے آخر حصہ تک رہتا تہا مگر اسکا بند لوٹ گیا -

کنول تالاب — یہہ حوض نما خوبصورت بنا ہے اس مین کنول کے پہول کہلتے ہین بڑے تالاب اور لال نگر کے تالاب کی امداد سے یہہ بہرا ہوا رہتا ہے -

موضع بانگر سے کا تالاب — اس تالاب کے پانی سے (۴۵) ایکر زمین مین وہان کی پیداوار ہوتی ہے کامل تالاب بہرنے پر سات سو روپیہ سالانہ محاصل کی کاشت وہانکی ہوتی ہے

مخدوم کا کالوا مشہور ہے کیونکہ حضرت مخدوم کی روضہ کے سامنے سے یہہ نہر بہتی ہے

موضع کروڑا کے تالاب سے (۱۵۴) ایکر زمین کو پانی پہونچتا ہے اس سے سالانہ (۶۴۲) روپیہ آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور چند مواضع مین چھوٹے چھوٹے تالاب ہین مگر مرمت طلب ہونے سے ان مین پانی نہین رہتا اور ان کے ذکر کرنیکی ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی۔

سنہ ۱۳۰۱ف مین تعلقہ قندہار کی جو کچھ حالت موجودہ تھی بیان کردیگئی۔

فہرست مواضعات تعلقہ قندہار بشمول جاگیرات و مقطعجات معہ تعداد مردمان و امکنہ بموجب مردم شماری بابتہ سنہ ۱۳۰۱ف

نشان نمبرات	نام موضع	تعداد مکانات		مردم شماری			کیفیت
		[illegible]	[illegible]	مرد	عورتین	کل	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
	خالصہ						
۱	قصبہ قندہار	۱۵۹۴	۸۲	۳۸۵۸	۳۸۵۱	۷۷۰۹	
۲	مکہیڑ	۱۳۲۱	۱۵۴	۳۰۰۴	۳۰۱۵	۶۰۹	
۳	لوہا	۷۸۲	۵۳	۱۶۹۶	۱۶۱۳	۳۳۰۹	
۴	مانجرم	۴۷۰	۹۶	۱۱۹۹	۱۱۰۹	۲۳۰۸	
۵	مالاکولی	۴۰۳	۵۷	۱۰۹۱	۱۰۳۱	۲۱۲۲	
۶	بڑا جام	۴۴۹	۷۴	۱۰۵۲	۱۰۲۳	۲۰۷۵	
۷	کوہٹا	۳۵۳	۳۵	۸۶۶	۸۷۶	۱۷۴۲	
۸	انبولگہ	۳۴۸	۴۴	۸۷۹	۸۵۱	۱۷۳۰	
۹	بڑہی دیگرس	۲۶۹	۱۷	۸۹۹	۸۲۳	۱۷۲۲	

۱۰	باچولی	۳۵۷	۲۹	۸۳۵	۸۷۲	۱۷۰۷	
۱۱	کوریلہ	۳۴۵	۳۸	۸۴۳	۸۲۸	۱۶۷۱	
۱۲	ساورگاؤں نصرت	۲۸۷	۳۴	۷۰۸	۷۳۰	۱۴۳۸	
۱۳	پالد یعنے پلدا	۳۰۳	۳۷	۷۳۴	۷۰۲	۱۴۳۶	
۱۴	اشٹور	۲۸۶	۳	۶۳۱	۶۲۸	۱۲۵۹	
۱۵	پانگرہ	۲۹۲	۲۱	۶۲۸	۶۱۸	۱۲۴۶	
۱۶	باردل	۲۲۸	۱۶	۵۸۹	۶۰۹	۱۱۹۸	
۱۷	سگھولینی	۲۴۸	۵۱	۵۴۰	۵۴۲	۱۰۸۲	
۱۸	سنگرڈگہ	۲۲۴	۲۱	۵۴۰	۵۲۳	۱۰۶۳	
۱۹	مسگاون	۲۰۵	۳۲	۵۱۴	۵۳۶	۱۰۵۰	
۲۰	چاندٹولہ	۲۰۷	۲۴	۵۱۰	۵۲۱	۱۰۳۱	
۲۱	رسنگاؤں	۲۲۲	۲۳	۴۹۷	۵۱۱	۱۰۰۸	
۲۲	تنبھورنی	۱۸۲	۱۵	۴۹۲	۴۴۶	۹۳۸	
۲۳	چھکلی	۲۱۱	۱۶	۴۷۹	۴۵۶	۹۳۵	
۲۴	ہسون وڑج	۱۹۶	۲۵	۴۶۵	۴۵۷	۹۲۲	
۲۵	سلگاؤں	۹۵	۱۶	۴۵۴	۴۴۲	۸۹۶	
۲۶	گول	۱۸۰	۳۵	۴۳۱	۴۲۴	۸۵۵	
۲۷	چھوٹی بردلی	۱۷۰	۱۷	۴۴۲	۴۱۰	۸۵۲	
۲۸	زولی	۱۸۰	۱۶	۴۰۰	۴۳۱	۸۳۱	
۲۹	بوری بڑی	۱۶۲	۱۴	۴۴۰	۳۸۸	۸۲۸	
۳۰	دگرڈ سانگوی	۱۷۰	۴۵	۴۱۲	۴۰۶	۸۱۸	
۳۱	واکہرڈ	۱۴۱	۱۰	۴۱۴	۳۸۶	[illegible]	
۳۲	سکاٹ کلم	۱۵۵	۱۶	۴۱۵	۳۷۶	[illegible]	

۳۳	ڈونگر گانون متصل لیبٹی	۱۵۲	۲۵	۳۸۶	۳۹۲	۷۷۸	
۳۴	سرور نزدیک کھیٹر	۱۶۱	۶	۳۸۵	۳۷۷	۷۶۲	
۳۵	گونہار	۱۴۹	۱۲	۳۷	۳۶۲	۷۳۲	
۳۶	سانگوئی منگل	۱۳۹	۱۹	۳۷۶	۳۴۶	۷۲۲	
۳۷	گولہ گانون	۱۴۴	۱۵	۳۴۷	۳۷۲	۷۱۹	
۳۸	مروال	۱۵۳	۱	۳۵۴	۳۵۶	۷۱۰	
۳۹	گھوڑبح	۱۴۹	۱۲	۳۸۷	۳۲۱	۷۰۸	
۴۰	باسودی	۱۳۹	۲۹	۳۶۴	۳۳۵	۶۹۹	
۴۱	گونٹور	۱۳۵	۱۴	۳۴۷	۳۳۹	۶۸۶	
۴۲	دیول گاؤن	۱۴۹	۱۹	۳۴۵	۳۲۲	۶۶۷	
۴۳	انڈگہ	۱۱۹	۲	۳۳۸	۳۳۹	۶۶۷	
۴۴	دہامن گانون	۱۲۳	۹۹	۳۳۷	۳۲۷	۶۶۴	
۴۵	ناگل گاؤن	۱۲۴	۰	۳۴۴	۳۰۲	۶۴۶	
۴۶	نندن بن	۱۳۱	۱۲	۳۳۱	۳۱۲	۶۴۳	
۴۷	کلک	۱۳۵	۱۵	۳۲۶	۳۱۵	۶۴۱	
۴۸	کیردر	۱۴۶	۲۲	۳۲۰	۳۱۳	۶۳۳	
۴۹	دیگرس چھوٹی	۱۱۷	۱۷	۳۱۴	۲۸۸	۶۰۲	
۵۰	ارگاون	۱۳۹	۲۰	۳۱۹	۲۷۸	۵۹۷	
۵۱	دہی ٹہانہ	۱۱۹	۰	۳۱۸	۲۷۲	۵۹۰	
۵۲	منگناہلی	۱۲۷	۶	۳۱۳	۲۸۱	۵۹۴	
۵۳	سدیال	۱۳۹	۹	۳۰۱	۲۸۸	۵۸۹	
۵۴	سانگوئی بنگ	۱۳۰	۰	۲۹۷	۲۹۱	۵۸۸	
۵۵	ہیرگہ جانیراو	۱۳۰	۱۰	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶	

۵۶	لالونڈی	۱۵۰	۲۲	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶
۵۷	رالولی	۱۰۷	۲۵	۲۸۱	۳۰۳	۵۸۴
۵۸	جابنلی	۱۱۸	۱۳	۲۸۴	۲۹۱	۵۷۵
۵۹	مرسپونی	۱۱۷	۳۲	۲۹۰	۲۷۵	۵۶۵
۶۰	جونڈی	۱۱۴	۳۷	۲۷۸	۲۷۸	۵۵۶
۶۱	بوم نالی	۱۱۵	۱	۲۷۵	۲۷۵	۵۵۰
۶۲	چھوٹی لاٹ	۱۱۷	۹	۲۷۰	۲۷۷	۵۴۷
۶۳	بڑی بردلی	۹۹	۴	۲۶۶	۲۷۶	۵۴۲
۶۴	وردٹ	۱۰۴	۱۴	۲۸۸	۲۵۴	۵۴۲
۶۵	جنبسکہ	۱۰۴	۸	۲۷۶	۲۶۶	۵۴۲
۶۶	کارنگاؤن	۱۰۷	۴۲	۲۵۸	۲۶۲	۵۲۰
۶۷	بڈولی برماشیشہ	۱۱۵	۱۴	۲۶۸	۲۴۷	۵۱۵
۶۸	راوں کولہ	۹۳	۶	۲۶۰	۲۴۹	۵۰۹
۶۹	ایلپیر	۷۷	۳	۲۵۱	۲۵۲	۵۰۳
۷۰	ہاسول یعنی برسول	۱۷۸	۹	۲۴۷	۲۵۴	۵۰۱
۷۱	آپیگاؤن	۹۱	۱۱	۲۴۴	۲۴۶	۴۹۰
۷۲	بڑی برسی	۹۱	۸	۲۵۲	۲۳۸	۴۹۰
۷۳	رامی دارٹی	۱۰۴	۲۶	۲۳۵	۲۵۲	۴۸۷
۷۴	لنبولی	۱۰۶	۸	۲۲۷	۲۵۵	۴۸۲
۷۵	چنچولی	۸۶	۱۷	۲۳۷	۲۲۹	۴۶۶
۷۶	ساویلیہ	۹۷	۷	۲۳۵	۲۳۱	۴۶۶
۷۷	پوکھر بہوسی	۹۷	۱۵	۲۳۷	۲۲۵	۴۶۲
۷۸	باہینی	۱۰۹	۸	۲۴۹	۲۱۳	۴۶۲

۷۹	پارڈی	۱۰۷	۵	۲۳۴	۲۲۶	۴۶۰	
۸۰	سونیگاؤن	۱۰۶	۱۶	۲۲۶	۲۳۱	۴۵۷	
۸۱	سالوزگاؤن نیپانی	۹۶	۵	۲۳۹	۲۱۶	۴۵۵	
۸۲	دہانورہ نزدیک سنگو	۸۹	۱۰	۲۲۸	۲۲۶	۴۵۴	
۸۳	سیکار	۸۲	۵	۲۲۰	۲۲۸	۴۴۸	
۸۴	سگونڈگاؤن	۹۱	۲۲	۲۱۶	۲۳۱	۴۴۷	
۸۵	سکرنہ	۸۱	۳	۲۲۴	۲۲۲	۴۴۶	
۸۶	چہوٹی بوری	۹۶	۲۱	۲۳۰	۲۰۹	۴۳۹	
۸۷	کہرب کہنڈگاون	۸۴	۸	۲۱۴	۲۲۲	۴۳۶	
۸۸	گوگدری	۷۸	۷	۲۳	۱۹۹	۴۲۹	
۸۹	انجولی	۱۰۲	۱۹	۲۱۴	۲۱۴	۴۲۸	
۹۰	کہرٹوڑہ	۷۱	۷	۲۲۶	۱۹۱	۴۱۷	
۹۱	کارلہ	۹۰	۴	۲۱۵	۲۰۲	۴۱۷	
۹۲	ورتال	۸۵	۷	۲۰۲	۱۹۶	۳۹۸	
۹۳	اگہرگہ یعنی ہنگرگہ	۷۸	۷	۱۸۴	۲۰۱	۳۸۵	
۹۴	پوگہرلی	۷۴	۰	۲۰۶	۱۷۲	۳۷۸	
۹۵	لادگ	۸۲	۱۱	۱۹۱	۱۷۹	۳۷۰	
۹۶	لولکا	۸۴	۶	۲۰۲	۱۶۸	۳۷۰	
۹۷	عمرگہ خوجن	۸۹	۰	۱۹۰	۱۷۵	۳۶۵	
۹۸	سونری	۷۲	۱۳	۱۷۴	۱۷۰	۳۶۳	
۹۹	چیکل بہوسی	۷۰	۱۳	۱۷۸	۱۷۰	۳۵۶	
۱۰۰	عمرودری	۷۳	۷	۱۷۴	۱۸۰	۳۵۵	
۱۰۱	دہاڈ	۷۸	۲۳	۱۹۰	۱۶۰	۳۵۰	

۱۰۲	چوکی دہرماپوری	۶۸	۹	۱۸۳	۱۶۲	۳۴۹	
۱۰۳	مہالیگی	۸۴	۱۲	۱۷۴	۱۷۲	۳۴۶	
۱۰۴	موسہنہ	۶۷	۲۱	۱۷۲	۱۶۶	۳۳۸	
۱۰۵	مزرعہ دہرماپوری	۷۳	۹	۱۶۵	۱۷۳	۳۳۸	
۱۰۶	جونہ	۶۹	۱۳	۱۶۰	۱۷۵	۳۳۵	
۱۰۷	گھونگہ	۶۳	۹	۱۶۹	۱۶۱	۳۳۰	
۱۰۸	رام تیرتھہ	۷۴	۶	۱۶۱	۱۶۶	۳۲۷	
۱۰۹	ران سوگاؤن	۹۶	۱۶	۱۶۳	۱۶۴	۳۲۷	
۱۱۰	سنگک یعنی مسلگا	۶۵	۷	۱۶۷	۱۵۶	۳۲۳	
۱۱۱	آلوڈر گاون	۶۶	۲	۱۶۳	۱۵۸	۳۲۱	
۱۱۲	سمردت دیک کوٹھہ	۶۲	۴	۱۶۶	۱۴۸	۳۱۴	
۱۱۳	کھنڈگاؤن حمید	۶۵	۳	۱۵۲	۱۵۷	۳۰۹	
۱۱۴	ٹاکرگہ	۵۵	۴	۱۴۶	۱۶۲	۳۰۸	
۱۱۵	ہیرگنز دیگ چپلی	۵۹	۳	۱۵۱	۱۵۴	۳۰۵	
۱۱۶	سانگوی	۶۴	۹	۱۵۳	۱۴۸	۳۰۱	
۱۱۷	مسکی	۶۰	۰	۱۵۱	۱۴۴	۲۹۵	
۱۱۸	موسکا سدرا	۵۱	۱۲	۱۳۹	۱۵۵	۲۹۴	
۱۱۹	تاندلی	۶۷	۷	۱۳۱	۱۵۷	۲۸۸	
۱۲۰	ہربل	۵۷	۱۱	۱۵۷	۱۲۷	۲۸۴	
۱۲۱	تاگ بیٹر	۷۳	۱۳	۱۳۰	۱۴۳	۲۷۳	
۱۲۲	چھوٹا جام	۶۲	۶	۱۳۹	۱۳۲	۲۷۱	
۱۲۳	تیلور	۵۹	۴	۱۳۳	۱۳۸	۲۷۱	
۱۲۴	رادت کہیڑہ	۵۶	۴	۱۳۴	۱۲۹	۲۶۳	

۱۲۵	دریگاؤن	۵۷	۲	۱۳۲	۱۲۸	۲۶۰	
۱۲۶	دہالزرہ نزدیک [illegible]	۶۰	۱۱	۱۲۷	۱۲۳	۲۵۰	
۱۲۷	منگرول	۶۰	۱۱	۱۳۵	۱۲۳	۲۴۸	
۱۲۸	نندگاؤن	۴۴	۱	۱۲۰	۱۲۲	۲۴۲	
۱۲۹	کوڈگیہال	۴۵	۹	۱۲۸	۱۱۰	۲۳۸	
۱۳۰	نندن سیونی	۴۸	۳	۱۲۷	۱۱۰	۲۳۷	
۱۳۱	ڈونگرگاؤں متصل کنجولی	۴۱	۵	۱۱۷	۹۸	۲۱۵	
۱۳۲	تل سیٹر	۴۶	۶	۱۰۷	۱۰۱	۲۰۸	
۱۳۳	چیولی	۳۹	۰	۱۰۰	۱۰۷	۲۰۷	
۱۳۴	ٹاکلی	۳۴	۸	۹۵	۱۰۴	۱۹۹	
۱۳۵	چھوٹا کلنبر	۳۷	۲	۱۰۲	۹۲	۱۹۴	
۱۳۶	کارتلہ	۵۱	۶	۹۶	۹۸	۱۹۴	
۱۳۷	حصہ اورہال	۴۴	۱	۸۲	۱۰۷	۱۸۹	
۱۳۸	رہٹی	۳۰	۳	۹۵	۸۲	۱۷۷	
۱۳۹	پوگہری	۳۸	۰	۹۰	۸۵	۱۷۵	
۱۴۰	جاکہاپور	۳۲	۲	۹۴	۷۹	۱۷۳	
۱۴۱	چہولی سرسی	۳۸	۵	۸۵	۸۱	۱۶۶	
۱۴۲	مہدالی	۳۹	۰	۷۳	۷۱	۱۴۳	
۱۴۳	بہادر	۲۵	۷	۶۶	۶۶	۱۳۲	
۱۴۴	سنگول گاؤن	۲۴	۴	۶۴	۶۶	۱۳۰	
۱۴۵	بورگاؤن	۲۹	۵	۶۴	۵۲	۱۱۶	
۱۴۶	جانبے گاؤن	۲۵	۲	۵۱	۵۲	۱۰۳	
۱۴۷	سوم ٹہانہ	۲۲	۳	۵۶	۴۶	۱۰۲	

۱۴۸	برنڈگاؤن	۱۷	۲	۴۶	۵۳	۹۹	
۱۴۹	ہالدر	۱۸	۵	۴۳	۴۷	۹۰	
۱۵۰	ماکل گاؤن	۱۵	۵	۳۷	۳۹	۷۶	
۱۵۱	چوکی مہاکایا	۱۲	۱	۳۱	۳۶	۶۷	
۱۵۲	ملکاپور	۱۵	۱	۳۱	۳۰	۶۱	
۱۵۳	ساٹیبے گاؤن	۱۰	۰	۲۵	۲۵	۵۰	
	واضح ہو کہ از نمبر ۱۴۵ تا ۱۵۲ موضع چوکی پایا ماتنڈو مزرعہ ورکوٹ بیچراغ ہیں۔						
۱۵۷	پہوکوبل	۳۹۲	۳۳	۲۸۸۹	۳۰۸۵	۴۹۷۵	جاگیر علاقہ لشکر جنگ بہادر
۱۵۸	سانور گاؤن مخدوم	۳۶۰	۲۸	۶۱۲	۶۰۱	۱۲۱۳	علاقہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم
۱۵۹	والکا	۲۳۵	۱۷	۵۶۵	۵۹۰	۱۱۵۵	جاگیر سردار سنگھ اولاد گوپال سنگھ راجہ قندہار
۱۶۰	گگنیال	۱۶۲	۹	۳۷۱	۳۶۵	۷۳۶	علاقہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم
۱۶۱	سکام جولکا	۱۵۱	۲	۳۵۶	۳۴۴	۷۰۰	جاگیر اکرم اللہ خان صاحب
۱۶۲	ہاڈولی	۱۲۸	۱۵	۳۴۲	۳۲۸	۶۷۰	جاگیر قاضی صاحب و محتسب صاحب قندہار
۱۶۳	دہادری	۱۱۸	۱۱	۲۶۶	۲۸۸	۵۵۴	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۴	بانوگاتون	۵۰	۱۴	۲۳۰	۲۱۶	۴۴۴	علاقہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم
۱۶۵	چھوٹی بیرولی	۷۶	۵	۲۰۹	۲۱۵	۴۲۴	جاگیر کشنا بائی
۱۶۶	پانڈورلی	۸۳	۱۱	۲۰۴	۲۰۶	۴۱۰	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۷	ہیپرگہ شاہ دیوان	۱۰۴	۰	۱۹۴	۱۹۱	۳۸۵	جاگیر قاضی صاحب قندہار
۱۶۸	بنیلا	۷۴	۱۵	۱۷۹	۱۵۰	۳۲۹	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۹	ہاٹگیال	۶۴	۷	۱۴۶	۱۶۳	۳۰۹	جاگیر اکرم اللہ خانصاحب
۱۷۰	بڑا سنگرہ	۳۴	۸	۱۱۰	۱۱۷	۲۲۷	علاقہ روضہ سائکر ملے سلطان
۱۷۱	جنبلی	۳۶	۴	۹۹	۱۰۵	۲۰۴	جاگیر یادو راؤ پانگہ
۱۷۲	بہوکماری	۴۸	۱۰	۱۰۰	۱۰۳	۲۰۳	جاگیر اکرم اللہ خانصاحب

۱۷۳	گنگن بیٹر	۱۴	۵	۱۴	۳۳	۴۷	علاقہ روضہ سانگڑے سلطان
۱۷۴	ماہر گاؤن	۱۴	۰	۳۳	۲۷	۶۰	علاقہ روضہ حضرت سانگڑے سلطان
۱۷۵	کونڈہ	۲۲۴	۴	۵۵۵	۵۷۰	۱۱۲۵	راجہ شیوراج بہادر
۱۷۶	ہونڈالہ	۵۸	۶	۱۴۹	۱۳۸	۲۸۷	ایضاً
۱۷۷	پٹیہ درج	۵۳۷	۵۲	۱۲۸۹	۱۳۰۸	۲۵۹۷	سداسیوراو
۱۷۸	پان بہوسی	۲۵۴	۲۱	۷۱۷	۶۷۲	۱۳۸۹	کشنا بائی
۱۷۹	دہالنورہ خالنو	۲۰۳	۲۹	۴۸۶	۵۰۰	۹۸۶	سیواجی ہمنت راؤ
۱۸۰	عمرج	۱۱۴	۴۴	۴۸۳	۴۵۸	۹۴۱	کشنا بائی
۱۸۱	شیخا پور	۱۶۹	۲۲	۴۱۳	۴۲۰	۸۳۳	سیواجی ہمنت راؤ
۱۸۲	گودہیم گاؤن	۱۴۵	۱۶	۳۵۴	۳۲۶	۶۸۰	کشنا بائی
۱۸۳	نالنودی	۱۴۵	۱۲	۳۳۷	۳۳۸	۶۷۵	ایضاً
۱۸۴	کلالی	۱۲۵	۶	۳۲۶	۳۳۵	۶۶۱	سداسیوراؤ
۱۸۵	بہیرگہ مل پیٹھ	۱۳۵	۵	۲۹۲	۳۱۵	۶۰۷	بہوجنگ راؤ
۱۸۶	چہوٹا سلگرہ	۱۱۴	۱۸	۲۹۰	۳۰۲	۵۹۲	راجا بائی
۱۸۷	بٹہولار	۱۲۷	۱۰	۲۷۶	۲۹۰	۵۶۶	سیواجی ہمنت راؤ
۱۸۸	پینپل گاؤن	۱۹۶	۱۷	۲۱۴	۲۱۲	۴۲۶	یادوامرت راؤ
۱۸۹	ہوکرن	۸۰	۱۰	۲۰۴	۱۹۲	۳۹۶	
۱۹۰	کیدار وڈگاؤن	۷۷	۶	۱۹۵	۱۷۶	۳۷۱	کشنا بائی
۱۹۱	نارنالی	۵۱	۴	۱۳۹	۱۵۱	۲۹۰	بہوجنگ راؤ

مقطوعات

نوٹ
قدیم کاغذات مین پرگنہ قندہار کے (۲۴۲) موضع لکھے ہین مگر موضع وار نام نہین بتلائے

دکن کے پہلے واقعات پر جہالت کی تاریکی کچھ ایسی چھائی ہوئی ہے کہ اس زمانہ کے اولوالعزم اور نام آور بہادروں کے قابل قدر کارنامے بالکل چھپ گئے ہین لیکن کہین کہین پہر بہی اوس زمانہ کی یادگارین جگنو کیطرح چمک جاتے ہین - تو اون لوگون کی عظمت و شان کا جلوہ آنکھون کے سامنے آجاتا ہے -

ہندوستان پر اسمین شک نہین کہ مسلمانون کا تسلط ہونے سے پہلے ہندوون کی بڑی زبردست سلطنت تہی ان کے کارنامے اگر سنے جائین تو حیرت مین ڈالنے والے ہین - مگر مشکل یہہ ہے کہ جو کچھہ کہا یا سنا جاتا ہے مذہبی پیرایہ مین ہے جسے پوری تاریخی وقعت حاصل نہین - یہی وجہہ ہے کہ ہمین اس زمانہ کا کوئی اصلی خاکہ کہینچنا غیر ممکن نہین تو مشکل ضرور ہے - اتنا تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ ہندوؤن کی پرزور حکومت رفتہ رفتہ کم زور ہو کر طوائف الملوکی قایم کرتی گئی - اور آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہندوستان ان کے قبضہ سے بالکل جاتا رہا لیکن جنوبی ہند مین مسلمانون کی سلطنت قایم ہونیکے بعد بہی ایک صدی تک دکن اہل ہنود کے قبضہ مین رہا - انگریزی[1] مورخ لکہتا ہے کہ پہلے دکن مین آندرا خاندان کے راجہ راج کرتے تہے اور دارالسلطنت **دہرماپوری** - **نندا گیری** کے قریب دریائے **گوداوری** کے کنارے تہا مسٹر بیلی نے اس قوم کی زور آوری تسلیم کی ہے اس خاندان کے زوال کے بعد

[1] ہسٹاریکل اٹلس گریب ہیٹو اسکیچ ۱۲

ساتاکارنی خاندانون نے عروج پکڑا۔ چونکہ دکن پر شمال سے حملے ہوا کرتے تہے اس نے مونگی پٹن[1] کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا جب شالیواہن کمار نے عروج حاصل کیا اور بکرماجیت[2] اوجین کے راجہ پر فتح حاصل کی تو اسی مونگی پٹن کو اپنا پایہ تخت بنایا یہہ راجہ بڑا ازبردست ہوا ہے اسکا جاری کیا ہوا سنہ شکہا سنہ عیسوی سے (۷۷) سال بعد شروع ہوا ہے اس کے خاندان کے زوال کے بعد دکن مین مختلف راج ہوگئے۔ اور دیوگری[3] مین مرہٹون کا زبردست راج قایم ہوگیا۔

سہا خاندان کا مختصر ذکر

سہا خاندان کا نشان نلگنڈہ[4] سے پچیس میل اندر کی پہاڑ پر ملتا ہے وہان کچہہ چاندی کے سکے ملے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ سہا خاندان کے راجاؤن نے دکن کے حصہ مین راج کیا ہے۔ اور اسی راج کے آخر زمانہ مین بدہ کا دانت جو بطور تبرک دہرنالی کوٹ مین رکہا گیا تہا وہ سنگلدیپ لیگئے

پانڈون کے خاندان کا دکن مین راج اور قندہار کی ابتدا

سنہ ہجری کے ۳۷۲ سال قبل سنہ ۲۵۰ع مین پانڈون کے نسل سے یہہ خاندان ملک اودہ سے دکن مین آیا اور کلیانی[5] کو اپنا دار السلطنت بناکر راج قایم کیا۔ اور یہہ خاندان چالوکیا قوم کے راج سے مشہور ہوا رفتہ رفتہ اس خاندان نے ترقی حاصل کی اور ان کے قبضہ مین دکن کا بہت بڑا حصہ آگیا اور تمام مہاراشٹر اور دریاے نربدہ تک قبضہ کرلیا اور تلنگانہ کے راجہ کو بہی مطیع کیا۔ اور ریاست کانجی ورم کے چولا کی قوم کے راجہ کو شکست دیکر کچہہ حصہ ملک کا اس سے لے لیا اور اس خاندان کے ایک راجپوت نے گجرات کے راجہ کی لڑکی کے ساتہہ شادی کر لی تہی اس لئے کچہہ دنون گجرات پر بہی انکا قبضہ رہا ہی

[1] مونگی پٹن اورنگ آباد سے دس کوس ہے [2] بعض مورخین نے شالیواہن کا بکرماجیت ثانی کے مقابلہ ہونا لکہا ہے کیونکہ سنہ شالیواہن شک مین اور بکرم کے سمت مین (۱۳۵) سال کا فرق ہے بکرم کے سنہ کو سمت اور شالیواہن کے سنہ کو شکہ کہتے ہین شالیواہن کا شک اگہادی سے اور بکرم کا سمت دیوالی سے شروع ہوتا ہی [3] جہان اب دولت آباد ضلع اورنگ آباد مین ہے [4] نلگنڈہ ہم نے دیکہا ہی یہہ پرانی آبادی دو پہاڑون کے درمیان واقع ہی یہان قلعہ بہی ہے [5] سلسلہ آصفیہ کی تیسری جلد مین اس راج کا ذکر ہوا ہی اور کلیانی قندہار سے (۸۵) میل ہے ۱۲

مولف سیر ہند و مولف تاریخ خورشید جاہی لکھتا ہے کہ خاندان پانڈون مین ایک مشہور راجہ کنہر تہا جس نے ایک شہر بسایا اور اپنے نام پر اسکا نام کنہار رکھا جو رفتہ رفتہ قندہار ہو گیا۔ شہر کی قدامت کا اتنا پتا چلتا ہے کہ چوتہی صدی عیسوی مین یعنے سنہ ہجری سے (۲۳۲) سال قبل قندہار کی آبادی موجود تہی اور یہہ مقام راجہ سوما دیو راج کا دار السلطنت تہا۔

مانس پور کی آبادی کے متعلق مشہور کیفیت اور وہانکی قدیم آثار

ہندوںکے پرانے گیتون اور قدیم مرہٹی اشعار سے مانس پور کا نام پنچال نگری بہی معلوم ہوتا ہے اور یہہ آبادی مانس پور کی قدیم آبادی مانی جاتی ہے۔ قلعہ قندہار سے ایک میل کے قریب جانب شرق واقع ہے۔ اور ابتک اس کے تحت مین زمین مزروعہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ مانس پور کی آبادی اوسوقت کی سمجہی جاتی ہے جبکہ یہان بالکل جنگل اور جہاڑی ویران اور سنسان مقام تہا۔ اور وجہ تسمیہ اسکی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ مرہٹی زبان مین مانس انسان کو کہتے ہین اور پور سے مراد آبادی ہے۔

ماما نی باغ کا راکسش | مانس پور کے قریب ناگہری ندی کے پاس ایک مقام ماما نی باغ مشہور ہے۔ وہان کالے چکدار پتہر کی ایک بہت بڑی مورت کے ٹکڑے متفرق طور پر پڑے ہوے ہین۔ جس کو نہایت صفائی سے قدیم صناعون نے بنایا ہے۔ اون ٹکڑون کے پیمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دیوتا اپنے اصلی قیام کے وقت (۱۹) فٹ بلند ہوگا۔ اسکی تراش و نقش و نگار کی صفائی بلحاظ کے مورتون سے ملتی ہے۔ یہہ ایک بہت پرانی یادگار ہے اور یہہ مورت رکہیش کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایک بڑا پتہر منقش بشکل کلاہ قندہار کے تالاب مین تراشا ہوا پڑا ہے جو اسی راکشس کی ٹوپی کہلاتی ہے۔

مہا دیو کا پنڈ | لال باغ مین ایک مدور اونچا عمدہ تراشا ہوا قدیم زمانہ کا پتہر ہے جسکا

نصف باہر ہے اور نصف زمین مین ہے اور وہ مہادیو کے پنڈ کے نام سے مشہور ہے
اور اس کی پرستش ہوتی ہے

سیتا کنڈ و رام کنڈ

لال نگر کے تالاب کے اوپر کی جانب چھوٹی سی پہاڑی کے دامن
مین ایک قدرتی چشمہ ہے جس کے اطراف پتھرون سے باندھکر حوض کی شکل بنایا گیا ہے
ہنود اسکو متبرک مقام جانکر وہان غسل کرتے تھے اور اسیطرح گول ٹیکرے کے پاس
رام کنڈ ہے۔ انکا اعتقاد ہے کہ یہہ دونو قدیم چشمہ ہین جس وقت راجہ رام چندرجی
اور انکی بی بی سیتاجی دکن مین آئے تھے سیتاجی نے سیتا کنڈ مین غسل کیا تھا۔[1]

سیتاجی کے دکن مین آنیکا باعث

راماین[2] مین لکھا ہے کہ اجودہیا کے راجہ جسرت کے چار بیٹے تھے
پہلا بیٹا رامچندرجی دوسرا لچھمن جی تیسرا بھرت جی چوتھا سترگن جی
راجہ رامچندرجی بڑے بیٹے اور ولیعہد تھے اونہون نے وشوامترمنی سے تعلیم پائی۔
نہایت متین و حلیم و لایق تھے انکی شادی متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی سیتاجی سے ہوئی
جب راجہ جسرت نے رام چندرجی کو اپنا قایم مقام کرنا چاہا تو کیکئی رانی نے جو رام چندرجی کی
سوتیلی ماں تھی راجہ کو کچھہ سمجھادیا جس سے راجہ جسرت نے رامچندرجی کو چودہ برس
بن مین رہنے کا حکم دیا تو رامچندرجی معہ اپنے بھائی لچھمن اور اپنی رانی سیتاجی کے
جنگلون مین پھرتے پھرتے دکن مین گوداوری کے کنارے بہت دور نکل آئے
یہان اتفاق سے اونکی بہن شرپنکھا ان سے ملی اور اس کی خواہش پوری نہوسکی
وجہہ سے اوسکو رامچندرجی سے رنج ہوگیا اور لچھمن جی نے اسکی ناک کاٹ ڈالی جسکے
باعث اسنے اپنے بھائی راجہ راون کو غیر واقعہ سمجھا کر انتقام کی استدعا کی۔
راون لنکا مین راکشسون کا راجہ اور قوم کا برہمن تھا۔ اپنی بہن کی اشتعالک سے
رامچندرجی کے غائبانہ موقع پاکر سیتاجی کو پکڑکر لے گیا جب راجہ رامچندرجی کو
معلوم ہوا اپنے بھائی لچھمن جی کو ساتھ لئے ہوئے لنکا پر چڑھائی کی۔ راستہ مین سگریو

[1] سیتا کنڈ کا چشمہ ٹوٹ گیا ہے صرف دہانے کا نشان باقی ہے۔ ۱۲

[2] مولفہ والمیک گدہیا ۱۲

بندروں کے راجہ اور ہنومان جی بہی مل گئے - دریا پر پل باندہا گیا اور بہبیشن راون کا بہائی اپنے بہائی سے باغی ہوکر رامچندر جی سے مل گیا مثل ہے گہر کا بہیدی لنکا ڈہائے راون نے مقابلہ کیا اور مارا گیا - لنکا فتح ہوئی - رامچندر جی سیتا جی کو لیکر اجودہیا چلے گئے اور لنکا کا راج بہبیشن کو بخش دیا -

اس واقعہ کا ٹہیک ٹہیک پتہ نہین چلتا اس مین بہت سے اختلاف ہین قندہار کے ہنود کا اعتقاد ہے کہ یہہ دونوں چشمی اس زمانہ کے ہین مگر ہمارے خیال مین راجہ لعل کبیری سنگہ عہد کی یہہ عمارتین پائی جاتین ہین

سلہ عنقاف مجکو مہادیو پور سے ایٹبونا گارم ہوسے ہوسے گوداوری کے کنارے کنارے بہدراچلم جانیکا اتفاق ہوا بہت گہنی جہاڑی ہے اور سنسان ویران جہاڑی مین مینے بہت سنگ بست پختہ چبوترے دیکہے ان چبوتروں کے پتہر بہت بڑے بڑے ہین اس جنگل مین کہین کہین قوم گونڈ و کلام کے جہوپڑے ہین الکابیان ہے کہ یہہ جنگل سیتا جی کا بن باس ہے اور یہہ چبوترے رامچندر جی کے نشست گاہ تہی بہدراچلم سے تخمیناً تین میل گوداوری کے کنارے پرنے شالا) چہوٹا سا گاؤن ہے وہان قدیم مندر ہے اور یہہ موضع حدود علاقہ انگریزی مین ہے یہہ مقام اہل ہنود کے پاس بہت متبرک ہے وہان کے پوجاری نے بتلایا کہ یہی مقام متبرک ہے یہان سے راون سیتا جی کو لے گیا دیول کے عقب مین کا کسیقدر حصہ دبا ہوا ہے اس کے نسبت یہہ مشہور ہے کہ راون سیتا جی کو اوٹہا لیجاتے وقت زمین کا تہوڑا سا حصہ بہی اوٹہا لیگیا اس مندر مین دو مورتین رام چندر جی اور لچہمن جی کے ہین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اس دیول کے اخراجات کیلئے دو سو روپیہ سالانہ ملتا ہے - یہان چہوٹی سی ندی ہے اسکو سیتا واگ کہتے ہین اس مین چہوٹے چہوٹے نرم پتہر پڑے ہین ان کنکروں کو سخت پتہر پر گہسنے سے سرخ اور زرد رنگ ظاہر ہوتا ہے اہل ہنود تعظیماً پیشانی پر اسکا ٹیکا لگاتے ہین اس کے نسبت یہہ اعتقاد ہے کہ سیتا جی کا کنکو اور ہلدی ہے جسکا قشقہ لگاتے تہے - گوداوری کے دوسرے جانب ایک پہاڑ قدرتی تراش کا ہے اس کے نسبت کہا جاتا ہے کہ راون کی گاڑی کے صدمہ سے پہاڑ کٹا ہوا ہے - ایک سفید مٹی کی اونچی پہاڑی ہے - ہنود اس مٹی کو نہاتے وقت بدن پر ملتے ہین یہہ مشہور ہے کہ سیتا جی نہاتے وقت چکس بدن پر ملا کرتی تہین یہہ اسکا پس ماندہ ہے - اور اس ٹیلہ کو وہان کے باشندے نلکو گولہ کہتے ہین مگر برہمنوں کی کتب سے ظاہر ہے کہ راجہ راون سیتا جی کو مقام پنج وٹی جو ناسک کے پاس ہے طرف سے لے بہاگا تہا ۱۲

پانڈو درہ اس آبادی کے شمال کے جانب ڈیڑھ میل کے قریب بادشاہی رمنہ کے پاس موضع گوگ دری کے متصل پہاڑ کے دامن مین ایک محفوظ مقام ہے جسکو پانڈو درہ کہتے ہین - وہان بعد ایام ہولی ہر سال ایک میلہ ہوتا ہے اطراف کے گاؤن کے لوگ جمع ہوتے ہین کشتیان لڑاتے ہین یہہ غار اس لئے متبرک اور قابل پرستش سمجہا جاتا کہ ان ایام مین جسوقت یہہ سنسان اور جہاڑی کا مقام تہا پانچون پانڈون دریودہن کے خوف سے ایک عرصہ تک یہان پوشیدہ رہے اور انکی آغاد شادی کا رسم ہلدی یہین ہوا ہے اور اس اعتقاد کے روسے ہنود سرحد قندہار مین ہلدی (زرچوبہ) کی کاشت نہین کرتے - اس آبادی کے قدامت کے ثبوت مین بہت سے کہانیان سنی جاتی ہین جسکو ہم نقل کرنا بے سود سمجہتے ہین - قندہار کی ابتدائی آبادی کا ذکر اور وسے کتب تاریخ شروع کیا جاتا ہے چونکہ قندہار کے پرانے لوگونکا خیال ہے کہ مالس پور کی آبادی قندہار سے پہلے ہے اس لئے ہمنے چند سطرون مین مالس پور کے قدیم آثار کا ذکر کردیا ہے -

قندہار کی آبادی اور تالاب

سمیر ہند سے ظاہر ہے کہ راجہ کنہر نے قندہار بسایا اور یہہ راجہ پانڈو کی اولاد سے تہا - اور دکن کے بہت بڑے حصہ پر اسکی حکومت تہی - اسنے اس پرفضا اور دلچسپ مقام کو پسند کرکے بستی بسائی تو کنہار نام رکہا چونکہ یہہ آبادی ایک بلند ٹیلے پر ہے جو سطح زمین سے تخمیناً ۸۰ فٹ بلند ہے بالکل پتہریلی زمین ہے - اس آبادی مین کوئی قدیم باولی و حوض نہین ہے -

آبادی کے جنوب طرف دریائے منیار ایک میل کے فاصلہ پر ہے مگر اس بستی کے رہنے والون کو بعد مسافت کے وجہ سے اس ندی کا پانی حاصل کرنا خالی از دشواری نہ تہا - اسلئے اس آبادی کے شمالی جانب تالاب تیار کیا گیا ہے جس سے تمام بستی والے فائدہ اوٹہاتے ہین - اور اس کی نہرون سے باغات سرسبز و شاداب

رہتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ تالاب کی تیاری اور بستی کی آبادی ایکوقت ہوئی قندہار کا بسنے والا نامور اور مشہور راجہ کہ مہاراجہ پانڈو کی اولاد سے اس لئے ہم ضرور سمجھتے ہین کہ مختصر سا حال پانڈون کے خاندان کا بتا دین جبکہ ہمارے قندہار کی آبادی کا باعث یہی خاندان سمجھا جاتا ہے تو غالباً انکا حال لکھنا نامناسب ہوگا

پانڈون کا حال

تاریخ فرشتہ سے ظاہر ہے کہ راجہ چترب[1]ج چندربنسی خاندان کا مشہور راجہ تہا جس کا سلسلہ نسب بودھ[2] سے ملتا ہے اسکا پایہ تخت ہستناپور تہا اور یہہ اپنے دو وارث چھوڑ کر مرا۔ اسکا بڑا بیٹا دہتراشٹر گو ولیعہد اور مستحق سلطنت تہا مگر نابینائی نے اسکو ناقابل ٹھیرایا اور اسکا چھوٹا بھائی پنڈو ریاست سنبہال بیٹھا یہہ راجہ اسقدر نامور ہوا کہ اسکے لڑکون کی سلطنت پانڈو کے نام سے مشہور ہوئی پنڈو کے پانچ لڑکے تہے۔ جدشٹر۔ بہیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو۔ پانڈو کے مرنیکے بعد دہتراشٹر اپنے ایکسو[3] ایک لڑکون کی حمایت سے سلطنت پر قابض ہوا دہتراشٹر کے بڑے فرزند دریودہن نے جو ایک بد باطن اور متعصب آدمی تہا۔ اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ان پانچون پانڈون کی وجود کو مخل سلطنت سمجھتا تہا۔ چاہا کہ کسیطرح سے انکو مار ڈالے پانڈون یہہ خبر پاکر اسکی ریاست سے بہت دور نکل گئے چونکہ انہین اپنے دشمن دریودہن سے عیوض لینے مین بہت بڑی کمک کی ضرورت تہی کنپلا[4] مین پہونچکر وہان کے راجہ کی ایک نہایت حسین اور پارسا لڑکی دروپتی سے پانچون بہائیون نے شادی کرلی

[1] کتاب سنسکرت مہابہارت مین اس راجہ کا نام شانتنو راجہ لکہا ہے۔
[2] بودھ سے مراد چاند کے بیٹے سے ہے۔ یہہ گوتم بدھ نہین ہے۔
[3] ایکسو لڑکے صلبی تہے اور ایک لڑکا لطفی تہا جسکا نام راجہ کرن تہا۔
[4] اصل کتاب سنسکرت مین کپیلا کہا ہے۔

راجہ کشن اور راجہ بلرام قطعات ہند کے صرف راجہ ہی نہین بلکہ ہنود کے اوتار کا رتبہ حاصل کر چکے تھے جن کا شہرہ شجاعت و اقتدار تمام ہندوستان مین مشہور تھا ان کی بہن سوبہدرا بائی راجہ ارجن سے منسوب ہوئی اس تقریب سے پانچون پانڈونکو ان دونون بہائیون سے قرابت قریبہ حاصل ہوئی۔

دریودہن کے بادشاہ ہونے تک پانڈون کی خوش اخلاقی و دریا دلی بہی عوام کے دلون مین جاگیر ہوئی ان کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا دریودہن کو انکا حال جب معلوم ہوا وہ سمجہہ گیا کہ بجز نصف ریاست پر قناعت کئے راجگی کی عزت اپنے نام کے ساتہہ قائم نہ رہیگی ملائمت سے پیش آیا اور برادرانہ سلوک کے ساتہہ دعوت کی اور اندرپرست مع نصف ریاست ہند پانڈون کے سپرد کر دیا۔

جدہشٹر جو پانڈون کا بڑا بہائی تہا سریر آرائے سلطنت ہوا اور اپنے داد و انصاف سے اس قدر جلد تسخیر قلوب کیا کہ کوروائی امرا نے دریودہن کی ملازمت سے متنفر ہوکر پانڈونکی خدمت اختیار کی۔

جدہشٹر کو راجگی سے مہا راجگی کا خیال ہوا اور اپنی نہایت جری و بہادر بہائی بہیم سین۔ و ارجن کو جنکی تعریف مہابہارت مین بہت کچہہ لکہی ہے تسخیر بقیہ اقالیم کے لئے روانہ کیا۔ اور یہہ بہادر بہت جلد راجگان صوبجات ہند کو مطیع کرکے دار السلطنت اندرپرست مین اپنے بہائی کی خدمت مین حاضر ہوئے ان کا یہہ عروج دریودہن نہ دیکہہ سکا۔ اور اس نے یہہ حیلہ پردازی کی کہ پانچون پانڈونکو بغرض قمار بازی (اس وقت اس کہیل کا اہل ہند مین زیادہ تر رواج تہا) ایک مجلس دعوت ترتیب دیکر طلب کیا۔ قمار بازی کے پانسے اسنے مخالفین کے ہرانے کے لئے حکمت عملی و فریب سے دریودہن نے تیار کر رکہے تہے جس مین اپنی جیت ہو۔ راجاؤن کے روبرو ان پانچون بہائیون سے شرط لگی۔ اور تہوڑی ہی دیر مین پانڈون نے اپنی سب دولت ہار دی۔

آخرالامر اس شرط پر فیصلہ ٹہیرا کہ اور ایک بازی آخری لگائی جائے اور پانڈو

جیت ہو تو جو اشیا کہ ہار دئے گئے ہین واپس لے لئے جائین ورنہ پانچون بہائی بارہ سال گدائی کرین اور ایک سال مفقود الخبر رہین اگر اس سال مین سراغ مل جائے تو پہر تیرا سال تک اسیطرح گذار دین سطرفین سے قرط قبول ہوئی پانڈون کا ستارہ نحوست پر تہا مدعی کی کارسازی سے غافل تہے بازی ہار دی - اور بایفاے وعدہ پانچون بہائیون نے جلاوطنی اختیار کی اور بارہ سال صحرا نوردی کرتے رہے - اور دریودہن اپنی خوش قسمتی پر نازان ہوکر کل ہندوستان پر فرمانروائی کرتا رہا -

یہہ پانچون مصیبت زدہ ۱۳ سال ولایت دائین دکن مین بالکل چہپ رہے دریودہن با وجود تلاش پتا نپایا - بعد انقضاے مدت موعود مقام متہرا پر پہونچکر اپنے نسبتی بہائی کشن جی بن بسدیو کو بطور ایلچی بہیجکر اپنی سلطنت طلب کی دریودہن نے سلطنت واپس دینے سے انکار کیا اور بدعہدی کی -

جب عوام اور ماتحت راجاؤن پر دریودہن کی بدنیتی اچہی طرح ظاہر ہوچکی تو وہ اس سے متنفر ہوگئے اور پانڈون کی ہمدردی میں کچہہ فریق ادہر کچہہ فریق ادہر ہوگئے طرفین سے لشکر کشی ہوئی - راجہ کشن جی نے پانڈون کی ہر طرح سے مدد دی اور خود بہی میدان جنگ مین صف آرا رہے - بالاخر میدان کورکشیتر پر جو تہانیسر کے نزدیک ہے ہر دو لون فوجون کا مقابلہ ہوا - اس لڑائی کی مفصل کیفیت کتاب مہابہارت مین لکہی گئی ہے جس کو اہل ہنود نہایت مستند جانتے ہین -

شیخ ابوالفضل ابن شیخ مبارک نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد مین عبارت ہندی سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا ہے جو ایک لاکہہ بیت سے زیادہ

سلہ از تاریخ فرشتہ

سلہ اصل کتاب سنسکرت مین ایک سال تک پانڈون کا وراٹ نگری مصافات دکن مین راجہ وراٹ کے علاقہ مین چہپا رہنا لکہا ہے تاریخ فرشتہ مین ولایت دائین بتلایا ہے - غالبا وراٹ ہین صحیح ہو

سلہ تاریخ فرشتہ مین کورکہیت اور تاریخ ہند مین کورکہیتر لکہا ہے -

حاصل کلام دونون لشکرون نے اٹھارہ روز مین اپنے قسمت کا فیصلہ کرلیا دریودہن مارا گیا۔ پانڈو کامیاب ہوے جدشٹر پانڈون مین جو بڑا بہائی تہا سر پر آراے سلطنت ہند ہوا جس نے ۳۶ سال کامل ہند کی حکومت کی۔ اس جدشٹر کے منجلے بہائی ارجن کی اولاد مین۔ راجہ کنہر تہا جو بہار سے قندہار کی آبادی کا باعث ہوا۔

راجہ کی خوش اخلاقی سے رعایا کے دل مین یہان تک راجہ کی محبت کا اثر پیدا ہوا تہا کہ اس حصہ مین جہان اسکی حکومت رہی ہے۔ نا تربیت یافتہ زراعت پیشہ رعایا نے میمنًا و تبرکًا پانچ پتہر پانچ پانڈون کے نام سے راجہ کی خوشنودی کیلئے ہر ایک کہیت مین نصب کرکے چونے سے سفید کردئے۔ یہہ پتہر صرف یادگار کے طور پر ہی نصب نہین بلکہ سالانہ زراعت سے غلہ حاصل کرنے پر پہلی انکی پرستش کی جاتی ہے اور ابہی تک سرزمین تعلقہ قندہار مین یہہ عمل جاری ہے۔

راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ | پانچ پانڈون کی اولاد کا سلسلہ اور تفصیل بتلانیکی ہمین ضرورت نہین جنکے دکن اور ہندوستان کے مختلف حصون مین چہوٹی چہوٹی حکومتین قایم ہوچکی تہین۔

البتہ راجہ کنہر کے اجدادی سلسلہ کو بیان کرنیکی ہمین ضرورت ہے اور اسی ضرورت کے لحاظ سے پانڈون کا مجمل حال لکہنا پڑا۔

مولف سیر ہند نے راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ اس طرح بتلایا ہے کہ ارجن کا پوتا پری چہتر اور پری چہتر کا بیٹا راجہ جنمی جی اور اسکا لڑکا ستیانک اور اوسکا فرزند کہیم کرن اور کہیم کرن کا بیٹا راجہ بجبارک اور اسکا فرزند راجہ سومندر اوسکا لڑکا راجہ اوتنگ بہوج اوسکا فرزند راجہ آنند اور راجہ آنند کا بیٹا راجہ تجی پال اور تجی پال کا لڑکا راجہ اکن برن اور چونکہ اس راجہ کی اولاد نرینہ نہتی صرف ایک لڑکی تہی جس کے بطن سے راجہ پرک سین پیدا ہوا جو اکن برن کا جانشین کہلایا راجہ پرک سین کا بیٹا راجہ کنہر ہے جس نے کہنار بسایا

راجہ سوما دیوراج کا قندہار کو دار السلطنت دکن قرار دینا

مورخ انگریزی بحوالہ تاریخ پرتاپا چرتیا بیان کرتا ہے کہ نندا گیری کو راجہ نندو بہادر نے جو چلوکیا خاندان سے تھا۔ اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ راجہ نندو بہادر کے فوت ہونیکے بعد اسکی حکومت دو فرزندوں میں بٹ گئی ایک لڑکے نے قندہار کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ دوسرے نے ہنگنڈہ کو۔ اور باہم ملک کو تقسیم کر کے باطمینان حکومت کرتے رہے۔ قندہار کے راجہ کا نام سوما دیوراج تھا۔ کل مورخین انگریزی وقار کسی سوما دیوراج کو قندہار کا راجہ مانتے ہیں جس نے چوتھی صدی عیسوی میں دکھن کی بادشاہت کی ہے۔

مولف سیر ہند و مولف خورشید جاہی نے سوما دیوراج کو راکہ نہر کا بیٹا اور ہنگنڈہ راجکو برکر داڑ بتلایا ہے۔ مگر دوسرے مورخین کو اس سے اختلاف ہے۔

سوما دیوراج کے عہد حکومت میں قندہار کا قلعہ اینٹ اور مٹی سے بنایا گیا تھا اس راجہ کو چارپایوں خصوصاً گایوں کے پالنے کا اور انکی نسل کو توسیع دینے کا نہایت شوق تھا عمدہ عمدہ جانور دور دور سے بصرف زر کثیر طلب کر کے رکھہ چھوڑے تھے سوما دیوراج اپنی ملک کی حالت دیکھنے کی غرض سے بطور دورہ گوداوری گنگا کے بہت دور سیر و شکار کرتا ہوا چلا گیا۔

بالا ہند راجہ کٹک دمبرگال احاطہ کو مویشی کے پالنے کا نہایت شوق تھا اس راجہ نے راجہ سوما دیوراج کی عمدہ عمدہ جانوروں کی کیفیت سن پائی تھی اور راجہ کے شکار میں مصروف رہنیکی جو خبر ملی تو ایک بڑی جرار فوج کے ساتھہ قندہار پہونچکر یہاں کا خزانہ اور بہت کچھہ سامان اور سارے جانور جو تین ہزار گلہ صرف گایوں کے تھے اپنی ملک کو لیگیا

بالا ہند و راجہ کٹک اور سوما دیوراج راجہ قندہار کی لڑائی اور سوما دیوراج کا مارا جانا۔	راجہ سوما دیوراج ۔ راجہ قندہار کا شکار اس وحشت ناک خبر نے بے لطف کر دیا۔ یہہ فوراً قندہار

سلہ ہسٹاریکل اینڈ ڈسکرپٹیو اسکیچ سنہ ۵۲ ناندیڑ

اور حملہ کے ارادہ سے فوج کی تیاری مین جو کچھہ رقم تہی اپنی عزت بچانیکے لئے غصہ مین صرف
کردی - اور باوجودیکہ قندہار دشمن کے دست برد سے غارت ہو چکا ہتا - اس کے
بے سوچے سمجہے حملہ کرنے سے بالکل اسکی قوت ضعیف ہوگئی نتیجہ یہہ ہوا کہ اسکو کنک
شکست فاش کیا کر بے نیل مرام لوٹنا پڑا -
راجہ بالا ہندداس شکست اور قندہار دکن کی بے سرو سامانی پر بے تعاقب کئے
نرہ سکا اور تعاقب کر کے قندہار کو محصور کر لیا - سوما دیو راج کے پاس رہا کیا ہتا
اسکی ناعاقبت اندیشی اس آفت مین تو اوسے مبتلا کر چکی تہی - اوسے بے عزتی اور
ذلت کی موت گوارا نہوئی اس بہادر نے اپنی مختصر اور فاقہ مست فوج سے مقابلہ
کیا اور عین معرکہ مین مارا گیا - اس راجہ کے کار پرداز اکثر برہمن تہے اور اسکی فیاضی
اکثر انہین لوگون پر مبذول رہا کرتی تہی گوداوری کے کنارہ کے چہوٹے چہوٹے
موضع انکی پشاد مین وقف تہے -
اس مین شک نہین کہ فیاضی بیکار نہین جاتی تمام برہمن جو اس راجہ کے ممنون احسان تہے
اس کے خاندان کی عزت بچانیکے لئے اسکے حرم کی حفاظت کے طرف متوجہ ہوئے
اور نہایت چالاکی اور ہشیاری کے ساتھہ راجہ کی رانی سربال دیوی کو لیکر ہنمکنڈہ
کے جانب بہاگ گئے -
ہنمکنڈہ کا راجہ سوما دیو راج کا بہنجا ہتا اسنے اُن برہمنون کو اپنے پناہ مین لیا
اور انکی حمایت مین اوسوقت تک لڑتا رہا کہ بالا ہندو نے راجہ کی قوی
دل فوج پر رسد بند کر کے اونکو جان بلب کر دیا - راجہ بالا ہندو راجہ سوما دیو راج
کی بیوہ رانی سربال دیوی کو مانگتا تہا اور ہنمکنڈہ کا راجہ اپنے علاقہ مین اسکی موجودگی
سے انکار کرتا تہا آخر یہہ قرار پایا کہ قلعہ و آبادی مین تلاش کیجائے ہنمکنڈہ کے راجہ کو
مجبوراً اس قرار داد پر صلح کرنی پڑی - تلاش شروع ہوئی - جو حالت اسوقت
سے جاری سوما دیو راج کی بیوہ سربال دیوی پر گذر رہی تہی اس کے بیان
کے لئے ہم کوئی الفاظ نہین پاتے - رانی کی بدحواسی کے علاوہ اس کا

گلوسوز حسن زیادہ اسکی شناخت کا باعث ہوا- اور وہ گرفتار کرلیگئی-

اسمین شک نہین کہ برہمنان کی پالسی اکثر رحمدلی پرمبنی ہوتی ہے- مادہوسرما جو فرقہ برہمنون مین سرآوردہ اور ذی فہم نیک طینت شخص تہا- برہمنون کے سرغنل [illegible] کے ساتہہ ساتہہ راجہ بالاہندو کے روبرو حاضر ہوا اور نہایت استقلال سے بیان کیا کہ یہہ لڑکی برہمنی ہے سوما دیوراج جو ذات کا چہتری تہا یہہ اس کی بیوی ہرگز نہین ہوسکتی- راجہ ایک برہمن کی لڑکی پر ہرگز ہرگز رانی سرپال دیوی کا شک نہین کرسکتا- اگر راجہ حکومت کے غرہ مین ایک بیکس برہمن کی لڑکی پر ظلم روا رکہتا ہے تو اوسی پرمیشور کی جوابدہی مین سخت دشواری ہوگی راجہ کو اس رانی کے حسن اور بدحواسی نے ایسا شک مین ڈالا تہا کہ برہمن کی دہمکی کا اس کے دل مین پورا اثر نہوا- اور جہگڑتا رہا- آخر ارکین سلطنت نے یہہ راے دی کہ برہمن لوگ اس لڑکی کے ساتہہ کہانا کہاتے ہین- یہہ نہایت عمدہ تجویز پیش ہوئی تہی ظاہر ہے کہ دکہنی برہمن چہتری کے ساتہہ کہا نہین سکتے اور سرپال دیوی حقیقت مین سوما دیوراج کی بیوی اور خاص چہتری قوم کی تہی یہہ تجویز سنتے ہی برہمنون مین ایک سکوت پیدا ہوگیا- مگر ہوشیار مادہوسرما نے اس سکوت کو شبہہ نہونے دیکر فوراً اس ناجائز فعل کو تسلیم کرلیا- اور برہمنون نے بلحاظ مصلحت وقت مادہوسرما کو شرکت کی اجازت دی اور سرپال دیوی کو اپنے سنگت مین اعزازی طور پر شریک کرلیا اور اسکو راجہ بالاہندو کے ہاتہہ سے بچا لیا محاصرہ برخاست ہوا اور بالاہندو اپنے ملک کے جانب روانہ ہوا-

راجہ مادہو دہرما کاحال

رانی سرپال دیوی کو تین مہینے کا حمل تہا- مادہوسرما کے سرپرستی مین یہہ اپنی زندگی بسر کرنے لگی- مدت حمل پورے ہونے پر رانی کے ہان لڑکا پیدا ہوا- مادہو دہرما نام رکہا گیا- مادہوسرما ایک خداترس برہمن تہا اس لڑکے کی پرورش و تربیت مین بہت کوشش کی- مادہو دہرما نام کی مطابقت کیطرح عادات مین برہمنون کاسا دوراندیش نہتہا- یہہ

سوما دیو راج بہادر راجہ کا بیٹا تہا - بڑا شجاع و بہادر لکلا قندہار سے آسبوی برہمن گوداوری گنگا کے جاگیرون کی یاد مین پہر قندہار جانے اور سوما دیو راج کی یادگار کو وہان حکومت کرتے دیکہنے کے بدل شایق تہے - اور انہین تدابیر و تجاویز مین رہتے تہے کہ کسیطرح متبرک مقام قندہار مین سکونت کا موقع ملے - مادہو ورما بہی حکمت عملی اور شجاعت سے ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتا رہا - برہمنون کی کارروائی اور مادہو دہرما کی بہادری خوش اخلاقی رعایا اور فوج کے دلون پر کام کر گئی - اور ہنمکنڈہ کی راجگی مادہو دہرما پر قرار پائی - اور اس خلف الرشید نے سب سے پہلے اپنی آبائی حکومت قندہار پر قبضہ کیا اور کٹک ہوتے ہی راجہ بالا ہندو سے اپنے باپ کا انتقام لئے بغیر نرہ سکا - بالا ہندو مارا گیا راجہ مادہو دہرما بالا ہندو کے بیٹے کو اس کے باپ کا جانشین کرکے ہنمکنڈہ و اپنی

دارالسلطنت ہنمکنڈہ کے ماتحت قندہار ایک پرگنہ مقرر ہوا

راجہ مادہو دہرما کی ناعاقبت اندیشی سے خیرخواہان قندہار کا ایک بڑا الزام اس کے سر رہ گیا - واقعی اس کی یہہ بڑی غلطی تہی کہ ہنمکنڈہ کے راجگی کے غرہ مین اپنے باپ کی قایم کی ہوئی سلطنت کا نام

---

[1] تلنگی تاریخ مین لکہا ہی مادہو دہرما ہنمکنڈہ کے دیوی کی غیبی تائید سے راجہ بن گیا - اور ہنمکنڈہ کا پرگنہ دار راجہ امراباد کے جانب چلا گیا - اور تاریخ خورشید جاہی مین لکہا ہی کہ راجہ مادہو دہرما ہنمکنڈہ کے تخت پر سنہ ۲ مین جلوس کیا مگر دوسری تاریخ سے اسکی مطابقت نہین ہوتی سنہ ۱۳۱ آمین ہین امراباد دکہنا ہے

[2] یہہ مقام ضلع ناگر کرنول کے آخر سرحد پر ہے بہت وسیع اور بلند پہاڑ ہے - اس پہاڑ کی چڑہائی موضع رنگا پور سے شروع ہوتی ہے (۳۰۶۴۰) قدم کی چڑہائی کے بعد موضع منا پور ملتا ہے - اسپر زمین کی سطح سے ہموار ہے باولیان ہین جن مین پانی موجود رہتا ہے آدمی بستے ہین زراعت ہوتی ہے - اس موضع سے چار میل امراباد ہے اس پہاڑی پر پہر ایک بلند سطح ہے اور یہہ بلندی (۴۲۴۰) قدم ہے - دونون سطحون کی بلندی (۳۰۸۰) قدم ہے - اس کے دوسرے جانب دریاے کرشنا ہی تیسری بلندی طے کرنے پر اندر پرستی مقام ملتا ہے جو کسی زمانہ میں یہہ شہر آباد تہا اب بالکل پہاڑی اور ویران مقام ہے - یہان گونڈ قوم کے لوگ متفرق رہتے ہین اس میٹی امراباد نایاب تفصیل ادر کا تقرر ہے ۱۲

قایم رکہنیکی کوشش نکی اُس نے ہنمکنڈہ کو اپنا دار الریاست بناکر قندہار کو اسکا
ایک باجگذار پرگنہ قرار دیا جس سے قندہار کی وہ شان وشوکت جاتی رہی جو ایک
خود مختار دار السلطنت ہونے مین حاصل تہی راجہ مادہو دہرما کی اس طرز عمل سے
قندہار کے حالات لاعلمی کی تاریکی مین پڑ گئے۔
فوج تلنگ کی ایک چہاونی شرقی وجنوبی میدان مین آبادی سے تہوڑے فاصلہ پر
ڈال دی گئی۔ اور وہ تلنگ پورے کے نام سے مشہور ہوی۔

راجایان ہنمکنڈہ کی قندہار پر حکومت

ہمنے قندہار کے تاریخی حالات لکہنے کیلئے قلم اوٹہایا ہے اس لئے ہمکو مادہو دہرما
کے حالات سے کچہ تعلق نہین کیونکہ وہ ہنمکنڈہ کے تاریخ سے متعلق ہین۔ البتہ قندہار
جبتک ہنمکنڈہ کے ماتحت رہا ہمین مادہو دہرما کے جانشینون اور انکی مدت سلطنت
بتلانیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ ہم صرف یہی بتلاسکتے ہین کہ قندہار پر اسکی اولاد
خاندان کی حکومت کتنے سال رہی۔ مادہو دہرما کے بعد مسماۃ پدم سین اسکی دختر
بہت دنون حکومت کی اس کے انتقال کے بعد راجہ ہتمبر راج مادہو دہرما کا بیٹا۔
اپنی بہن کی جاے تخت نشین ہوا ہتمبر راج کے بعد بہونک مل نے حکومت کی۔
بہرحال تاریخ انگریزی سے ظاہر ہے کہ جب سلسلہ حکومت راجہ گنڈو مہاراج تک
پہونچا تو اس کے وفات کے بعد راجہ پرودکادیوا ۱۰۸۳ء مین اپنے باپ کی جاے
تخت حکومت پر بیٹہا۔ چونکہ وہ نہایت کم عمر تہا امور ریاست کو مسماۃ کنتہلی دیبی
اسکی بہولی انجام دیتی رہی۔ پرودکادیوا کی شادی دیوگیر کے راجہ کی لڑکی سے
ہوئی بعد پرودکادیوا کے اسکا فرزند راجہ بہوانی کامالا ڈو تخت نشین ہوا جس نے
مشرقی حصہ کے راجہ ویران ندوسی کی بہن رنگما دیوی سے شادی کی تہی۔
اس کے بعد اسکا فرزند کاکتیا پوتراج جو پرولی راجہ اور پولاج راجہ کے نام سے
بہی مشہور ہے۔ اس کے عہد سے اس خاندان کا نام کاکتیا خاندان مشہور ہوا

اسکی رانی کا نام مُتیاما تہا اس راجہ نے سنہ ۱۱۵۰ء مین ورنگل بسایا [1]۔ یہہ راجہ اپنے بیٹے سری رُدر دیوکے ہاتہ قتل کیا گیا۔

سری رُدر دیو [2] نے سنہ ۱۰۹۶ء سے سنہ ۱۱۷۶ء تک سلطنت کی ہے ہنمکنڈہ کے قدیم لیو جو پرانی تحریر کندہ ہے وہ اسی راجہ کے زمانہ کی ہے۔ اس تحریر کے تاریخ سنہ ۱۱۶۲ سال عیسوی سے مطابق ہوتی ہے۔ پاکہال کا تالاب اسی نے بنوایا ہے بعد سری رودر دیو راجہ کے اسکا بڑا لڑکا جانشین ہوا مگر اسکے چچا مہا دیو نے اسکو مار ڈالا اور اسکے چہوٹے بہائی گنپتی دیو کو تخت نشین کرکے تین سال نیابتاً خود حکومت کی تیسرے سال مہادیو راجہ دیوگر کے مقابلہ مین مارا گیا گنپتی دیو راج کو اقتدار حکمرانی حاصل ہوا۔ اس نے یادوا راجہ کی لڑکی رودرما دیوی سے شادی کی۔ اس گنپتی دیو راج نے قندہار کے تالاب کی توسیع و مرمت کی ہے اور نہر کو پختہ بنا کر مہا دیو کا دیول بہت مستحکم بنایا۔ اس راجہ کی حکومت سنہ ۱۱۹۹ء سے سنہ ۱۲۲۷ء تک رہی ہے۔

---

[1] ہنمکنڈہ مین مجہے رہنے کا اتفاق ہوا ورنگل وہان سے تخمیناً پانچ میل ہے جو کچہہ آبادی ہے اب ہنمکنڈہ اور مٹوارٹے مین ہے ورنگل ویران ہے اور ایک موضع کیطرح تہوڑی سی آبادی ہے۔ قلعہ کا حصار پختہ ہے اور اس مین ایک قدیم مکان کی پختہ اور مستحکم چار دیواری ہے جو پرانی عظمت اور شان کی نشاندہی کرتی ہے اس ویران قلعہ مین زراعت پیشہ کاشتکاری کرتے ہین۔

[2] تاریخ تلنگ مین اس راجہ کو پارس کا پتہر دستیاب ہونے کا ذکر ہوا ہے۔

[3] ہنمکنڈہ کی آبادی مین یہہ دیول ہزار کہم کی دیول کے نام سے مشہور ہے اب بالکل ویران ہے۔

[4] پاکہال کا تالاب مین نے دیکہا ہے یہہ بہت بڑا تالاب ہے اس تالاب کے بیچ مین چہوٹی سی پہاڑی ہے جب تالاب مین خوب پانی آجاتا ہے یہہ پہاڑی بہت خوشنما نظر آتی ہے۔ یہہ تالاب جنگل اور پہاڑ مین ہے۔ یہان کوئی آبادی نہین نہ اس تالاب کے قریب پاکہال کوئی موضع ہے یہان سے چہہ میل نرسم پیٹہ قصبہ ہے تحصیل تعلقہ پاکہال کا یہی مقام مستقر ہے تالاب پاکہال کی سیر کرنے والے یہین ٹہرتے ہین اور اسٹیشن ہنمکنڈہ سے نرسم پیٹہ تک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔

قندہار کے تالاب اور بڑے مندر کی تیاری انہیں سنون کے مابین ہوئی ہے مورخ
انگریزی لکھتا ہے کہ یہہ راجہ علم دوست اور بہت فاتح تہا۔ ورنگل کی سنگین دیوار کی
اس نے بناڈالی بہت سے تالاب اور دیول بنائے اور ایکسو موضع آباد کئے۔

کنہار سے کندار مشہور ہونا

گنپتی دیوراج کا کوئی بیٹا نہ تہا صرف ایک کم سن لڑکی اننما بائی ہتی گنپت دیو کے بیکنٹھ
باشی ہو جانیکے بعد رانی رودرماں دیوی حکمران ہوئی۔ ان ایام مین قلعہ دیوگیر پر راجہ
کندارا کی حکومت ہتی اسنے رودرماں دیوی کی ملک مین دست اندازی شروع کی
اور بہت سے تلنگانی پرگنون پر قبضہ کرلیا اگرچہ رودرماں دیوی کی فوج نے اسکو
روکا اور مقابلہ کیا مگر دیوگیر کے راجہ کا قدم آگے بڑہتا گیا۔ اور راجہ کندارا کا
قندہار پر قبضہ ہوگیا۔ راجہ کے نام کے لحاظ سے یا اوس کے حکم سے کنہار کندار
مشہور ہوتا گیا راجہ کندارا کا قبضہ سنہ ۱۲۵۳ع سے سنہ ۱۲۶۰ع تک قایم رہا۔ پھر رودرماں
دیوی کی فوج نے قبضہ کرکے تلنگی فوج کی چہاونی قایم کردی۔
مسٹر کرنل یول نے سفرنامہ (مارکوپولو) جلد دوسری صفحہ ۶۴ ۳ و ۳۴۷ کے
حوالہ سے لکہا ہے کہ ۴۰ سال رودرماں دیوی نے حکومت کی اور اپنے شوہر سے
بہتر حکومت کی اور ورنگل کے پختہ قلعہ کی دیوار اسی کے عہد مین ختم ہوئی
اسکے بعد پرتاب رودر دیوا تخت نشین ہوا چونکہ یہہ بہت کم سن تہا اس لئے اسکی ماں
راجہ گنپتی دیوا کی بیٹی بارہ سال تک حکومت کرتی رہی۔ جب راجہ پرتاب رودر نے ہوش
سنبہالا اس کے ہاتہ پر بہت سے فتوحات ہوئے اسکے فتوحات کے زبان تلنگی
مین بہت بڑی کتاب لکہی گئی ہے۔ جسمین فتوحات کا ذکر نہایت طوالت سے لکہا ہے
طلائی سکہ جسکو ہن کہتے ہین اسی راجہ کے عہد مین آسمان سے مینہہ کے ساتہ برسنے
کا ذکر کیا گیا ہے۔ مورخ انگریزی نے راجہ پرتاب رودر کا نام راجہ لدر دیو ہی لکہا ہے
اور مولف تاریخ فرشتہ نے صرف لدر دیو کا ہی ذکر کیا ہے۔ مگر ہم پورے واقعات بالائی ملانیکی

لہ بعض کتب تاریخ مین دیوگڈہ لکہا ہے ۱۲

پہلے سیر ہند و تاریخ تلنگ و مجموعہ قادر خانی و تاریخ خورشید جاہی سے ابتدائی مضمون لیکر پھر تاریخ فرشتہ و تاریخ تذکرۃ الملوک سے مطالب اخذ کرتے ہین - راجہ پرتاب رودر کا نیر اقبال چمک رہا تہا اور اس کے فتوحات کی دکن مین دہوم مچ رہی تہی اس نے دیوگیر پر چڑہائی کی دیوگیر کا راجہ شکست فاش کہاکر گرفتار ہوگیا پرتاب رودر نے اسکو قلعہ ورنگل مین لیجاکر قید کردیا - دکن کے کل راجاؤن نے گردن اطاعت کی اس کے آگے جہکا دی پرتاب رودر کا سکہ تمام دکن مین چل گیا -

لشکر اسلام کی آمد آمد

اب ہندوستان ہندوستان نرہا تہا محمود غزنوی کے حملہ مین لاہور فتح اسلام کا صدر مقام بہی ہوچکا تہا[1] سنہ ۵۸۹ھ مین سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار قطب الدین ایبک کی فوج نے میرٹھ و دہلی کو بہی فتح کرلیا تہا اتنی قوت بہم پہونچائی تہی کہ اوسکو ہندوستان کی دار الحکومت کے نام سے نامزد کرنے مین کوئی تامل نہوا - یون سمجہنا چاہیے کہ پرتاب رودر کے حملون کے استغاثہ سننے کیلئے دار العدالت کہولا گیا تہا -

[2] سنہ ۵۹۱ھ مین اجمیر پر بہی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا - راجہ اجمیر بہیم سین قتل ہوا مسلمانونکی ترقی کا ستارہ چمک رہا تہا پرتاب رودر کے ستائے ہوئے راجہ دیوگیر کے بھائی نے پرتاب رودر کی سرکشی کی شکایت سلطان دہلی تک پہونچائی اور ملک عیسیٰ خان کی

[1] از تاریخ فرشتہ ۱۲

[2] از تاریخ فرشتہ ۱۲

[3] تاریخ خورشید جاہی اور تاریخ تلنگ اور سیر ہند سے مضمون لیا گیا ہے لیکن دوسرے کتب تاریخ سے سنہ ۲ کے قبل فوج اسلام کا دکن مین آنا پایا نہین جاتا اس اختلاف کیوجہ سے بعض مورخین نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ لدردیو راجہ جس کے زمانہ مین مسلمانون کا دکن پر چڑہائی کرنا تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے وہ صحیح نام رودر دیو راجہ ہوگا اور رودر دیو پرتاب رودر سے مراد ہے ۱۲

سرکردگی سے ایک جرار فوج اوسکے سرکوبی کے لئے روانہ ہوئی شکست نصیب بافوج اپنے افسر کو شہادت نصیب دیکھکر منتشر ہوگئی۔ مگر دوبارہ جو فوج آئی اوسکا افسر بہلول خان تہا جو قندہار آکر بڑی لڑائی کے بعد راجہ اور اوسکے بہت سے مالی و ملکی عہدہ داروں کو گرفتار کرکے دہلی لے گیا اور پیشگاہ سلطان سے اطاعت اور خراجگذاری کے اقرار پر اسکو رہائی ملی۔

پرتاب رودر پہر دکن آیا۔ بعد اس کے انتقال[1] کے ویر بہدر اسکا لڑکا فرمان روا ہوا یہہ راجہ چونکہ اپاہج اور پست ہمت تہا کہ اس سے سلطنت کا انتظام نہ ہوسکا اور ہر ایک حاکم خود مختار راجہ ہوگیا۔

سلطان علاء الدین خلجی کا حملہ

لدر دیو راجہ ورنگل کے عہد میں خراج نہ داخل کرنیکے وجہ سے سنہ [illegible]ھ میں سلطان علاء الدین خلجی[2] شہنشاہ دہلی نے بنگالہ کے راہ سے

---

[1] سنہ ۔۔ ف میں چنور سے مہادیوپور جاتے وقت گوداوری گنگا کے کنارے ایک موضع کالیسور ہے جہر نیکا اتفاق ہوا تہا۔ اسمقام پر گوداوری اور پرہیم گنگا جو سرحد براڑ کو علیحدہ کرتے ہوئے آرہی ہے دونوں ندیاں ملگئی ہیں اس جا کو اہل ہنود متبرک جانتے ہیں اور ہر بارہ سال گذرنے پر یہاں بڑا میلا ہوتا ہے یہاں کالیسور دیوتا کا بڑا مندر رہتا جو توڑ دیا گیا ہے مگر ابہی تک اسکے قدیم آثار اور چار بڑے بڑے مہادیو کے پنڈ کالی پتہر کے بت ہی صفا موجود ہیں یہاں کے رہنے والوں کا بیان ہے کہ راجہ پرتاب رودر نے یہہ مندر بنایا تہا۔ اور دہلی کی واپسی کے بعد وہ ورنگل کے جانب نہیں گیا اسی مقام پر رہا ہے اس دیول کے متصل مغرب کے جانب پختہ بڑی مسجد قدیم ہے اور دو تکیے روبرو پرانے پرانے باعظمت قبریں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام پر دیول کی بربادی کے بعد مسلمانوں کی چند روز حکومت رہی ہے اب مختصر سا موضع ہے ہنود لوگ بستی میں دیول کی ٹوٹے ہوئے حصہ کی مرمت کرکے کالیسور دیوتا کی پرستش کی جاتی ہے اس مقام ضلع سرونچہ علاقہ انگریزی ۲ میل ہے میں نے وہاں جاکر حضرت حیدر ولی جو مسجد میں مدفون ہیں کہ مزار مبارک کی زیارت سے مشرف حاصل کیا

[2] خلجی حقیقت میں ایک ترکی قوم ہے مگر ایک مدت سے افغانستان میں رہنے سے افغان کہلانے لگے۔ اس قوم کے لوگ جو ہند میں تہے انکا سردار جلال الدین خلجی سلطان کیقباد کا وزیر بن گیا تہا پہر وہ بادشاہ کو قتل کرکے آپ تخت پر بیٹہا اور خاندان خلجی کا بانی ہوا اس خاندان کی سلطنت کل تیس برس رہی جلال الدین خلجی کے بہتیجے سلطان علاء الدین کے عہد میں مسلمانوں نے دکن پر تسلط کر لیا (مختصر تاریخ ہند ۱۲)

ورنگل پر چڑھائی کرنیکے لئے لشکر جرار بھیجا۔ مگر لشکر ناکامیاب واپس ہوا سنہ ۷۰۹ھ میں دوبارہ لشکر بسرکردگی ملک نائب کافور و خواجہ حاجی ملکی راہ دیوگیر سے ورنگل روانہ کیا گیا جب ملک نائب پرگنہ اندور میں پہونچا تو اوسنے اندور اور ہمارے قلعہ قندہار و دیگر پرگنہ جات پر قبضہ کرلیا و اندور و پور راجہ نے مقابلہ کرنے کو تو کیا مگر اس مقابلہ سے بہت کچھ نقصان اوٹھایا علاوہ جانی و مالی نقصان کے بیس ہاتھی اور سات سو گھوڑے اور بہت کچھ زر و جواہر پیش کرنے پر باقرار خراج دہی صلح نصیب ہوئی اندور و قندہار و دیگر پرگنہ جات واپس ملگئے اور ہمارا قندہار تا اختتام سلطنت خلجیہ ورنگل ہی کے ماتحت رہا۔

سلطان غیاث الدین تغلق کا قبضہ

جب دہلی کی سلطنت خلجیوں سے نکل کر خاندان تغلق[1] کے ہاتھ آئی تو سلطان غیاث الدین تغلق شاہ نے ۷۲۱ھ میں ملک فخر الدین کو فوج کثیر کے ساتھ ورنگل روانہ کیا چنانچہ ملک فخر الدین قندہار و اندور پر قابض ہوکر ورنگل کی جانب بڑھا ہوا پہونچا اور قلعہ ورنگل محصور کرلیا گیا مگر ابھی مستقل حکومت مسلمانوں کی قندہار پر ہونے کا وقت نہ آیا تھا اطراف ورنگل ہند کی شورشوں سے پیدا ہوا تھا راجہ کے جان باز اور جان نثار بہادر سپاہی راجہ کے دشمنوں کو کسیطرح کامیاب نہ دیکھ سکتے جب تلوار ہاتھ اور ہاتھ تن سے جدا ہوتا تو اپنے جسم کے عضو سے مسلمانوں کے دماغ کا مقابلہ

[1] تغلق قوم [illegible] سے ہے جب خسرو خان وزیر نے قطب الدین خلجی بادشاہ کو قتل اور اوسکے خاندان کو تباہ کرکے خود تخت پر بیٹھ گیا تو غیاث الدین تغلق جسکو غازی بیگ تغلق بھی کہتے ہیں [illegible] خسرو خان کو میدان میں شکست دیکر مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا خاندان تغلق کے [illegible] بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے اور ان کی حکومت تقریبا سو برس رہی مگر غیاث الدین تغلق کے بیٹے سلطان محمد تغلق کے عہد میں دکن کا ملک اسکی سلطنت سے علیحدہ ہو گیا ۔ تاریخ ہند ۱۲

شروع کیا جس سے مسلمانون کو فتح کی امید نہ رہی لشکر مین طرح طرح کی
بیماریان پھیل گئین اسکے علاوہ شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر نے یہہ خبر
اوڑالی کہ دہلی مین فتنہ عظیم برپا ہو گیا ہے لشکر سراسیمہ ہو کر پلٹ گیا۔
راجہ نے تعاقب کیا۔ اور لشکر شاہ دستے تیغ پھر اسکے ہاتھہ آ گئے ملک فخرالدین کو
سخت ندامت ہوئی اور چار ہی مہینے مین دوسرا لشکر تیار کرکے قتل عام کرتا ہوا
قندہار و بیدر سے گذر کر ورنگل فتح کر لیا۔ اور ورنگل کا سلطان پور نام رکھا۔
راجہ گرفتار ہو کر دہلی بھیجا گیا مگر تھوڑے ہی دنون مین یہہ راجہ دہلی سے ورنگل اور چند
پرگنہ جات کی جاگیرداری کا عہدہ حاصل کرکے داخل ورنگل ہوا۔

حاجی سیاح سید سعید الدین سرور خندہ دم کی تشریف آوری اور اہل اسلام کی ترقی

جب بیدر پر بادشاہ دہلی کے طرف سے جدا حاکم مقرر ہوا تو
اسکے ماتحت مین ہمارا قندہار کر دیا گیا گو ہم اس قلعہ کو قندہار
لکھتے آتے ہین مگر اس زمانہ تک کندہار پکارا جاتا تھا۔
مسلمانون کی فصاحت پسندی نے اسے قندہار بنایا۔
یہہ امر بھی کوئی بیجا نہین ہے کہ اس سرزمین کی خوبی اور سرسبزی کے سبب افغانستان کے
قندہار کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہو۔ اس مین شک نہین کہ قندہار ایک خوشگوار قطعہ ہے
اور نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے تالاب کا کنارہ شمال رویہ آبادی سے بالکل ملا ہوا ہے
جنوب کی جانب ایک ندی پہاڑون سے ہوتا ہوا بہتا ہے۔ قلعہ کے اطراف دور
تک سرسبز و شاداب باغات ہین جس مین ہر قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے پہاڑون کے
مساوات سے یہہ بڑا دلفریب منظر نظر آتا ہے۔ راستہ تنگ اور ہولناک گرہ وڑی کی
گھاٹی سے ہو کر گذرتا ہے۔ عجب کیا کہ اس منظر نے ان ترکون و افغانون کو اپنے
قندہار کا سماں یاد دلا دیا ہو اور وہ اسی ہی قندہار رکھہ دیتے۔
قندہار ابتدا آبادی سے ہندون کے قبضہ حکومت مین تھا اور یہہ اہل ہنود کی نہایت
متبرک جاے سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہان مہادیو کا بہت بڑا مندر تھا۔
۷۲۵ھ مین جب حضرت شیخ نظام الدین اولیا کا دہلی مین وصال ہوا اور حضرت حاجی سیاح

سید شاہ سعید الدین سرور مخدوم ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی قدس سرہ العزیز بہ صحابت شیخ ابراہیم سپہ سالار تشریف فرمائی قندہار ہوئے اور وہ جہاد لوکا قدیم مندر توڑا گیا تو سرور مخدوم نے یہین اقامت اختیار کی اور یہان اہل اسلام کی ترقی ہوئی

سلطان محمد تغلق کی سلطنت اور دکن کے ہر حصے مین مسلمانونکی اشاعت

۷۲۵ھ مین غیاث الدین تغلق شاہ نے انتقال کیا اسکے بڑے بیٹے سلطان محمد تغلق نے جو بڑا بہادر اور جری تہا دہلی کے تخت سلطنت پر قدم رکہا اس بادشاہ مین مختلف صفتین تہین علم سے بہرہ وافی رکہتا تہا شجاعت مین حد سے زیادہ تہا۔ وہمی دیر حم ہونیکے علاوہ انگریزی مورخون نے اسکو دیوانہ ہی بیان کیا ہے

دولت آباد کی آبادی

۷۲۶ھ مین اس نے دیوگیر کو آباد کرنا چاہا اسکا نام دولت آباد رکہا گیا اور جبراً قہراً دہلی کے باشندے بلائے گئے۔ جو نہ آئے وہ قتل کئے گئے دہلی ویران ہوگئی بڑے بڑے علما وفضلا و اولیا کرام کا گروہ دکن مین آگیا۔

حضرت سرور مخدوم کی وفات

بتاریخ ۱۶ رجب ۷۳۶ھ حضرت قطب الاقطاب تاج المشائخ مخدوم حاجی سیاح سرور سید سعید الدین رفاعی قدس سرہ نے رحلت فرمائی حضرت کے مزار مبارک پر نہایت خوش وضع گنبد تیار کیا گیا۔ اور اس مندر کی مسجد بنائی گئی جس مین ابتدا حضرت نے اقامت فرمائی تہی۔

محمد تغلق کی ورنگل سے واپسی

۷۴۲ھ مین سلطان محمد تغلق شاہ ورنگل سے واپسی کے وقت جب قصبہ بیڑ پر پہونچا تو اوس کے دانتون مین درد پیدا ہوا اور ایک دانت نکل گیا تو اسی قصبہ کے جانب جنوب تخمیناً ۶ میل موضع کرجنی کے پہاڑی پر دانت دفن کرکے گنبد بنا گیا وہ گنبد ابتک موجود ہے اور مولف نے ۱۳۱۵ھ مین اسکو دیکھا ہے۔

قندہار کے پختہ قلعہ کی تیاری

سلطان محمد تغلق نے قندہار کی حکومت پر شہاب سلطانی المخاطب نصرت خان کو مقرر کیا تہا جس کا صدر مقام بیدر تہا خان مذکور ایک عرصہ تک مستقلاً حکومت کرتا رہا لیکن اس خبر کے مشہور ہونے پر کہ یہ باغی ہے

کام سے علیحدہ کیا گیا انکا جائزہ قتلغ خان کو دلایا گیا قتلغ خان ملک برہان الدین کا بیٹا اور دولت آباد کا صوبہ دار تہا اور سلطان محمد تغلق نے قتلغ خان سے قران مجید اور چند کتابین فارسی کی پڑہی تہین اور خط بہی صاف کیا تہا اس سلئے اس وہمی بادشاہ کو کچہہ عرصہ تک ان کے نسبت اچہا خیال رہا۔

پہلے قندہار کا قلعہ اینٹ ومٹی کا تہا۔ سلطان محمد تغلق شاہ کے فرمانروائی مین قندہار کا پختہ قلعہ تیار ہوا قلعہ کے پہلی دروازہ کے بائین جانب کی کمان[۱] مین سب سے پہلا اور قدیم کتبہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت کا ہے جس پر ۷۲۵ھ ہجری کندہ ہے اور ۷۲۵ ہجری سے ۷۴۵ ہجری تک ملک دکن سلطان محمد تغلق کے زیر حکومت رہا اور قلعہ قندہار کا کتبہ نصب ہونیکے دو سال قبل (۷۲۳ ہجری مین) سلطان کا گذر ورنگل سے واپسی کے وقت دکن کی مختلف مقامات پر ہوا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیف الدولہ کا تعلق امرا شاہی مین تہا جس کے اہتمام سے قلعہ تیار ہوا اسی کتبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک سیف الدولہ کے جانب سے مصطفے اصفی الدین نائب مقرر ہوا تہا ۷۴۵ھ مین سلطانکی سخت گیری کی وجہہ سے امرا ناراض ہو گئے اور دکن کا حاکم خود سر فرمانروا ہو گیا اسلئے دکن کا تعلق خاندان تغلق سے باقی نرہا سیف الدولہ کا نام ملک سیف الدین غوری ہے جو باغی امرا مین شامل ہو کر حسن سے مل گیا اور اسکی فوج کا جرنل مقرر ہوا جب حسن بادشاہ ہوا سیف الدین قندہار و بیدر کو اس کا حاکم رہا جسکا ذکر آگے بیان کیا جائیگا بہر حال اس سے یہان تک ترقی کی کہ دکن کا وزیر اعظم ہوا تاریخ مختار الاخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ اودسہ[۱] بہی سلطان محمد تغلق سے ۷۳۶ھ مین تعمیر کروایا تہا اودسہ کا قلعہ بہی قندہار کے قلعہ کیطرح وسیع میدان مین ہے اور اسی طرز کا بنا ہوا ہے۔

حسن کانگوی بہمنی کا قبضہ

سلطان محمد تغلق شاہ کی سیاست کی وجہہ سے اکثر امرا ناراض اور اطاعت سے منحرف ہو کر دکن مین منفرق طور پر مقیم تہے۔ جب بادشاہ دہلی کے جانب روانہ ہوا تو باہمی اتفاق سے اسمیل فتح خان کو ناصر الدین شاہ خطاب دیکر دکن کا

---

[۱] قلعہ اودسہ قندہار سے (۵۱) میل ہے اور مین نے اسے دیکہا ہے ۱۲

خود مختار بادشاہ بنالیا اس لئے کہ سب امراء میں یہ مسن رسیدہ شخص تھا۔ اگرچہ تغلق شاہ نے فوج کثیر سے دولت آباد پر حملہ کیا مگر سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہوا۔

ادھر ان باغیوں نے پریشان کر رکھا تھا ادھر لاہور کا فساد برپا ہوا سلطان کو لاہور کی شہر آشوبی دور کرنی زیادہ ضروری تھی ان کے مقابلہ سے فوج کو ہٹالیا باغیوں کو اچھا موقع ملا اطاعت کر کے خزانہ سلطانی بھی لوٹ لیا۔

ان باغی امراء میں وہ اقبال مند شخص بھی تھا جو بالفعل حسن کے نام سے اور آگے چل کے سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی بادشاہ دکن کے لقب سے دنیا کی تاریخ میں شہرت پانے والا ہے اور جس کے خاندان میں ۱۸۶۶ سال دکن کی بادشاہی رہی۔

عماد الملک تبریزی کا قتل

علی شاہ خواہر زادہ ظفر خان علائی نے جو باغی امراء میں سے تھا ایک چھوٹا سا لشکر لیکر بیدر پر حملہ کیا اور وہاں کے نایب کو قتل کر کے بیدر پر قابض ہوگیا قتلغ خان ایک بہادر شخص تھا فوراً بیدر پہنچا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ علی شاہ گرفتار ہوا اور سلطان تغلق کے پاس بھیجدیا گیا۔ باغی امراء ان کے باعث دکن میں غدر مچا ہوا تھا دہلی سے عماد الملک ترکمان سپہ سالار کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ بیدر بھیجا گیا۔ مسٹر ولمسلی نے اپنی تاریخ میں عماد الملک کو تبریزی اور محمد تغلق شاہ دہلی کا داماد بتلایا ہے۔ کچھ عرصہ تک بیدر اور اطراف بیدر زیر حکومت عماد الملک بہادر رہا اور عماد الملک کو آئے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ ان کی زندگی کا فیصلہ کرنے والی فوج قلعہ بیدر کے اطراف حسن کانگوی بہمنی سپہ سالار دکن کی زیر کمان

سلہ ۷۴۸ھ میں سلطان علاء الدین بہمنی تخت نشین ہوا اور ۹۳۴ھ ہجری میں کلیم اللہ بہمنی بیدر سے بھاگ کر احمد نگر گیا اور وہاں مر گیا اور خاندان بہمنی کا خاتمہ ہوا۔

سلہ اکثر مورخین کو اتفاق ہے کہ حسن کانگوی اور عماد الملک تبریزی کا مقابلہ بیدر پر ہوا تھا مگر مولف منتخب اللباب نے بمقام گلبرگہ پر اس واقعہ کا ہونا بیان کیا ہے۔ ۱۲

پہونچ گئی۔

حسن نے گلبرگہ کا خاطر خواہ انتظام کر لیا تہا۔ تیس[30] ہزار سوار کے ساتھ عماد الملک بہادر سے مقابل ہوا۔ طرفین سے دل توڑ کر لڑے مگر تقدیر الٰہی نے دکن کی بادشاہت حسن کے نام لکہدی تہی اور قضا نے اسکا فیصلہ کر لیا تہا کہ خاندان تغلق کی حکومت دکن سے اوٹہا دیجائے کوئی تدبیر سلطنت دہلی کی موئد نہ ہو سکی۔

ورنگل کے راجہ نے سلطان تغلق شاہ کے ہاتون سخت صدمہ اوٹہایا تہا اور اپنی آبائی حکومت یعنی قلعہ قندہار ہاتہ سے دیکر اپنی مایوسانہ زندگی کا حصہ قصبہ کولاس مین بسر کر رہا تہا اس نے ایک پیدل جمعیت سے حسن کی مدد کی جس کی تعداد پندرہ ہزار کی تہی اور ساتہہی علاء الدین شاہ کے پاس سے پانچ سو سوار پہونچ گئے۔ حسن کی فوج کو کامل زور پہونچ گیا اور طرفین مین جو کشت و خون ہوا اسکی تعداد تو سیکڑون سے گذر کر ہزارون پر آپہونچی تہی دونون لشکرون کے دل جوش سے بہرے تہے اودہر شہنشاہی وعدہ ادہر نئی بادشاہت کے فیاضانہ عطیات غرض کہ دونون لشکر جی کہول کر لڑے عماد الملک بہادر کے حملون کا جو شجاعت و مردانگی مین ضرب المثل روز گار تہا ملک سیف الدین غوری نے جو فوج حسن کا جرنیل تہا۔ خوب جواب دیا عماد الملک عین معرکہ مین مارا گیا فوج نے پریشان ہو کر معہ چند امرا قلعہ قندہار مین جسکا پختہ حصار تیار ہو چکا تہا پناہ لی۔

حسن بعد فتح بیدر دولت آباد کے طرف متوجہ ہوا اور ملک سیف الدین غوری نے قندہار کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ کو ایک عرصہ گذرا تو حسن کانگوی بہمنی بذات خود قندہار پہونچا اور محصورین کی فہمائیش کی۔ آخر الامر بعد فہمائیش امرای مغل و افغان و راجپوت نے جو قلعہ مین محصور تہے حسن کی اطاعت قبول کی۔

سیف الدین غوری کی حکومت عیدگاہ کی تیاری	قلعہ قندہار و کولاس و بیدر کی حکومت سیف الدین غوری المخاطب ملک سیف الدولہ کے سپرد کر دی گئی۔ قلعہ کے پختہ اور سنگین عمارتین[1]

[1] قلعہ کے اندرون حصار مین پہلی دروازہ کے بازو چہوٹی کمان مین ملک سیف الدولہ کے عہد کا کتبہ خلجی ۷۴۳ سنہ کا کندہ ہے ۱۲

تالاب کا سنگ بست پشتہ اور عیدگاہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت مین باہتمام حاجی مصطفی صفی الدین تیار ہوے ہین۔

اعظم ہمایون کی حکومت جب ملک سیف الدین غوری کو رائچور و مدگل و گلبرگہ وغیرہ کی حکومت دی گئی تو قندہار و بیدر و آندور کو اس کی حکومت اعظم ہمایون ملک سیف الدین کے بیٹے کے پاس رہی۔

سلطان علاوالدین حسن کانگوئی بہمنی کا حال

ہمارے قندہار مین سلطان علاوالدین کانگوئی بہمنی کا ایک عرصہ تک قبضہ رہا ہے اور یہان کے متبرک ممبرون پر خطبہ مین اس بادشاہ کا نام لیا گیا اس لئے ہمین اس کا مختصر سا ابتدائی حال بیان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حسن قوم کا افغان اور دارالخلافت دہلی مین گنگو برہمن منجم[1] کے پاس ملازم تہا اور اس نجومی کو شہزادہ محمد تغلق کے پاس بڑی عزت حاصل تہی۔ حسن نہایت تنگی اور عسرت سے بسر کرتا تہا۔ گنگو نے اسکے حالت افلاس وفاقہ کشی پر رحم کہاکر دو بیل دلائے اور اپنے علاقہ کی کسیقدر زمین اسکے سپرد کی تا اس مین کاشتکاری کرکے اپنے گذر کرے ایک روز حسن اس زمین پر ہل چلا رہا تہا اسکا ہل زمین مین دہس گیا۔ باوجود کوشش کے نکل نہ سکا۔ اس نے اس زمین کو کہود اہل مین زنجیرین۔ ادلجہی ہوئی تہین جب زنجیر علیحدہ کین تو ایک ظرف دکہائی دیا جس مین اشرفی طلائی غیر مسکوک تہین۔ حسن شب کیوقت اس ظرف اور اشرفیون کو چادر مین باندہکر منجم کے مکان کو پہونچادیا اور اسمین کسیطرح تصرف نکیا گنگو نے اسکی نیک نیتی و دیانت داری پر تحسین کی اور دوسری ہی دن یہہ قصہ شہزادہ محمد تغلق سے بیان کیا شہزادہ نے حسن کو بلوایا اسکو ایک سنجیدہ اور متین آدمی پایا باپ سے اجازت حاصل کرکے اسکو اپنے مصاحبون مین شریک کرلیا۔

[1] مولف صاحب سیرۃ المحمود نے گنگو منجم اور حسن کو اسکا غلام لکہا ہے مگر اکثر مورخین کانگوی منجم اور حسن کو اسکا ملازم لکہتے ہین۔

گنگو علم نجوم مین مہارت کامل رکہتا تہا ایکروز اس کے طالع کا زائچہ کہینچکر بیان کیا کہ تو صاحب اقبال ہوگا اور تجکو بادشاہت نصیب ہوگی تو مجھسے اقرار کر کہ اگر اللہ تعالی تجکو بادشاہت عطا کرے تو تیرے نام کے ساتہہ میرا نام بہی شریک رہے چونکہ حسن اسکا نمک پروردہ تہا اور اس امید موہوم کے وقوع پذیر ہونے کا یقین کامل بہی نہتا اسنے اس شرط کو قبول کرلیا تہوڑے عرصہ کے بعد جب اس سے کارہای نمایان ہوئے تو عہد مین ترقی ہوتے ہوتے گروہ امرا مین شامل ہوگیا۔

جب محمد تغلق شاہ بعد انتقال باپ کے خود بادشاہ ہوا تو اس کے درجے مین اور ترقی ہوئی اور بادشاہ کے ساتہہ دکن مین آیا۔ اور بعد واپسی بادشاہ سیاست کے خوف سے یہین مقیم رہا اور امرائے دکن مین شامل ہوگیا سب امرا نے محمد تغلق شاہ سے بغاوت اختیار کرکے محمد ناصر الدین کو جو ایک سن رسیدہ امیر تہا دکن کا بادشاہ بنالیا اور دہلی سے تعلق توڑدیا۔ مگر جب حسن کے فتوحات اور اولوالعزمی سب امیرون سے بڑہ گئی تو محمد ناصر الدین بادشاہ نے اپنی بادشاہت حسن کے حوالہ کی ۷۴۸ھ مین ربیع الثانی کی ۲۴ تاریخ جمعہ کے دن اسکے سر پر تاج شاہی رکہا گیا اور ظفر خان سلطان علاء الدین حسن گانگوی بہمنی خطاب قرار پایا اور حسن آباد گلبرگہ دارالسلطنت ہوا۔ اور سلطان علاء الدین حسن نے گیارہ سال دو مہینے سات روز بادشاہی کرکے ۶۷ سال کی عمر مین پانچوین[1] ربیع الاول ۷۵۹ھ کو وفات پائی۔

حسن کا نسب نامہ بعض مورخین حسن کا نسب نامہ اسطرح بتلاتے ہین۔ سلطان علاء الدین حسن ابن کیکاوس۔ ابن محمد۔ ابن علی۔ ابن حسن۔ ابن سہام۔ ابن سیمون۔ ابن سلام۔ ابن ابراہیم۔ ابن افیر۔ ابن منصور۔ ابن رستم۔ ابن کیقباد۔ ابن منوچہر۔ ابن نامدار ابن اسفندیار۔ ابن کیومرث۔ ابن خورشید۔ ابن صعصانی۔ ابن نغفور۔ ابن فرخ۔ ابن شہریار ابن عامر ابن تشہد۔ ابن ملک داؤد۔ ابن ہوشنگ۔ ابن بنیک کردار۔ ابن فیروز بخت

[1] تاریخ مختار الاخبار مین غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ لکہا ہے۔

ابن نوح - ابن صالح - اور صالح سے بہرام گور تک چند واسطے ہیں اور بہرام گور ساسانی اولاد میں اور ساسان بہمن ابن اسفندیار کیانی کی نسل سے ہے سراج التاریخ میں اسکا ذکر ہے لیکن اکثر مورخین اس نسب نامہ پر اعتبار نہیں کرتے اور انکا خیال ہے کہ بادشاہت مل جانیکے وجہ سے خوشامدیوں نے اونکے عالی نژاد بنایا ہے

حضرت شیخ سراج الدین جنیدی کے تذکرہ میں حسن گانگوی بہمنی کا ذکر

تاریخ تذکرۃ الملوک اور حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہٗ کے تذکرہ میں حسن گانگوی بہمنی کا حال اسطرح تحریر ہے کہ جب شیخ سراج الدین صاحب جنیدی قدس سرہٗ دہلی سے سلطان غیاث الدین تغلق سے رنجیدہ ہوکر سنہ ۷۲۳ ہجری میں دکن تشریف لائے دریاے کرشنا کے کنارہ موضع کوٹچی میں اقامت اختیار فرمائی کوٹچی کے قریب موضع سرگاپور ہے جہاں حسن اور اوسکی والدہ والد وغیرہ اقامت پذیر تھے اور نہایت فلاکت سے بسر کرتے تھے جب حضرت شیخ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو حسن معہ خاندان کوٹچی میں چلے آئے اور حضرت کے مریدین میں شامل ہوئے کانگو پنڈت نجومی موضع کوٹچی کا مقدم پٹواری تھا حضرت کے ارشاد کے موجب اس نے مسجد کی تیاری شروع کی اور حسن کو ازکے بہتر اسکی نگرانی پر مقرر کیا ایک روز حسن سو رہا تھا اس کے سر پر مار سیاہ پھن سے سایہ کر رہا تھا یہ خبر جب کانگو نجومی کو ملی تو اس نے حسن کو بادشاہ ہونیکی بشارت دی اور حسن سے اسکے نام کے ساتھ اپنے نام کا جز ملانیکے لئے وعدہ لے لیا اور حضرت شیخ نے بھی حسن کو سوتا دیکھکر اپنے زبان مبارک سے بادشاہ دکن فرمایا مسجد کے ختم ہونیکے بعد جب حسن نے شیخ سے اپنے افلاس اور دکھ تکلیف کا اظہار کیا تو شیخ صفی نے زمین میں دفینہ کی حسن کو نشاندہی کی حسن نے شیخ کے ارشاد کے موافق دفینہ پر قابض ہوکر فوج تیار کی اور قلعہ مرج راجہ راست درگا پتنا سے چھین لیا اور اس کی بعد قلعہ پنالا گڈہ راجہ کاہر سے لے لیا اسیطرح بہت سے قلعے فتح کئے اور راے بھیراں والی گلبرگہ کو مغلوب کرکے قلعہ گلبرگہ پر قابض ہوگیا

اور اس کے بعد افسران فوج جو سلطان محمد تغلق سے بغاوت کرکے دکن مین بیٹھے ہوے تھے انمین شریک ہو گیا سلطان تغلق کا قبضہ دکن سے اٹھنے کے بعد کل امراء نے حسن کو بادشاہ بنایا۔ حسن کے مان کا نام اشرف جہان مانصاحب بی بی تہا جو شیخ کی مریدہ تہین۔ بتاریخ ۱۰ رجب ؁۷۶۱ھ انکا انتقال ہوا اور موضع کوڑھی سے بیرونی دروازہ کے جانب دفن کرکے نہائت شاندار مقبرہ تیار کیا گیا سالانہ عرس بہت دہوم دہام سے ہوتا ہے موضع کوڑھی اور اس کے متعلقہ سات مواضع شیخ کو جاگیر دئے گئی تہی جو ابتک شیخ کے اولاد کے قبضہ سے اسی سال ؁۷۶۱ھ مین شیخ صاحب گلبرگہ تشریف لائے اور یہین قیام فرمایا اور ؁۷۸۱ھ مین آپ کا وصال ہوا آپ کی عمر ایکسو گیارہ سال کی تہی شیخ کا روضہ گلبرگہ مین مشہور ہے تذکرہ شیخ مین حسن کے متعلق جو ذکر ہے اسکی نقل کردیگئی لیکن جو کیفیت تاریخ فرشتہ مین لکہی ہے اور جسکو تمام مورخین نے تسلیم کیا ہے وہ اوپر بیان ہو چکی ہے

سلاطین بہمنیہ کی فرمانروائی

بعد انتقال حسن گنگوئی بہمنی کے اسکا بیٹا محمد شاہ بہمنی بادشاہ ہوا قلعہ قندہار شمول بیدر۔ اندور دکولاس۔ حسب سابق اعظم ہمایون کے تحت حکومت رہا محمد شاہ بہمنی نے سترا سال نو مہینے پانچ دن بادشاہت کرکے ؁۷۷۶ھ مین انتقال کیا اس بادشاہ نے اپنے عہد مین سونے کے سکے چلائے جسکے ایک جانب کلمہ طیب کے ساتھہ چارون اصحاب پاک کے مقدس نام منقش تھے اور دوسرے جانب بادشاہ کا نام وسن جلوس تہا۔ بعد محمد شاہ کے مجاہد شاہ بہمنی نے تین سال بادشاہت کی جب داؤد شاہ بہمنی اس کے چچا نے اسکو قتل کیا جو دہی زیادہ

سلہ مولانا خواجہ احمد صاحب جنیدی قدس سرہ جنکا مزار مبارک قصبہ شمس آباد علاقہ پالگاہ کے بڑے باغ کی قدیم مسجد کے روبرو ہے حضرت شیخ صاحب کی اولاد مین سے تہے۔

حکومت نکر سکا - ایک مہینا پانچ روز بادشاہت کرنیکے بعد مارا گیا -

مدرسہ محمود شاہی

داؤد شاہ قتل کے بعد محمود شاہ ابن حسن کانگوی بہمنی ۷۸۰ھ مین بادشاہ ہوا باوصف اسقدر تغیرات کے قندہار کا حاکم اعظم ہمایون ہی رہا مگر محمود شاہ کے عمل مین قندہار کی رونق زیادہ بڑھ گئی - اس بادشاہ نے یہان یتیمون کے لیے ایک مدرسہ قایم کیا تہا جس مین یتیمون کو کہانا اور کپڑا سرکار سے ملتا تہا اور انکی پرورش وتعلیم کے لئے اچھے اچھے علما وفضلا مقرر کئے گئے تہے - اور معلمون کے لئے معقول ماہوارین مقرر تہین - علما اور محدثین کو وظایف دئے جاتے تہے -

اس بادشاہ کے عہد مین امساک باران کی وجہ سے بارا سال تک یعنے ابتدائی سنہ ۱۳۹۶ع مطابق سنہ ۷۸۵ھ تک دکن مین قحط رہا اور اس نیک نیت بادشاہ نے ایک ایک ہزار گاڑی سرکاری اس کام پر متعین کر دیا تہا کہ ممالک گجرات ومالوہ سے دکن مین روزانہ غلہ پہونچایا کرین -

جامع مسجد

بعض مورخین نے اسکا نام محمد شاہ بہمنی لکھا ہے - اگرچہ کتب تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ یہان مدرسہ قایم کیا گیا تہا - مگر کوئی پرانی عمارت اس مدرسہ کا نشان نہین دیتی - البتہ جامع مسجد[1] وسط آبادی مین نہایت وسیع وشاندار واقع ہے جو اپنے قدیم زمانہ کو اقاء اعظم اور اقا امراء کے نام سے یاد دلاتی ہے - محمود شاہ نے ۱۹ انیس سال نو مہینے چوبیس دن بادشاہت کی اسکے بعد اسکا بیٹا غیاث الدین[2] بہمنی صرف ایک مہینا بیس روز بادشاہ رہا اسکے بعد اسکے بہائی شمس الدین بہمنی نے ستاون روز بادشاہت کی اسکو معزول کر کے

---

[1] مسجد کے دروازہ پر کتبہ ہے کہ (در زمان اقاء اعظم و اقا امراء اتمام شد) کوئی سنہ نہین بتلایا ہے ۱۲

[2] غیاث الدین بہمنی کو اس کے ایک ترکی غلام تغلچین نے عیاری سے دعوت دیکر تنہائی مین اس کے آنکہین نکلوا دین اور اس کے چوبیس امرا کو قتل کر کے اس کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو تخت نشین کیا - فیروز خان اور احمد خان سلطان داؤد شاہ مقتول کے بیٹون نے حکمت عملی سے موقع پا کر تغلچین اور شمس الدین کو قید کر لیا اور شمس الدین کو معزول کر کے قلعہ بیدر مین بہیجدیا اور تغلچین کو غیاث الدین نے جسکی آنکہین اس نے نکلوائین تہین اپنے روبرو دشمنہ کے ضرب شمشیر سے قتل کیا اور فیروز خان بادشاہ بنا

فیروز شاہ بہمنی بن داؤد شاہ بہمنی جلوہ افزاے تخت بہمنی ہوا -

رونق افروزی حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ

سنہ ۸۰۰ھ مین حضرت سیدی عالیمقام میر سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ دنصبہ بہمن گل سے بقصبہ الندکو جاتے وقت بغرض زیارت مزار مطہر حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ رونق افروز قندہار ہوئے تھے -

خواجہ سید محمد گیسو دراز کا حال

آپ بتاریخ ۴ رجب سنہ ۷۲۰ھ بمقام دہلی پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام حضرت سید یوسف المعروف سید راجہ ہے (۲۱) واسطے کے بعد آپ کا شجرہ نسب حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے - جب سلطان محمد تغلق نے دیوگیر کا نام دولت آباد قرار دیکر اسکے آبادی مین ترقی دی اور بہت سے لوگ دہلی سے دولت آباد چلے آئے اسوقت حضرت سید یوسف صاحب بہی اپنے کنبے کے ساتھ دہلی سے نکلے اور سیاحت کرتے ہوئے چار مہینے کے عرصہ مین دولت آباد پہونچے اور یہین قیام فرمایا اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۴ سال کی تہی جب آپکا سن شریف گیارہ سال کا ہوا تو آپکے والد نے ۵ شوال سنہ ۷۳۱ھ مین انتقال فرمایا آپ کا روضہ مبارک خلد آباد مین ہے جو دولت آباد سے ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - والد کے انتقال کے بعد آپ اور آپ کے بڑے بہائی سید چندن اور آپکی والدہ دولت آباد ہی مین قیام پذیر رہے - جب آپکے والدہ صاحبہ اپنے بہائی ملک الامرا ابراہیم مستوفی سے رنجیدہ ہو گئین تو اپنے دونون فرزندون کو ساتھ لیکر دہلی کے جانب روانہ ہوئین - اور بخیر و عافیت وہان پہونچین - اور اپنے قدیم مکان کو رونق دی بالاتفاق اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۱۵ سال کی تہی - اور آپ ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرتے تہے بعد دو سال کے تاریخ ۳ ماہ رجب سنہ ۷۳۶ھ کو آپ اور آپکے بہائی سید چندن حضرت شیخ الاسلام کے زمرۂ مریدین مین شامل ہوئے - گو آپ صاحب کشف و کرامات ہو چلے تھے

سلہ بلورہ کے پہاڑ کے جانب آپ کا مقدس روضہ اور گنبد ہے آپ ہی کے روضہ کے احاطہ مین ابوالحسن تانا شاہ رئیس گولکنڈہ کی قبر معمولی حیثیت مین ہے -

سلہ آپ کا مزار مبارک بہی حضرت سید یوسف قدس سرہ کے گنبد کے پاس ہے -

لیکن آپکی توجہ سیر و سلوک و اکتساب کمالات و تحصیل علوم باطنی کیطرف مبذول رہتی جب آپکا
سن شریف چالیس سال پر پہونچا تو آپکی والدہ ماجدہ نے اپنے روبرو مولانا سید احمد
بن جمال الدین حسینی مغربی کی دختر بی بی رضا خاتون سے آپکا عقد کیا جن سے دو صاحبزادے
اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ آپ کا لقب گیسو دراز مشہور ہونیکے نسبت بہت سی روایتیں
مشہور ہیں مگر آپ کے تذکرہ سے یہی ثابت ہے کہ آپ نے خواجہ احمد دبیر و قاضی راجہ کے
استمزاج پر فرمایا تہا کہ جب میں اپنے مرشد شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے پاس گیا
اس وقت حضرت بالاخانہ پر تشریف فرما تھے اور بہت سے ارادتمند ملاقات نیچے منتظر کئے
ہوئے ٹہیرے ہتے میں بہی انہیں شامل ہوکر ٹہیرا رہا۔ بالاخانہ سے ایک خادم نے آکر بیان
کیا کہ سید محمد کی یاد ہوئی ہے اسوقت تین شخص موجود تہے جنکا نام سید محمد تہا۔ اس لئے
خادم نے واپس جاکر عرض کیا کہ تین سید محمد حاضر ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز
کو بلالاؤ۔ چونکہ میرے گیسو بہت دراز تہے۔ اسلئے خادم نے باواز بلند میرے جانب متوجہ
ہوکر کہا کہ سید محمد گیسو دراز کی طلبی ہوئی ہے۔ میں حضرت کے پاس گیا جب سے مجہکو لوگ
گیسو دراز کہنے لگے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کا وصال بتاریخ ۱۸ رمضان
سنہ ۷۵۷ھ ہوا حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۱ھ میں دہلی سے اپنے تمام کنبے کو ساتھ
لیکر دکن کا قصد فرمایا اور مختلف ملکوں کی سیر کرتے ہوئے ماہ ذیقعدہ میں دولت آباد پہونچے۔ اور وہاں
قیام فرمایا۔ گلبرگہ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی بادشاہ تہا اس نے بہت اعزاز کے ساتہ آپکو گلبرگہ میں بلوایا۔ آپ دولت آباد
سے بغرض ملاقات حضرت شیخ صلاح بابا کوچک پنجابی قدس سرہ جو ایک عرصے سے قصبہ بیڑ میں
مقیم تہے بیڑ تشریف فرما ہوئے اور کچہہ دنوں شیخ کے پاس مہمان رہکر قصبہ ہمگل[1] کے جانب روانہ ہوکر

---

[1] ہمگل ضلع اندور میں ہے یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر بابا شاہ مشہور کا روضہ ہے اور اس روضہ کے اطراف کی
آبادی کو بابا پور تعلقہ ہمگل کہتے ہیں۔ اور محمود بہمنی کے عہد میں آپ کے روضہ کی پختہ مرمت ہوئی ہے
اس مقام کو فقرا بہت مقدس جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (چہل تن، چہل من) جو درویشوں کا راز ہے یہیں سے
متعلق ہے حضرت کو کوئی اولاد نہیں پہلے بابا پور اور بابا نگر اخراجات عود و گل کے لئے سرکار سے جاگیر تہی
اب جاگیرات شریک خالصہ ہیں۔ سات سو روپئے سالانہ اخراجات عرس کے لئے ملتے ہیں۔ ۱۳ رجب کو
عرس ہوتا ہے دور و دراز کے مقام سے فقرا آتے ہیں مجکو بابا پور جانیکا اتفاق ہوا ہے اور آپکے مقدس
مزار کی زیارت کا شرف حاصل ہے ۱۲

قصبہ ہمگل مین حضرت بابا شاہ تہرابدالی قدس سرہ کا مزار ہے بعد حصول زیارت وہان سے قصبہ الندہ[1] کے جانب بقصد فرمایا راستہ مین قصبہ قندہار[2] واقع ہے حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہ کے مزار کی زیارت کی۔ سرور مخدوم کے پوتے شاہ چمن اسوقت موجود تہے۔ جبکہ حضرت سید محمد گیسو دراز سے ملنے کا شرف حاصل ہوا پہر آپ قصبہ الند تشریف فرما ہوئے اور حضرت لاڈلے مشایخ صاحب الضاری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کرکے وہان سے حسن آباد کلبرگہ آئے فیروز شاہ بہمنی بادشاہ نے آپ کا بہت اعزاز کیا اور قلعہ کے پاس آپکو رہنے کے لئے جگہ دی کچہہ عرصہ کے بعد جب فیروز شاہ بہمنی سے رنجش ہوگئی تو آپنے مقام بدلدیا اور جہان اسوقت حضرت کا روضہ ہے وہان قیام فرمایا۔ فیروز شاہ بہمنی کا بہائی احمد خان انکا بہت معتقد تہا۔ آپ کی دعا کی برکت سے فیروز شاہ کے بعد احمد خان جسکا لقب سلطان احمد ولی بہمنی تہا بادشاہ ہوا اور ہمیشہ آپ کا معتقد رہا۔ اسطرح آپ کے اعزاز مین بہت ترقی ہوی۔ دوشنبہ کے روز بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ صبح کے وقت آپ کا وصال ہوا (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپکی عمر شریف ۱۰۱ سال ۴ ماہ اور ۱۲ دن کی ہوئی تہی آپ کے وصال کے دو سال بعد احمد شاہ بہمنی نے آپ کے روضہ مقدس کے گنبد کی تیاری شروع کروائی تہی اور اس کے بیٹے سلطان علاؤالدین کے عہد مین ختم ہوئی

داؤد خان کی حکومت | فیروز شاہ بہمنی کے بعد ہمارے قندہار کی حکومت داؤد خان دکہنی کو ملی جو جملہ پرگنہ جات تلنگ کے بہی صوبہ دار تہے ۸۲۵ھ مین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی تخت نشین ہوا اور اس نے ریاست ورنگل کو تباہ کرکے ممالک تلنگان پر اپنا قبضہ کرلیا

---

[1] قصبہ الند ضلع گلبرگہ (عثمان آباد) مین ہے اور اسکا تعلق جاگیرات پائیگاہ سے ہے۔

[2] قصبہ قندہار ضلع ناندیڑ مین ہے ہمگل سے بالاسے الندور الند جاتے وقت یہ مقام بیچ مین واقع ہے حضرت سید محمد کے ملفوظات اور تذکرہ مین صرف یہ لکہا ہے کہ آپ بیڑ اور ہمگل اور الند تشریف لیگئے مگر درمیانی مقامات کا ذکر نہین ہے قدیم قلمی بیاض سے آپ کا ہمگل سے الند جاتے وقت قندہار کو آنا ظاہر ہے اور یہ باور ہوسکتا ہے کہ جب ہمگل سے الند جائین تو گذر ادہر سے ہوگا۔

اور ۸۳۳ھ ہجری مین بیدر[1] کو جو قدیم شہر راجہ بہیم سین کا پایہ تخت[2] تہا اسکا احمد آباد نام رکہکر یہین دار السلطنت قایم کی۔ یہہ وہی بہیم سین ہے جسکی ماہ پارہ پاکباز لڑکی دمن پر راجہ نل مالوہ کے بادشاہ نے عاشق ہوکر بڑی بڑی آفتون کا سامنا کیا تہا اسکا قصہ نل دمن مشہور ہے جو شیخ فیضی نے لکہا ہے۔

سلطان احمد شاہ کے ولی مشہور ہونے کا باعث

سلطان احمد شاہ کے بادشاہ ہونیکے بعد دکن مین دو سال امساک باران کی وجہ سے قحط ہو گیا تمام تال اور نہرین سوکہہ گئین باولیون کا پانی خشک ہو گیا ہزارہا مخلوق تباہ ہو گئی جنگل کے درند و چرند بغیر پانی کے مر گئے مویشی اور آدمی بہوک سے مرنے لگے۔ ہر چند علما و مشایخ و زہاد نماز استسقا مین مصروف ہوئے اور ہندوؤن نے اپنے مذہبی طریق پر دعائین مانگین مگر پانی مطلق نہین برسا۔ احمد شاہ گہبرایا اور خود نماز استسقا پڑہنے کو گیا۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کے نماز ادا کرتے وقت بڑی بارش ہوئی بادشاہ کا سر سجدہ مین تہا اور زور سے مینہہ برستا رہا۔ کثرت بارش سے لوگ گہبرا گئے اور پکار اٹہے کہ اے احمد شاہ ولی تیری ولایت و کرامت معلوم ہوئی اب سر اوٹہا اور گہر کو چل بادشاہ نے سجدہ سے سر اوٹہایا اور بڑی دہوم سے برستے پانی مین شہر مین آیا جب سے احمد شاہ ولی مشہور ہو گیا۔

دار السلطنت احمد آباد بیدر کی ماتحتی اور شہزادہ داود خان کا قبضہ۔

اب قندہار دار السلطنت گلبرگہ سے دار السلطنت بیدر کے ماتحت ہو گیا۔ اور سلطان احمد ولی البہمنی نے اپنے چہوٹے بیٹے شہزادہ داود خان کو قلعہ قندہار دیدیا اور شہزادہ کے کارپردازون کی حکومت اس قلعہ پر رہی۔

---

[1] پروفیسر ایچ ایچ ولسن نے اپنے کتاب کی ساتوین جلد صفحہ (۱۶۴) مین یون تصریح کی ہے کہ بیدر کا نام ویدربہا تہا بہت وسیع زرخیز ملک تہا بعض کتب مین اسکا قدیم نام دورابہا لکہا ہے۔

[2] مصنف اعمال صالحہ نے لکہا ہے کہ بیدر بہیم سین کا پایہ تخت تہا۔ مجھ کو بہی دو سال تک بیدر مین رہنے کا اتفاق ہوا اب یہہ نہایت عمدہ مقام اور سمندر سے ۲۳۳۰ فیٹ بلند ہے

حضرت سانگڑے سلطان کی سفر سے واپسی

۷۳۲ھ مین حضرت شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ خراسان کے سفر سے کچھ عرصہ تک دولت آباد مین قیام فرما کر قندہار مین واپس تشریف فرما ہوکر اپنے قدیم مقام تالاب کے غرب رویہ کنارے پر اپنے والد بزرگوار کے مزار مبارک کے قریب مقیم ہوئے۔

نظام الملک غوری کی حکومت

۷۳۸ھ مین علاوالدین بہمنی بادشاہ ہوا۔ قلعہ قندہار پر شہزادہ داؤد خان بہادر کی حکومت تہی اس کے بعد نظام الملک غوری کو قلعہ سپرد ہوا۔

وفات حضرت سانگڑے سلطان

بتاریخ ۸ صفر ۷۴۶ھ حضرت سیدی ذیشان شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان کا وصال ہوا۔ حضرت کا گنبد نہایت اچھے موقع پر تالاب کے گوشہ غرب وجنوب کے طرف ایک مقتدر تاجر نے جو آپ کا معتقد تہا تیار کیا۔

ملک شاہ چنگیز خان کی حکومت

۸۶۲ھ مین بعد انتقال علاوالدین بہمنی کے انکا بیٹا ہمایون شاہ ظالم بادشاہ ہوا نظام الملک غوری صوبہ دار تلنگ کے تحت حکومت مین قندہار بہی تہا جب نظام الملک غوری ہمایون شاہ ظالم کے خوف سے محمود خلجی کے پاس مالوہ کو بہاگ گیا قلعۂ قندہار ملک شاہ چنگیز خان کے تحت حکومت دیا گیا۔ اس بادشاہ نے اپنی مدت سلطنت کے زمانہ مین جو تین سال چہہ مہینے چہہ دن رہی قندہار کے جانب توجہ نکی

خواجہ جہان کی حکومت

اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا لڑکا نظام شاہ بہمنی جسکی عمر آٹہہ سال کی تہی بادشاہ بنایا گیا۔ محمود گاوان وخواجہ جہان باتفاق رائے نرگس بی بی جو والدہ بادشاہ تہی لعمور سلطنت انجام دیتے رہے۔ قندہار خواجہ جہان طرفدار تلنگ کے سپرد تہا۔

سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ ومندو کا حملہ

نظام شاہ بہمنی کے عہد مین قندہار کے پاس بڑی لڑائی ہوئی جسکو ہم بتفصیل بیان کرینگے قندہار پر نظام الملک غوری سلطان علاوالدین بہمنی کے عہد حکومت مین حاکم تہا ہمایون شاہ بہمنی ظالم

۵۱ مشکل کشا دین ودنیا) مادۂ تاریخ وفات ہے (۷۴۶ھ) اور بعض مشکل کشای دین ودنیا بعدد ۷۵۹ھ کہتے ہین
۵۲ بیدر مین مشہور تو نرگش بی بی ہے مگر مولف صاحب سیرۃ المحمود نے نرگس بی بی لکہا ہے۔

کے عمل مین رہا انکی حکومت اوس سے چھن گئی - اور نظام شاہ بہمنی کے عہد مین صوبہ دار تلنگ خواجہ جہان ہوئے اور قلعہ قندہار بھی اسنکے سپرد ہوا تھا -

نظام الملک غوری نے محمود خلجی بادشاہ مالوہ و مندو کو بادشاہ دکن کی کم سنی اور تنزل سلطنت کی اطلاع دی - اور حملہ کی ترغیب کچھ ایسی پر اثر تقریر مین دیتا رہا کہ سلطان محمود خلجی اٹھائیس ہزار سوار لیکر راہ خاندیس سے داخل دکن ہوا - اور بموجب مشورہ نظام الملک غوری قندہار پر حملہ کیا - محمود گاوان اور خواجہ جہان نے شاہی لشکر جو چالیس ہزار سوار دلاور مین تھا اکٹھا کر دیا اور اپنے کمسن سلطان کو نہایت شان و شوکت سے بجاں جان نثاروں کے حلقہ مین لئے ہوئے قندہار کیطرف روانہ ہوئے ایک وسیع میدان مین دو نو فوجین مقابل ہوئین - یہ منظر نہایت ہی قابل دید تھا جان نثاران خاندان بہمنی ایک کمسن بادشاہ کے زیر حکم اپنی جانین فدا کرنیکے لئے دشمن کے مقابل تھے اونکی جان نثاری اس قدر تعجب کی نظر سے دیکھنے کے لایق نہین ہے جتنی کہ اس چند سالہ طفل خورد سال کی جری بادشاہ کی موجودگی اسکی باجرئت میدان جنگ مین قایم رہنا - نظام شاہ بہمنی کی کمر مین ترکش اور گلے مین شمشیر حمایل تھی یہ اپنے خورد گھوڑے کو لشکر کے ہر حصہ مین دوڑاتا ہوا ترتیب فوج کے متعلق جو ہدایتین کرتا جاتا تھا حیرت ہی کے نظر سے دیکھنے کے قابل تھین - اسکی فوج میدان جنگ مین اسطرح ترتیب پائی تھی کہ ملک التجار محمود گاوان دس ہزار سوار کے ساتھ میمنہ مین تھے اور میسرہ کی فوج نظام الملک ترک اور دوسرے امرا کے زیر کمان تھی اور قلب مین خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک گیارہ ہزار سوار اور ایکسو زنجیر فیل کے ساتھ بادشاہ کے ہمراہ رکاب تھے -

سکندر خان ہمارے کم سن بادشاہ کا کوکا تھا اور اسی کی ناعاقبت اندیشی نے بنی بنائی کھیل کو بگاڑ دیا اسکا مفصل حال ہم آگے بیان کرینگے

اوسطرف سلطان محمود خلجی نے اپنے سپاہ کو آراستہ کیا اسکا بڑا لڑکا غیاث الدین خلجی میمنہ مین اور ظہیر الملک و نواب جہانبان خان حاکم چندیری میسرہ مین اپنے جرار لشکر کے ساتھ

سله از تاریخ محمد قادر خوانی تاریخ فرشتہ

ٹھہرائے گئے قلب لشکر مین ایک منتخب فوج سلطان محمود خلجی کے ہمراہ رہی۔ بہمن نامہ دکہنی مین اس لڑائی کی کیفیت بہت عمدگی سے لکھی ہے اسمین سے دو شعر نقل کئے جاتے ہین۔

دو لشکر ز مندو دگر از دکن		دو خسرو سیکے طفل و دیگر کہن
بجنبش در آمد بمیدان دو کوہ		زمین از لکا پوے شان شد ستوہ

ابہی لڑائی پر چوبہ شہ پڑی ہتی کہ سردار ملک التجار محمود گاوان میمنہ سلطان بہمنی سے تیغ آبدار کہینچکر نکلا اسکے ساتہہ ساتہہ لشکر بہا پوری بڑہا اور خلجیہ لشکر کے میسرہ پر لوٹ پڑا مہابت خان اور ظہیر الملک سے نہایت ثابت قدمی دکہلائی اور محمود گاوان کے بہادرانہ حملہ کو بڑی دلیری سے روکا مگر وہ حملہ جو محمود گاوان سے بہادرنے کیا تہا نہ رک سکا اور لشکر مہابت خان سے ہیبت زدہ ہوکر فرارکو قرار پر ترجیح دی اس مین شک نہین کہ مہابت خان و ظہیر الملک سے بڑے ہی دلاوری سے مقابلہ کیا اگر فتح کا دارومدار بہادری پر ہوتا تو فتح انہین کے لئے ہتی۔ یہہ دونون بہادر شیران بیشۂ شجاعت اسوقت تک برابر لڑتے رہے جب تک کہ اونکی جان کو انکے جسم سے ذرا ہی تعلق رہا۔

نظام الملک ترک اور شہزادہ غیاث الدین خلجی کا مقابلہ جو میمنہ و میسرہ خلجیہ و بہمنیہ کے بہادر سردار ہتے نہایت ہی دہشت ناک مقابلہ تہا دونون لشکرون مین تمیز نہ ہتی اتنا خلط ملط ہوا کہ اپنا ہون کو اپنے بیگانون کی پہچان نہ ہی جان پر کہیل کہیل کر وہ رنگ لائے کہ خون کے چہینٹون نے دونون لشکرون کی وردی ہم رنگ کردی اس طوفان بے تمیزی مین شہزادہ غیاث الدین اور نظام الملک ترک کا مقابلہ ہوگیا۔ لطف یہہ تہا کہ یہہ دو نو شیر دل اپنے مقابل کی عظمت و شان سے ناواقف ہتے۔

نظام الملک ترک سے نہایت زور سے ایک ضرب شمشیر غیاث الدین کے سر پر لگائی تجربہ کار غیاث الدین سے سپر ٹہیک تلوار کی زد کے مقابل کرلی اور کچہہ ایسے طور سے سپر کو گردش دیتا ہا کہ حریف کی تلوار کا بہرپور وار نہ پڑ سکے۔ تلوار سپر پر بہت زور سے گری مگر اسکی حکمت عملی سے ایک دہشت ناک جہنکار کی آواز کے ساتہہ

نظام الملک ترک کی تلوار ٹوٹ کر گر گئی اور قبضہ اس کے ہاتھہ مین رہگیا۔ نظام الملک ترک شرم و غیرت سے عرق عرق ہو گیا مگر غیاث الدین شعبدہ بازی فلک سے غافل بہ نہایت مسرت و استقلال سے حریف کو خالی ہاتھہ سمجھکر ترک کیجانب جھپٹا اس ترک کے ہاتھہ مین بجز قبضہ شمشیر اور باقی کیا رہا تھا۔ بے ساختہ قبضہ شمشیر حریف کے منہہ پر پھینک مارا اور قسمت نے اسی مین فتح لکھی ہتی وہ زد غیاث الدین کے انکہہ پر پڑی اور خون جاری ہو گیا ساتھہ ہی غشی طاری ہوئی ترک نے اوس بہادر کو گہوڑے سے گرا دیا مگر اسکی فوج ہمراہی کے جوانان جان باز نے ایکدم حملہ کرکے نظام الملک ترک کو اتنی مہلت ندی کہ وہ اپنے حریف کا کام تمام کر ڈالے۔ نظام الملک ترک تو حملہ آوروں سے لڑائی مین لگا رہا غیاث الدین کو جان نثار اوٹھا لیگئے۔

شکست فاش ہو چکی ہتی فوج کے قدم نہ ٹہر سکے اور بہاگ کہڑے ہوے۔ دکھنی فوج نے دو کوس تک انکا تعاقب کیا کشتون کے پشتے لگ گئے اردوے مندوان کا بہت سا اسباب اور پچاس ہاتی بہمنیون کے ہاتہہ لگا۔ سلطان محمود خلجی اپنے دو بازوؤن کے لشکر کی حالت دیکہکر یہہ چاہتا تہا کہ اپنے ملک مندو کی راہ لیوے مگر اسکے جان نثار امرا اور مشیر مانع ہوے اور ثابت قدمی کی ترغیب دی۔ اس عرصہ مین سلطان نظام شاہ بہمنی نے باوجود صغر سنی اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا کہ خود فوج خالصہ سے بڑہکر سلطان محمود خلجی پر حملہ کرے۔ خواجہ جہان بہادر نے سلطان کا یہہ قصد پالیا اور سلطان کو ٹہیرا کر خود دس ہزار سوار اور کئی جنگجو ہاتیون سے سلطان محمود کی فوج پر حملہ کر دیا جس کی تعداد بارا ہزار ہتی طرفین سے بہادرون کے حملے ہونے لگے۔ اللہ اکبر کے نعرے بلند ہتے۔ تلوارونکی جہنکار اور دار و گیر کی صدا سے آسمان و زمین گونج اوٹھے۔ یکایک زمانے نے رنگ بدلا اور فلک نے شعبدہ بازی کی عین معرکہ مین محمود خلجی نے بہ نہایت استقلال و قوت سے کئی تیر راست سکندر خان غلام ترک کے ہاتھی کی پیشانی پر ناک کے مارے ہاتی سراسیمہ ہو کر تیر کی زد سے کمان کی طرح پلٹ گیا اور چلا چلا کر اپنی ہی فوج کی تباہی کر دی فوج خالصہ مین ایک اودہم مچگئی۔ قریب تہا کہ سلطان نظام شاہ بہمنی کو

ضرر پہونچے۔ مگر بادشاہ۔ بادشاہ حقیقی کی حفاظت مین رہا۔ سکندر خان نے بے وقوفی
یا اس خصوصیت سے کہ جو خواجہ جہان کے ساتھہ عناد رکھتا تہا فوج کو لڑائی کا حکم
نہ دیا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو بے سبب میدان جنگ سے ہٹا کر لشکر سے بہی
تھوڑے فاصلہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا جب امرا نے اعلام خاصہ بادشاہی کو میدان جنگ
مین بجائے خود نہ دیکہا پریشان ہو گئے اور جنگ کی پروا نکر کے یکے بعد دیگرے
معرکہ سے منہہ پہیرا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو لئے ہوئے بیدر پہونچ تک دم لیا
خواجہ جہان نے دیکہا کہ سپاہ دکن میمنہ و میسرہ بجنبال فتح تاخت و تاراج مین مصروف
ہے اور چتر شاہی میدان مصاف مین نہین ہے۔ وہ مصلحتاً معرکہ جنگ سے کنارہ
پر آ گیا اور اسپ و فیل بادشاہ کو سلامت نکال کر احمد آباد بیدر کو روانہ ہوا۔
ملک التجار محمود گاوان و دیگر امراے دکنی و حبشی بہی افتان و خیزان بیدر مین داخل ہوئے
خواجہ جہان نے سکندر خان کو اس جرم مین کہ وہ بے موقع بادشاہ کو میدان جنگ سے
ہٹا لایا قید کروا دیا۔ مگر مخدومہ جہان اس سزا سے جو سکندر خان کی نسبت تجویز ہوئی
تہی بلحاظ اسکے کہ وہ بادشاہ کا کوکا ہے کسیقدر رنجیدہ ہوئین خواجہ جہان کو سکندر خان
کے رہا کرنیکے سوا کچھہ نہ بن پڑی۔ سلطان محمود خلجی قندہار سے بقصد تسخیر احمد آباد
بیدر روانہ ہوا۔ مخدومہ جہان نے بامشورہ ملک التجار محمود گاوان حراست قلعہ
احمد آباد بیدر کی ملو خان دکہنی کے سپرد کی اور تمام خزانہ اور عورات حرم لیکر ہمراہ
نظام شاہ و محمود گاوان و خواجہ جہان روانہ فیروز آباد ہوئین۔
محمود خلجی (۱۷) دن کے محاصرہ کے بعد داخل شہر بیدر ہوا اور قلعہ کی فتح کی کوشش کی
مخدومہ جہان نے محمود گاوان کو قصبہ بیڑ کی راہ سے گجرات بہیجکر محمود شاہ گجراتی سے
امداد چاہی۔ اور بادشاہ گجرات نے بیس ہزار سوار سے محمود گاوان کو امداد دی دکن کی فوج
جو متفرق ہو گئی تہی وہ جمع ہو گئی۔ سلطان محمد خلجی یہ خبر وحشت اثر سنکر محاصرہ قلعہ بیدر سے
دست بردار ہوا اور قندہار واپس آیا۔ محمود گاوان نے دس ہزار سوار دکہنی اور
بیس ہزار سوار گجراتی سے متصل قندہار لشکر مندو پر حملہ کیا۔ اور چار دن جانب سے

اس کے لشکر کو محاصرہ کرکے رسد بند کردی۔ آخر محمود خلجی نے لاچار ہو کر جسقدر ہاتھی ساتھ تھے سب کو اندھا کر دیا اور جو کچھ سامان و اثاثہ اس فتح میں حاصل کیا تھا جلا دیا تا دشمن کے کام نہ آئے اور ہاتھوں سے دست بردار ہوکر اپنے سواروں اور پیدلوں کے ساتھ بلغار فرار ہوا۔ ہمارے قندہار پر پھر سلطان بہمنی کا قبضہ ہو گیا۔
سلطان محمد خلجی نے جو عمارتیں جلائی تھیں اسکی تعمیر و ترمیم کیگئی افسوس ہے کہ نظام شاہ بہمنی نے دو سال و یکماہ بادشاہی کرکے ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۷ھ کو عین شب عروسی میں یکایک انتقال کیا۔

خواجہ جہان ترک کا قتل

نظام شاہ کے بعد اسکا بھائی ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی بادشاہ بنایا گیا اسکی عمر نو سال کی تھی۔ خواجہ جہان ترک اور خواجہ محمود گاوان حسب دستور سابق بمشورہ مخدوم جہان والدہ بادشاہ امور سلطنت کو انجام دیتے رہے قلعہ قندہار تحت حکومت اعظم خان رہا جب خواجہ جہان ترک نے اپنا اقتدار بڑھا لیا۔ اور بہت سے اپنے آدمی بڑی بڑی خدمات پر مقرر کردئے تو مخدومہ جہان خواجہ جہان ترک سے بدگمان ہوگئی۔ اور محمد شاہ سے کہکر ۸۶۹ھ ہجری میں نظام الملک کے ہاتھوں خواجہ جہان کو دربار میں قتل کروادیا۔ اور خواجہ محمود گاوان کو خطاب خواجہ جہان دیا گیا اور امیر الامرائی کے ساتھ منصب وکالت شاہی بھی انہیں ملا۔

محمود گاوان کا قتل

خواجہ عماد الدین محمود گاوان بہت ہی خوبیوں کے آدمی تھے بیدر کا مدرسہ انہوں نے ہی ۸۷۷ھ ہجری مطابق ۱۴۷۲ء میں بنایا ہے سیرۃ المحمود میں مولانا عزیز مرزا صاحب بی۔ اے نے انکے مفصل حالات لکھے ہیں۔ خواجہ محمود گاوان نے ملکی انتظام بہت ہی مناسب کیا تھا چونکہ سلطان علاء الدین بہمنی کے عہد میں ملک کی تقسیم چار صوبوں پر تھی۔ اول صوبہ گلبرگہ دوم صوبہ دولت آباد سوم صوبہ تلنگانہ چہارم صوبہ برار لیکن شاہان بہمنی کے فتوحات سے ملک بہت وسیع کر دیا تھا۔ اور ملک ہر ایک صوبہ میں اسقدر بڑھ گیا تھا کہ صوبیدار پر بادشاہ کا دباؤ نہیں پڑسکتا تھا۔ اور صوبیداروں کی بغاوت کا خوف لگا رہتا تھا اس لئے خواجہ محمود گاوان نے

آٹھ صوبے قرار دیے۔ اول بیجاپور۔ دوم گلبرگہ۔ سوم دولت آباد۔ چہارم جنیر۔ پنجم راجمندری
ششم ورنگل۔ ہفتم کاویل۔ ہشتم ماہور۔ اور ان صوبوں کی حکومت اسطرح تقسیم
کی۔ صوبہ بیجاپور کی صوبیداری جس میں اضلاع مدگل ورائچور وغیرہ دریا بھیما
تک شامل تھے اپنے نام قرار دی۔ اور صوبہ گلبرگہ کی حکومت جس میں اضلاع ساگر
نلدرگ و شولاپور وغیرہ شامل تھے دستور دینار حبشی کو دی گئی۔ اور دولت آباد
کی صوبیداری یوسف عادل خان کو ملی۔ اور جنیر کی صوبیداری جس میں کانکنی
بالاگھاٹ گوا اور بلگانوں تک تھا فخرالملک ترک کے نام زد ہوئی۔ راجمندری پر
ملک حسن نظام الملک مقرر ہوئے ورنگل کی صوبیداری اعظم خان بن سکندر خان
کو ملی اور صوبہ کاویل فتح اللہ عماد الملک کے سپرد ہوا اور صوبہ ماہور خداوند خان
حبشی کو ملا اور قلعہ قندہار صوبہ ماہور کے تحت ہو گیا۔ اس جدید انتظام سے بعض امرا
خواجہ محمود گاوان کے خلاف ہو گئے۔ اور بادشاہ کو بہکانا شروع کیا مگر خواجہ
ایسے نیک نفس تھے کہ ان پر کوئی الزام عاید نہیں ہو سکتا تھا اس لئے مخالفین نے
خواجہ کے خاص ملازم کو جس کے پاس خواجہ کی مہر رہتی تھی کچھ رشوت دیکر سادہ
کاغذ پر مہر چسپاں کر لی اور اس کاغذ پر حسب مشورہ ملک حسن نظام الملک اور دیگر
راجہ کے نام خط لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ محمد شاہ شراب پیتا ہے اور ظلم
کرتا ہے اس سبب سے اسکے لوگ متنفر ہو گئے ہیں اور مجھے پورا اقتدار حاصل ہے
اگر تم یہاں آجاؤ تو محمد شاہ کو گرفتار کر لیا جائیگا اور ملک دکن تم اور ہم بانٹ لینگے
یہ جعلی خط بادشاہ تک پہونچایا گیا بادشاہ نے اسیوقت خواجہ کو بلوایا
اور بلا تحقیقات خواجہ کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۵ صفر ۸۸۶ ہجری کا ہے جب
خواجہ کا قتل ہو چکا تو ملک میں بد امنی پھیلی اور ہر ایک حاکم بادشاہ سے متنفر ہو کر خود مختار
ہو گیا اس واقعہ کو ایک سال گذرا تھا کہ یکم صفر ۸۸۷ ہجری کو عارضہ بخار سے بادشاہ مر گیا۔
اسکے بعد سلطان محمود شاہ بہمنی ثانی بارہ سال کی عمر میں دکن کا بادشاہ ہوا ملک حسن نظام الملک
اور قاسم بیگ برید کاروبار سلطنت میں دخیل رہے جب بادشاہ نے ہوش سنبھالا

ناعاقبت اندیشی سے عیاشی و شراب خوری مین مبتلا ہوگیا۔ باپ کے لگاٹ بہت ہوئے کا قاسم اور سدہار دکن مین طوائف الملوکی ہوگئی ہر ایک صوبیدار خود مختار بادشاہ بن گیا جسکا زور چلا دہ ملک کا حصہ دبا بیٹھا۔ بجائے ایک سلطنت کے پانچ سلطنتین قایم ہوگئین بیجاپور مین یوسف عادل خان نے سلطنت عادل شاہی قایم کی۔ اور جنیر مین ملک حسن کے بیٹے احمد شاہ بحری نے سلطنت نظام شاہی قرار دی اور احمد نگر بسایا محمد قلی قطب شاہ جو تلنگانہ کا طرفدار ہوگیا تہا گولکنڈہ کا محمد نگر نام رکہکر سلطنت قطب شاہی کی بنا ڈالی۔ فتح اللہ عماد الملک صوبہ دار برار نے ایلچپور کو سلطنت عماد شاہیہ کے نام سے مشہور کیا۔ اور خاص بیدر مین محمد قاسم ترک برید جو مدار المہام تہا خود حکومت کرنے لگا۔ سلطان محمود بہمنی صرف نام کے بادشاہ رہ گئے اور قندہار کہٹا نہ اور اُسکے قریب کے مواضع صرف خاص شاہی مین دیدیے گئے۔ ہم کو صرف قندہار کے واقعات لکہنا چاہیے ہم نے جو سلطنتون کے پانچ شقین بیان کئے ہین اسکی ہم کو اسوجہہ سے ضرورت ہتی کہ ہمارا قندہار آگے چلکے سلطنت بریدشاہی و نظام شاہی اور عادل شاہی مین کچہہ کچہہ عرصہ تک رہیگا۔

قندہار کا قاسم برید کی جاگیر ہونا | قاسم بیگ ترک برید شہر بیدر کا کوتوال تہا جب منصب وکالت نظامی

۱ؔ اصل نام ملک احمد ہے یہہ ملک حسن نظام الملک کا بیٹا ہے ملک حسن ذات کا برہمن تہا اسکا پرداد قصبہ پاتہری (سابق علاقہ برار حال ضلع پربہنی) کا پٹواری تہا زمانہ قحط سالی مین وطن کو چہوڑ کر تلاش معیشت بیجانگر چلا گیا تہا جب سلطان احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر کو لوٹ لیا اوسوقت ملک حسن قیدیونمین گرفتار ہوکر آیا تہا۔ اسکا یتما بہٹ اور اسکے باپ کا نام بہرو بہٹ تہا بادشاہ نے تیما بہٹ کا نام حسن رکہا اور اپنے بیٹے کے ساتہہ مکتب مین شریک کیا۔ یہہ ہمیشہ شہزادہ کے ساتہہ رہا کرتا تہا محمد شاہ جب چہوٹا تہا اسکو حسن ابن بہرو کے عوض حسن بحری کہا کرتا تہا جب محمد شاہ جوان ہوا اسی بہری نام کے لحاظ سے حسن کو اپنے شکار کے بحری جانور کا مہتمم بنایا رفتہ رفتہ حسن نے فوجی خدمت کو عمدہ طریق پر انجام دیکر نام پیدا کیا۔ اسکو منصب اور خطاب نظام الملک اور نقارہ ماہی مراتب بہی مل گیا۔ اور خواجہ محمود گاوان کے قتل کے بعد وکیل سلطنت کی خدمت ملی اسکے بیٹے ملک احمد نظام الملک بحری نے سلطنت نظام شاہی کی بنا ڈالی اور احمد نگر بسایا ۱۲

حاصل کر لیا تو محمود شاہ بہمنی نے قندہار بطور جاگیر قاسم برید کو دیدیا جب محمود شاہ بہمنی عیاشی و شراب خواری میں مصروف ہو گیا اور امور سلطنت سے کچھ تعلق نہین رہا تو قاسم برید نے طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کر لیا اور ۸۹۱ھ مین اوسہ اودگیر و کلیانی بھی اپنے جاگیر مین لے لیا اور قندہار کو اپنے نائب کا مستقر قرار دیکر چھوٹی سی خود مختار ریاست بنا لیا اور خطبہ مین بجائے محمود شاہ بہمنی کے اپنا نام شریک کر لیا۔ جب یہ خبر محمود شاہ کو ملی تو اوسنے اپنے امرا کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ امرائے شاہی اور قاسم برید کی فوج سے دو تین بار مقابلہ ہوا اور شاہی فوج کو شکست ہوئی اس واقعہ کی کیفیت مشہور ہے کہ دلاور خان حبشی جو بہمنی امرا سے تھا اور بادشاہ سے ناراض ہو کر برہان پور چلا گیا تھا اپنے فوج لئے ہوئے بادشاہ کی مدد کو آگیا۔ اور قاسم برید سے مقابلہ کر کے اسکو ایسی شکست دی کہ وہ گھبرا کر گولکنڈہ کے طرف بھاگا دلاور خان اسکے تعاقب مین روانہ ہوا جب کولاس کے قریب پہونچا تو دلاور خان کے لشکر مین ایک مست ہاتی چھوٹ گیا دلاور خان دلاوری سے اسکے روکنے کیواسطے ہاتی کے مقابل ہوا اور جان سی گذر گیا اس واقعہ سے دلاور خان کی فوج منتشر ہو گئی قاسم برید نے واپس آکر دلاور خان کے تمام اسباب پر قبضہ کر لیا اور محمود شاہ کے پاس حاضر ہو کر معافی چاہی اور بدستور سابق منصب مدار المہامی پر قابض ہو گیا۔ اور محمود شاہ کو امور ریاست سے بیدخل کر کے برائے نام بادشاہ بنا رکھا۔ قاسم برید بارہ سال کی حکومت کے بعد ۹۱۰ھ مین مر گیا۔ امیر برید اسکا بیٹا اپنا نام امیر قاسم برید قرار دیکر باپ کا قایم مقام ہوا اور محمود شاہ بہمنی کو اسکی باپ سے بھی زیادہ تنگ کر رکھا۔ امیر برید کی عملداری مین اس کے طرف سے قندہار پر بیناجی پنڈت دیوان مامور تھا۔

خداوند خان ثانی حاکم ماہور کا حملہ اور قندہار کی تاراجی

امیر برید نے محمود شاہ بہمنی کو قلعہ بیدر مین رکھ چھوڑا تھا تمام محافظین قلعہ امیر برید کے ملازم تھے اور بادشاہ کے قبضہ مین صرف قصبہ کٹھانہ چھوڑ دیا تھا اور امیر برید ہمیشہ قندہار مین

اور کبھی کبھی اوسمین رہا کرتا تہا کل مقبوضات شاہی پر اسی کا قبضہ تہا جب خداوندخان حبشی ماہور کا حاکم مرگیا تو اُسکی جاے پر اُسکا بیٹا حاکم ہوا اصل نام تو اوسکا معلوم نہین مگر خداوندخان ثانی کے نام سے مشہور ہے قندہار کا قلعہ کچہ عرصہ تک اسکے باپ کے قبضہ مین رہا تہا اسلئے پہر قلعہ قندہار لینیکی اسکو ہوس ہوئی اور ۹۲۳ھ مین فوج لیکر قندہار پر آیا۔ اور تمام شہر کو لوٹا اور تاراج و برباد کردیا۔ اور قلعہ قندہار پر اپنا تہانہ بٹہلا کر اودگیر کے جانب بڑہا امیر قاسم برید نے محمود شاہ کو ساتہہ لیکر اسپر چڑہائی کی ماہور کی فوج پسپا ہوکر بہاگی۔ اور امیر برید نے اسکا تعاقب کیا اور اتنا لڑا کہ وہ اور اوسکا بڑا بیٹا شرزہ خان دو نوجوان بر نہوسکے اور قلعہ قندہار کی حکومت کی ہوس مین جان سے گذر گئی امیر برید نے ماہور پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ خداوندخان حبشی کا ایک چہوٹا بیٹا غالب خان تہا اس نے علاؤالدین عماد شاہ والی برار سے مدد چاہی۔ علاؤالدین عماد شاہ فوج ساتہہ لئے ہوئے خود ہی پہونچ گیا۔ اب امیر قاسم برید بہت گہبرایا۔ اور محمود شاہ بہمنی جو کٹہہ پتلی کیطرح اسکے ہاتہہ مین کام کیا کرتا تہا اس کے جانب سے صلح کا پیغام بہیجا اور آخر یہ طے ہوا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیدیا جاے اور ماہور ملک برار کے تابع رہے اور قندہار پر بدستور امیر قاسم برید کا قبضہ رہے اس فیصلہ کے بعد ہر دو لشکر واپس ہوئی اور قندہار امیر قاسم برید کے قبضہ مین آگیا۔

خاندان بہمنی کا خاتمہ اور بریدیون کی شاہی

قندہار حاکم ماہور کے ہاتون لوٹے جانیکے ایکسال بعد ۲۴ ذیحجہ ۹۲۴ھ کو سلطان محمود شاہ بہمنی مرگیا۔ اوسوقت امیر قاسم برید کے پاس تخمیناً چار ہزار سوار کی فوج ہتی اور دو تین ضلعون سے

[1] ۱۳۲۰ھ مین سجادہ صاحب روضہ حاجی سیاح سید سعیدالدین قدس سرہٗ العزیز نے درگاہ کا دروازہ تیار کرنے کو زمین کہدوائی ہتی زمین سے ایک پتہر کا ستون نکلا اسپر محمود نظام بہمنی کا نام کندہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ روضہ مخدوم کے پاس بہمنی بادشاہ کے عہد مین کوئی عمارت بنی ہتی جو زمانہ کے ہاتون برباد ہوگئی۔ ۱۲

زیادہ قبضہ مین ملک نہتا - اس لئے اس نے اپنے نام لقب شاہی قرار دینا مناسب سمجہا -
محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ ثانی کو بادشاہ بنایا دو سال ایک مہینا یہہ براے نام بادشاہ رہا
اور ۹۲۷ھ مین مرا اسکے مرنیکے بعد علاءالدین ثالث دو سال تین مہینے کے لئے بادشاہ
بنایا گیا - اسکے مرنیکے بعد ولی اللہ بہمنی تین سال بادشاہ رہا - جب وہ بہی مرا تو کلیم اللہ بہمنی -
بادشاہ بنایا گیا - مگر یہہ ۹۳۴ھ مین بیدر سے بہاگ کر بیجاپور چلا گیا جب اسکو معلوم ہوا کہ -
اسمعیل عادل شاہ اسکے خلاف ہے تو احمد نگر مین پناہ لی - برہان نظام شاہ نے پہلے تو اسکی
خاطر کی جس وقت وہ دربار مین آتا تو برہان اوسکے روبرو کہڑا رہتا - آخر لوگون کے کہنے سننے
سے برہان نے اسکو اپنے پاس بلانا چہوڑ دیا - چند روز کے بعد وہ احمد نگر ہی مین نہ معلوم
زہر کہا کر یا اپنی موت سے مر گیا - لاش بیدر مین لاکر دفن کیگئی - اسی امیر قاسم برید کے زمانہ مین
خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا - اور امیر قاسم برید کو مستقل حکومت ہی نہین بلکہ بادشاہی نصیب ہوئی

قندہار بریدیون کا دارالسلطنت قرار پایا

۹۳۶ھ مین اسمعیل عادل شاہ بیجاپور نے بیدر کا محاصرہ کرلیا - اوس وقت
علی برید امیر قاسم برید کا بیٹا قلعہ بیدر مین موجود اور عادل شاہی فوج کے
حملے روک رہا تہا - امیر قاسم برید بہی قندہار سے چلا کہ بیدر پہونچکر دشمن کے مقابل ہو -
اودگیر سے آگے بڑہکر اسنے وسیع میدان مین مقام کیا - امیر قاسم برید اور تمام لشکر کا
لشکر بعض تکان راہ سے اور اکثر نشہ سے غافل اور مدہوش ہوگئے - اسمعیل عادل شاہ
کی فوج مین امیر قاسم برید کے قندہار سے جانب بیدر چلنیکی کیفیت مشہور ہوگئی ہتی -
اسدخان لاری سپہ سالار عادل شاہی ایک کثیر فوج لیکر - بہ نیت شبخون امیر قاسم برید
کے لشکر کے متصل پہونچ گیا - جب مخالف کے لشکر کو اسقدر غافل پایا شبخون کرنا مناسب
نہ جانا فوج کو ٹہیرا کر چند سرداران کو ساتہہ لئے ہوئے تو برید کے خیمہ تک پہونچ گیا اور اسی
حالت بیہوشی مین اسکو معہ پلنگ اوٹہا لیا - اور اوسکے لشکر سے کسی قسم کا تعارض نکیا راتون رات
عادل شاہ کی خدمت مین پہونچا دیا - بیچارہ امیر قاسم برید اس اپنی بے بسی پر تاسف کرتا رہگیا

ا؎ بعض مورخین نے لکہا ہے کہ ولی اللہ بہمنی کی بی بی خوب صورت تہی امیر برید کی اس سے آنکہہ لڑی
اسلئے امیر برید نے اس وظیفہ خوار اور نظر بند بادشاہ کو قتل کرواکے اسکی خوبصورت بی بی سے نکاح کرلیا ۱۲

امیر قاسم برید کی رہائی قلعہ بیدر کے خالی کر دینے پر قرار پائی پہلے تو علی برید نے انکار
کیا مگر جب امیر قاسم برید شکین بندہا ہوا قلعہ کے متصل کھڑا کیا گیا اور ہاتھ کے پاؤن سے
باندہکر ہلاک کرنیکا حکم دربار عادل شاہیہ نے دیا۔ اور اسکی تعمیل مین موکلین سرگرم
ہو گئے تو اسکی حالت بیچارگی اسکے بیٹے سے نہ دیکھی گئی۔ علی برید نے قلعہ خالی کر دیا
اور کل متعلقین اور اثاثہ جس قدر اس تہوڑی سی مدت مین ہاتہ لگ گیا لیکر اودگیر سے ہوتا
ہوا قندہار پہونچا بیدر پر عادل شاہی قبضہ ہو گیا۔ اور قندہار دار الحکومت بریدیہ قرار پایا
اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید کو چھوڑا نہین بلکہ اپنے ساتہ بیجاپور لیگیا مگر اسکے
ساتہ نہایت اعزاز سے پیش آتا تہا۔ اور اسنے بہی اسکی ہمراہی مین بہت سے کارنمایان
کئے یہان تک کہ بیجانگر کے معرکہ مین عادل شاہ نے اسکی شجاعت مان لی۔ اور بہت خوش ہو
قلعہ بیدر اس شرط سے عطا کیا کہ قلعہ قندہار و قلعہ کلیانی کے کنجیان بہیجدی جائین اور
عادلشاہی قبضہ کرا دیا جائے۔ امیر قاسم برید اس شرط کو قبول کر کے بیدر پر قابض ہو گیا
مگر قلعہ قندہار کی کنجیان نہ بہیجین۔ امیر قاسم برید کی اس حرکت نے عادل شاہ کو فوج کشی پر
آمادہ کیا امیر قاسم نے برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر سے امداد چاہی نظام شاہ نے
عادل شاہ سے امیر قاسم کی سفارش بہی کی اور لکہا کہ قلعہ قندہار سے درگذر کرے عادل شاہ
نہ مانا۔ تا آنکہ نظام شاہ نے بہی فوج کشی کی آخر الامر قصبہ پرلی کے قریب دونون فوجون کا
مقابلہ ہوا۔ پہلے حملہ مین نظام شاہ کو شکست اور عادل شاہ کو فتح نصیب ہوئی لڑائی کا ابہی
پورا فیصلہ نہین ہوا تہا کہ امیر قاسم برید کی تحریک پر علما و فضلا و اکابران ہر دو ممالک نے
دونو مسلمان بادشاہون مین صلح کرا دی۔ عادل شاہ بیجاپور واپس گیا۔
ہمارا قندہار خاندان بریدیہ کی زیر حکومت چالیس برس رہا۔ قلعہ قندہار کی مضبوطی
و سنگلاخی جو آج سینکڑون برس سے قندہار کو قدیم زمانہ کی صناعی کا نمونہ دکہلا رہی ہے اسکی
تیاری متفرق زمانون مین ہوتی رہی تغلق شاہی عہد مین پختہ بنیاد ڈالی گئی اور
دیواریں قایم ہوئین سلطنت بہمنیہ کا آغاز اور ملک سیف الدولہ کی عہد حکومت مین
اکثر عمارتون اور برجون کی تیاری نے اسکو زیادہ مستحکم کر دیا۔ مگر موجودہ حالت

بریدیون کے عہد حکومت مین پیدا کی ہوئی ہے جسمین سلطنت نظام شاہی و عمادالشاہی نے بہی حصہ لیا ہے شہر پناہ کی دیواریں بھی خاندان بریدیہ کے یادگار ہین۔

قلعہ قندہار مین علی برید شاہ اور ابراہیم عادل شاہ اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ کا فوجی مقابلہ

بعد انتقال امیر قاسم برید کے علی برید نے بیدر کی حکومت پائی ۹۴۹ھ مین اس نے اپنا لقب علی برید شاہ رکہا جمشید قطب شاہ والی گولکنڈہ کو علی برید سے عداوت تہی اور اس کا سخت دشمن بن گیا تہا اور اسکی دلی خواہش تہی کہ سلطنت بریدیہ تباہ کر دے ۹۵۲ھ مین جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ والی احمدنگر سے علی برید پر فوج کشی کے لئے امداد چاہی برہان نظام شاہ رضامند ہوگیا اور دریا عماد شاہ والی برار کو بہی بلوالیا ادہر سے جمشید شاہ بہی گولکنڈہ سے انکا تینون بادشاہون کی قلعہ اودسہ کے قریب ملاقات ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ قلعہ اودسہ کو برہان شاہ اور قلعہ میدک کو جمشید شاہ اور قلعہ اودگیر کو دریا عماد شاہ لے لے۔ علی برید بہت گہبرایا اور اس نے ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور سے مدد چاہی اور بعد کامیابی قلعہ کلیانی دینے کا وعدہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ بھی فوج لیکر آیا اور اخلاص خان اپنے ایک سردار کو پانچہزار سوار سے علی برید کے ساتہہ جمشید کے مقابلہ کو بہیجا علی برید شاہ اور جمشید قطب شاہ کا مقابلہ نراین کہیڑہ کے قریب ہوا اور بہت سخت لڑائی کے بعد جمشید قطب شاہ نے فتح پائی اور علی برید کی شکست نصیب فوج بیدر کے جانب لوٹ گئی ابراہیم عادل شاہ نے دریا عماد شاہ اور برہان نظام شاہ کو بحکم قلعہ اودسہ کے قریب روکا باہم خوب لڑائی ہوئی چونکہ برہان نظام شاہ کی ساتھہ

سلہ لوہا دروازے کے بعد پچھلی دروازہ قلعہ مین ہے اوسکے بازو جو کتبہ ہے پہلی سطر مین کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ واضح طور پر پڑھا جاتا ہے دلا الہ الا الہ علی ولی اللہ وصی رسول او یہی معلوم ہوسکتا ہے اور چار سطر عربی طغرا مین لکہے ہین آخر مین برہان نظام شاہ کے نام کی طرح تحریر معلوم ہوتی ہے اور کتب تاریخ برہان نظام شاہ کا قبضہ قندہار پر ۹۵۰ھ مین ہونا ثابت ہے۔

دریا عماد شاہ بہی تہا اس سبب سے نظام شاہی فوج غالب ہوگئی اور ابراہیم عادل شاہ کو شکست ہوئی برہان نظام شاہ نے ادسہ پر قبضہ کرکے قلعہ اودگیر پر حملہ کیا اور تہوڑی سی کوشش مین اسپر بہی قابض ہوگیا۔ اب برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ قندہار کے لینے کا ارادہ کیا علی برید کو جب یہہ خبر پہونچی تو جمشید شاہ کا مقابلہ چہوڑ اپنی ساری فوج لیکر قلعہ قندہار مین پہونچ گیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی۔ ابراہیم عادل شاہ شکست کہا کر قلعہ اودسہ سے کچھہ فاصلہ پر اپنی فوج جمع کر رہا تہا فوراً علی برید کے مدد کے لئے قندہار پہونچ گیا۔ برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ قندہار کے فتح کے لئے بہت کوشش کی نظام شاہی اور عماد شاہی فوج نے اس لڑائی مین جان لڑائی مگر ادہر بہی برابر دو شاہی قوتین جمع تہین اس لئے کامیابی نہوسکی تاہم نظام شاہی فوج نے بیجاپوری فوج کو میدان سے ہٹایا اور اُن کے گہوڑے ہاتی چہین لئے مگر قلعہ فتح نہو سکا اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ اپنے اپنے مقامات کو واپس ہوگئے۔

قلعہ کولاس کی تعمیر جمشید قلی قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ نے برید یہ ملک کے بہت سے حصون پر اپنا قبضہ کرلیا تہا چنانچہ ۹۵۱ھ مین کولاس پر بہی قابض ہوگیا۔ جگدیو راو نایکواڑی جمشید کی فوج کا ایک ہندو سردار تہا اس نے رائے دی کہ کولاس کی پہاڑی پر قلعہ بنایا جائے۔ فوج کی پناہ کے لئے اچہا موقع ہے یہہ رائے جمشید کو پسند آئی کیونکہ بیدر یہان سے قریب تہا حملہ کرنے کے لئے جمعیت یہان مہیا رہنے کے واسطے یہہ مقام مناسب معلوم ہوا اور اسنے قلعہ کی تیاری کی حکم دیدیا۔ اور جگدیو راو کے اہتمام سے کام شروع ہوگیا۔ اور تہوڑے سے ہی عرصہ مین کولاس کا قلعہ تیار ہوا جب جمشید قلی قطب شاہ نے نارائن کہیڑ [illegible] حسن آباد دودنتی دگرور وٹہ و میدک پر قبضہ کرلیا تو علی برید نے بہی خوب مقابلہ کیا اور شیر عین الملک کنعانی جمشید کی فوج کے سردار کو مار ڈالا اس سبب سے ہی جمشید کو علی برید سے زیادہ عداوت ہوگئی تہی

اور اسکے ملک کو تاخت و تاراج کر رہا تہا

قلعہ قندہار پر برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کا قبضہ

علی برید جمشید شاہ کے حملون سے مجبور ہوگیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہنے کے لئے بذات خود بیجاپور گیا یہہ خبر سنکر جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ کو علی برید کی برائیان لکہین اور یہہ اشتعالک دی کہ ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈالکر علی برید کو قتل کروا دیا جائے۔ برہان شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو خط لکہا کہ فیمابین ہمارے اور آپ کے جو رنجش پیدا ہوئی اسکا باعث اصلی علی برید ہے اگر اسکو مار ڈالا جائے تو ہمیشہ کیلئے کوئی جہگڑا باقی نرہیگا۔ ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ کا بہائی شہزادہ عبداللہ باغی ہوکر بندر گوا مین پناہ گزین تہا۔ اور ابراہیم کو خوف تہا کہ دوسرے سلطنتین مدد دیکر اسکو بادشاہ بنا دین خصوصاً برہان نظام شاہ اور جمشید قطب شاہ کا ہروقت خوف لگا رہتا تہا اس سلئے برہان نظام شاہ کی خاطر سے علی برید کو جو اسوقت اس کے پاس موجود تہا قید کر لیا۔ ایک زمانہ سے برہان نظام شاہ کا خیال قلعہ قندہار کے فتح کرنے کا تہا چنانچہ پہلے مقابلہ مین ہی قلعہ کی فتح کی امید پر بہت سی فوج ضایع ہوچکی تہی علی برید کے قید ہونے سے اسکو اچہا موقع مل گیا اسی سال ۹۵۵ھ مین محاصرہ کرکے قلعہ قندہار لے لیا۔ اور کارپرداز ان برید کو قلعہ سے نکالدیا ہمارے قندہار پر نظام شاہی عملداری ہوگئی۔

شیعہ مذہب کا رواج قندہار راجایان اہل ہنود کے قبضہ سے نکلنے کے بعد شاہان سنی مذہب کی زیر حکومت رہا اور دکن پر شاہان بہمنیہ کا تسلط ہوا تو ہر قوم و ہر مذہب کے عالم و فاضل لوگ جمع ہوگئے محمود شاہ بہمنی اول کے زمانہ مین بہت سے ایرانی شیعہ مذہب والے دکن مین آگئے تہے اور فوجی و علمی قابلیتون کے لحاظ سے انکی بہت عزت کی جاتی تہی اور یہہ لوگ سادات کے نام سے مشہور رہتے۔ فوجی اور علمی کمالون کی وجہ سے بادشاہ ونکا قدردان تہا مگر عام مسلمانون کو اس سے

غرضکہ یہہ لوگ اپنی لیاقت اور کمال کے سبب سے امارت کے درجہ پر پہونچ گئے اور انکو بڑی بڑی فوجی و مالی و عدالتی خدمتین ملین - فیروز شاہ بہمنی ایک سنی مذہب بادشاہ اور نماز کا پابند تہا مگر پرلے درجہ کا عیاش تہا عورتون کے فراہمی کا بہت ہی شوق رکہتا تہا چونکہ اہل سنت کے یہان چار بیبیون سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہین ہے اور بادشاہ کی بہت سے بی بیان تہین اس سبب سے وہ بہت متردد رہا کرتا تہا بعض علماء نے یہہ راے دی کہ چار نکاح کیجئے پھر انہین طلاق دیدیجئے اور پھر چار نکاح نئے کر لیجئے اور اسیطرح سلسلہ جاری رکہئے مگر اسبات کو فیروز شاہ نے پسند نہین کیا آخر میر فیض اللہ سے راے لی میر صاحب شیعہ مذہب رکہتے تہے انہین یہہ اچہا موقع ملا - بادشاہ سے کہا کہ حضرت رسول مقبول کے زمانہ مین متعہ جائز تہا حضرت عمر فاروق رض خلیفہ ثانی نے اسکو موقوف کر دیا اسوقت فرقہ امامیہ مین جو اہل اسلام کا ایک فرقہ ہے یہہ عمل جاری اور مباح ہے اگر بادشاہ مصلحتاً اس مذہب پر عمل کرے تو یہہ دقت رفع ہو سکتی ہے یہہ راے بادشاہ کے پسند آئی اور اس نے امامیہ طریق کے مطابق متعہ کی حلت کو جائز رکہا - اور ایک ہی دن مین آٹھ سو عورتون سے متعہ کیا - اسطرح مذہب شیعہ کا دکن مین رواج قایم ہوا سیدون کی وقعت بڑہ گئی اور بادشاہ نے اپنی بیٹی صدر جہان کے بیٹے میر شمس الدین کو دی اور میر فیض اللہ کے بیٹی کی شادی اپنے بیٹے شہزادہ حسن خان سے کی - احمد شاہ ولی بہمنی بہی شیعونکا معتقد رہا گو اپنی بیٹیان سیدونکو دین اور انکی بہت ہی عزت اور توقیر کرتا رہا - مگر آپ سنی رہا - بہرحال شاہان بہمنیہ مین فیروز شاہ نے نمودار شیعی طریقہ اختیار کیا تہا - جب خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا اور سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے اور پانچ حکومتین قایم ہو گئین تو یوسف عادل شاہ بیجاپور کا پہلا بادشاہ شیعون مین پرورش پانیکی وجہ سے پکا شیعہ نکلا اس کے امرا اور اکثر فوج شیعہ تہی اس بادشاہ نے سب سے پہلے شیعہ مذہب اپنے ملک مین پہیلایا - سلطان قلی گولکنڈہ کا پہلا بادشاہ خاندانی شیعہ تہا بادشاہ ہونیکے بعد اکثر

بتدریج مذہب تشیع اپنے ملک مین شایع کیا۔ فتح اللہ عماد الملک ایلچپور کا بادشاہ سنی تہا اور اس کے ملک مین ایرانیون کا زیادہ گذر بھی نہ ہوا تہا یہہ سلطنت سنی مذہب پر قایم رہی۔ بیدر ایک مدت دراز تک سنی مذہب کے فرقہ کا دار السلطنت تہا وہان کے باشندے بہی بڑے سخت تہے اسلئے بریدیہ خاندان کے بادشاہون پر شیعہ مذہب والون کا اثر نہ پڑا البتہ علی برید کی حالت بدل گئی تھی احمد نظام شاہ جنیر کا بادشاہ گو نومسلم تہا اور یہہ ملک ایران سے قریب ہی رکہتا تہا اور اس کے پڑوس مین بیجاپور کی سلطنت شیعہ مذہب کی تہی مگر یہہ بادشاہ سنی مذہب پر قایم رہا۔ جب برہان نظام شاہ بادشاہ ہوا اور شاہ طاہر شیعی کا معتقد ہو گیا تو ۹۴۴ھ مین مذہب شیعی اختیار کر کے اپنے ملک مین ائمہ اثنا عشریہ کا خطبہ پڑہایا ۹۵۵ھ مین اس شیعہ مذہب والے بادشاہ نے قلعہ قندہار پر قبضہ کر لیا چونکہ برہان شاہ کو شیعی مذہب کے نومرید ہونے کی وجہہ سے بڑا تعصب تہا۔ نہایت سختی کی ساتھ مذہب شیعہ کو رواج دیا اور ہمارے قندہار کی مقدس مسجدون کے ممبر پر خطبہ سے اصحاب ثلثہ کا نام نکال کر شیعہ مذہب کا خطبہ پڑہایا گیا اہل سنت کے وظائف موقوف کر دے گئے ہر پیشے کے چودہری و معاش دار سنی علم اٹہانے اور تعزیہ داری کیلئے مجبور کئے گئے اور قندہار مین بہت سے علم استادہ ہوئے اور تعزیہ داری شروع ہو گئی۔

حسینی علم کہتے ہین کہ اس زمانہ کے رواج کے مطابق سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت حاجی سیاح سید شاہ سعید الدین سرورمخدوم قدس سرہ العزیز نے حضرت ممدوح کی کفار کش سیف کا علم بنا کر تیمنا و تبرکا بنام نہاد حسینی علم استادہ کیا تہا۔ وہ علم ابتک موجود ہے اور سالانہ روضہ متبرک کے ہر دو مقدس خانقاہ مین استادہ کیا جاتا ہے۔

آصف خان سپہ سالار کا قندہار آنا ۹۵۸ھ مین آصف خان مغل سپہ سالار فوج شہنشاہ اکبر بیجاپور جاتے وقت چند روز باندیڑ مین رہکر قلعہ قندہار دیکہنے کے

واسطے آیا اور کچھہ دنون تک یہان کی سیر کی نظام شاہی قلعہ دار نے
ان کی سربراہی کا اچھا انتظام کیا یہہ خوب سیر کرکے بیجاپور روانہ ہو گئے

سید شاہ طاہر حسینی کا حال

شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران کے عہد حکومت مین موضع
خوند مضافات قزوین حدود گیلان مین ایک شخص سید شاہ طاہر
نامی شیعی بڑا متبحر عالم اور فصیح اللسان ابو القاسم محمد ابن عبد اللہ المہدی۔
حاکم مصر کے خاندان سے تہا اکثر لوگ اس مہدی کو اسمٰعیل ابن امام جعفر
صادق رضہ کے نسل سے کہتے ہین مگر اہل سنت جماعت کے نزدیک وہ
عبد اللہ بن سالم مصری کے اولاد سے ہے اور اہل عراق اسکو عبد اللہ بن
میمون قداح کی اولاد سے بیان کرتے ہین۔ جب شاہ طاہر نے موضع خوند
مین اپنے علم و کمال کی وجہ سے شہرت پائی اور مصر و بخارا و سمرقند و قزوین
کے شیعہ اسکے مرید ہو گئے تو بادشاہ ایران سلسلہ مشایخ خواندیہ کے
استیصال کے درپئے ہوا مرزا شاہ حسین اصفہانی نے جو شاہی دفتر کا ناظر دیوان
اور شاہ طاہر کا دوست تہا شاہ صاحب کو مطلع کردیا۔ شاہ طاہر نے سلسلہ
پیری و مریدی کو ظاہر ترک کرکے بادشاہ کی اجازت سے مدرسہ کاشان
کی مدرسی اختیار کی۔ مگر اسکے مریدین یہان بہی بہت جمع ہو گئے شاہی کارکنون
نے فرقہ اسمٰعیلیہ کے بکثرت جمع ہونے کا حال بادشاہ کو لکہدیا دربار شاہی سے
شاہ طاہر کے قتل کا حکم جاری ہو گیا۔ مگر مرزا شاہ حسین نے شاہ صاحب کو
پہلے ہی خبر کردی تہی شاہ طاہر نے ۹۲۶ھ مین اپنے بال بچون کو لیکر کاشان سے
نکلا اور بندر جرون مین پہونچا ہندوستان کی روانگی کی قصد سے جمعہ کے
دن جہاز پر سوار ہوا اور دوسرے جمعہ کو بندر گوا مین آگیا۔
دکن مین اسمٰعیل عادل شاہ شیعہ مذہب مشہور تہا شاہ طاہر سیدہا بیجاپور
آیا مگر عادل شاہ نے شاہ طاہر کے جانب کچھہ توجہ نکی شاہ طاہر نے شکستہ
خاطر ہو کر گولکنڈہ کا قصد کیا کیونکہ قطب شاہی سلطنت بہی شیعی تہی اس عرصہ مین

شاہ طاہر کو کہین سے خبر ملی کہ خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو معلم کی تلاش ہے
شاہ طاہر وہان ہونچکر خواجہ جہان کے بچون کی تعلیم پر مقرر ہوگیا۔ کچہہ دنون کے
بعد ملا پیر محمد استاد برہان شاہ والی احمد نگر جو حنفی المذہب اور سنی تہا خواجہ جہان
کے پاس پرینڈہ کو کسی ضرورت سے گیا ملا پیر محمد کو علم ہیئت مین کمال حاصل
کرنے کا شوق تہا ایک سال تک پرینڈہ مین رہکر شاہ طاہر سے کتاب مجسطی جو زبان
عربی مین علم ہیئت کی منتہی کتاب ہے ختم کی اور واپس احمد نگر گیا جب لوگون کو یہہ
حال معلوم ہوا کہ پرینڈہ مین ایک ایسا زبردست عالم آیا ہے کہ ملا پیر محمد سا عالم و فاضل
بادشاہ کا استاد اسکا شاگرد ہوگیا تو شاہ طاہر کی دکن مین پوری شہرت ہوگئی اور
۹۲۸ھ مین برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو بلوا کر اپنے اہل مجلس مین شامل کرلیا
برہان شاہ نے شاہ طاہر کی علم و فضل کی وجہ سے اسکی قدر کی اور اسکا نہایت
معتقد ہوگیا تہا۔ شاہ طاہر کے آنے سے پہلے برہان نظام شاہ فرقہ مہدویہ کے
علما کا معتقد ہوگیا تہا اور ان سے ہی اسکو ایسی عقیدت تہی کہ اس فرقہ کے ایک
شخص کو اپنی بیٹی بہی دیدی تہی لیکن جب شاہ طاہر کے جانب اسکا اعتقاد بڑہا تو
ان کے کہنے سننے سے فرقہ مہدویہ کے خلاف ہوگیا اور انکو احمد نگر سے نکلوا دیا
اس خوش اعتقادی کے زمانہ مین۔ برہان شاہ کے بیٹے شہزادہ عبد القادر کو
بخار آیا اور سخت بیمار ہوا بہت سے طبیبون کا علاج رہا مگر بیماری ترقی پر تہی برہان شاہ
سخت پریشان تہا۔ شاہ طاہر نے اسقدر زمانہ گذرنے پر بہی اپنا مذہب کسی پر
ظاہر ہونے دیا لوگ اسکو سنی جانتے تہے اب اسکو اچہا موقع ملا۔ اور اس نے
عمدہ پیرایہ مین بادشاہ کو سمجہا دیا کہ آپ یہہ منت مانئے کہ اگر اللہ تعالی ببرکت رسول
مقبول و دوازدہ امام شہزادہ عبد القادر کو اچہا کر دے تو ایہ اثنا عشرہ کا خطبہ
پڑہا ونگا۔ اور انکا مذہب جس سے شیعہ مذہب مراد ہے جاری کرونگا۔ برہان شاہ
کچہہ مضبوط اعتقاد والا تو تہا ہی نہین شاہ طاہر کے کہنے کے موافق منت مان لی
دوا اور دعا کا سلسلہ جاری تہا روز بروز شہزادہ عبد القادر کو افاقہ ہوتا گیا۔

اور اللہ تعالی نے شہزادہ کو صحت بخشی۔ اپنے اقرار کے موافق برہان شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا اسکے ساتھ ہی شہزادہ حسین اور شہزادہ عبد القادر اور اون کی ماں بی بی آمنہ جو شیعہ ہی کی بیٹی تھی اور کل شاہی خاندان نے وہی مذہب اختیار کیا یہہ واقعہ سنہ ۹۴۴ھ کا ہے۔ شاہ طاہر کا سنہ ۹۵۶ھ مین انتقال ہوا احمد نگر مین۔ چند روز لاش زمین مین سونپ کر رکھی گئی اور پھر کربلاے معلی مین لیجا کر سید الشہدا حضرت امام حسین کے مقبرہ کے پاس دفن کیگئی اس واقعہ کو تاریخ سلسلہ آصفیہ مین مفصل لکھا ہے

مرتضی نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ ہمایون بی بی کا قندہار آنا

برہان نظام شاہ نے (۴۷) سال بادشاہت کرکے سنہ ۹۶۱ مین دنیا سے کوچ کیا۔ اسکا بڑا بیٹا حسین نظام شاہ بادشاہ ہوا قلعہ قندہار پر بدستور نظام شاہی حکامون کا قبضہ رہا حسین نظام شاہ جب سنہ ۹۷۲ مین مرگیا اسکا بیٹا مرتضی نظام شاہ تخت نشین ہوا مگر نوجوانی کے باعث ملکہ خونزہ ہمایون[1] اس کی ماں متکفل امور سلطنت رہی اور اپنے دونون بھائی عین الملک اور تاج خان کے مشورہ سے حکمرانی کرتی رہی سنہ ۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ والی بیجاپور نے اپنے سپہ سالار کشور خان کو بیس ہزار فوج دیکر تر ناملہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیدیا۔ وینکٹادری راجہ ترناملہ نے خونزہ ہمایون کو لکھا کہ حسین نظام شاہ نے یہہ ملک مجکو دیا ہے اب علی عادل شاہ اسکو لینا چاہتا ہے اسوقت مدد کیجئے۔ ابراہیم قطب شاہ والی گولکنڈہ نے خونزہ ہمایون کو کہلا بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ کی قوت بڑھ گئی اور ممالک جنوبی اسکے قبضہ مین آگئے تو ہماری اور آپ کی سلطنت کو نقصان پہونچیگا اس لئے مین اور آپ دونون مل کر اس کے ملک پر حملہ کرینگے۔ خونزہ ہمایون نے ابراہیم قطب شاہ کا کہنا مان لیا اور جواب دیا کہ مین سرحد پر آتی ہون آپ بھی تیار رہین خونزہ ہمایون نے اسوقت تفال خان سے فوجی مدد طلب کی تفال خان اس زمانہ مین دریا عماد شاہ کے بیٹون کو قید کرکے خود برار کا حاکم بن گیا تھا اس نے فورا اپنے بیٹے مشیر الملک کے ساتھ فوج بغرض امداد بھیجنے کی رضامندی ظاہر کی

[1] بعض کتب مین خونجہ لکھا ہے۔

جب علی عادل شاہ کو معلوم ہوا کہ خونزہ ہمایون کا قصد بیجاپور پر حملہ کرنے کا ہے اس لئے علی عادل شاہ خود احمد نگر کی جانب چلا خونزہ ہمایون نے مرتضی نظام شاہ کو ساتھ لیکر برار کیطرف کوچ کیا تفال خان اور ابراہیم قطب شاہ کو بھی اطلاع دیدی جب حدود برار مین مشیر الملک تفال خان کا بیٹا معہ لشکر مل گیا - تو خونزہ ہمایون اور مرتضی نظام شاہ اور مشیر الملک تینون مل کر قندہار آئے ادہر سے ابراہیم قطب شاہ معہ لشکر کولاس مین پہنچ گیا مابین کولاس و قندہار تینون لشکر اُترے ہوے تھے بہرحال افواج متفقہ معہ اپنے سردارون کے بیجاپور روانہ ہوی - اب ہمین تفصیلی لڑائی کی حالت بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے صرف یہہ کہنا کافی ہے کہ کچہہ دنون افواج متفقہ بیجاپور کا محاصرہ کرکے ناکامیابی کے ساتہہ اپنے اپنے ملک کو واپس ہوگئی علی عادل شاہ نے گو پہلے احمد نگر جانے کا قصد کیا تہا مگر نگیا اور شاہ درگ مین ٹہرا رہا جب افواج متفقہ بیجاپور سے واپس ہوئی علی عادل شاہ بیجاپور چلا گیا۔

مرتضی نظام شاہ کی خودمختاری اور خاندان عماد شاہیہ کی تباہی

۹۷۶ھ تک خونزہ ہمایون امورات سلطنت مین برابر دخیل تہی اور مرتضی نظام شاہ بغیر اطلاع اسکے کوئی کام نہین کرسکتا تہا - آخر ۹۷۷ھ مین مرتضی نظام شاہ نے ملا حسین تبریزی و شاہ احمد و مرتضی خان وغیرہ اپنے مصاحبین کے مشورہ سے اپنی والدہ خونزہ ہمایون کو پکڑکے قید کردیا اور خود فرمان روائی کرنے لگا - ۹۸۲ھ مین مرتضی نظام شاہ نے خاندان عماد شاہیہ اور تفال خانیہ کو نیست نابود کرکے ملک برار کو سلطنت احمد نگر مین شامل کرلیا - ۹۹۳ھ مین مرتضی نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کی شادی ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی بہن خدیجہ سلطان سے ہوئی تہی دو سال کے بعد صلابت خان وکیل سلطنت نظام شاہی نے دولہا دولہن کو علیحدہ علیحدہ کردیا تہا اور ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈالکر

سلہ قلعہ قندہار کے متن کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتضی شاہ کے عہد مین اور عنبری خان ہمارم قندہار کی عملداری مین دیوار فصیل قلعہ قندہار - جانب جنوب و جنوب غربی بنائی ہے کیونکہ درمیان برج نزیادہ عنبر شاہی کے کتبہ مین مرتضی نظام شاہ کا نام معلوم ہوتا ہے اور ۹[illegible]ھ درج ہے اور اسی دیوار مین دو مقام پر کتبہ ہر در دور شہ مرتضی عنبری خان شد بنا ۱۲

شولاپور جو چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے جہیز مین دیا گیا تہا چاند بی بی کے احمدنگر واپس آجانیکے سبب سے واپس طلب کر رہا تہا اس لئے ابراہیم عادل شاہ نے احمدنگر پر چڑہائی کی اور ابراہیم برید والی بیدر کو لکہا کہ اگر اسوقت مدد دیگا تو اوسے قندہار داودگیر قدیم مقبوضات برید یہ سلطنت نظام شاہی سے دلادونگا قلعہ قندہار کے ملنے کی امید پر ابراہیم برید مدد دینے پر راضی ہوگیا اور قلعہ اوسکے محاصرہ کیلئے پہونچا - ابراہیم عادل شاہ نے عالم خان جمعدار کو فوج دیکر ابراہیم برید کی مدد کیلئے بہیجا - ابہی اوسپر عادل شاہی قبضہ نہیں ہوا تہا - اس عرصہ مین مرتضی نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلی ابراہیم برید کی آرزو دل ہی مین رہ گئی اور بیدر کو واپس چلا آیا

نظام شاہی ملک مین بدامنی

۹۹۶ھ مین میران حسین شاہ نے اپنے باپ مرتضی نظام شاہ کو بہکا کے ایک حمام مین بند کروا دیا اور نیچے آگ لگا دی اور اسکو پانی بہی پینے نہ دیا تڑپ تڑپ کر تاریخ ۱۰ رجب کو مر گیا - باپ کے مار ڈالنے کے بعد میران حسین بادشاہ بن گیا - اس میران حسین نظام شاہ نے نو مہینے تین دن بادشاہت کی اس کی بدوضعی اور نالایقی کی وجہ سے ملک مین بدامنی اور امرا مین نااتفاقی ہوگئی - ۹۹۷ھ مین مرزا خان سردار نے اسکا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑہا دیا احمدنگر مین ایک ہنگامہ رہا - اور جمال خان مہدوی سردار نے مرزا خان اور دوسرے سردارون کو قتل کرکے سلطنت نظام شاہی پر قبضہ کرلیا اور اسمٰعیل نظام شاہ کو بادشاہ بنایا - اسمٰعیل نظام شاہ مرتضی نظام شاہ کا بہتیجا اور برہان شاہ کا بیٹا تہا برہان شاہ اپنے بہائی کے خوف سے بہاگ کر شہنشاہ اکبر کی فوج مین شریک ہوگیا تہا - جب اس نے نظام شاہی سلطنت کی بری حالت سنی تو ملک برار دینے کے وعدہ پر شہنشاہ اکبر کے پاس سے فوج حاصل کی اور ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور اور راجے علیخان والی برہانپور سے بہی مدد لی اور جمال خان کو قتل کیا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل نظام شاہ کو تخت سے ہٹا کر خود بادشاہ ہوا اور نظام شاہی حکومت مین امن و اطمینان ہوگیا -

ابراہیمی برج کی تیاری ہمارا قندہار نظام شاہی حکومت مین داخل ہے اس لیے ہم وہان کے بادشاہون کی حکومت کا سلسلہ بتلا رہے ہین۔ اسمین شک نہین کہ سلطنت مین بہت سے پیچیدگیان واقع ہوئی ہین جس کے باعث سے احمدنگر مین بدامنی تھی مگر ہمارے قندہار پر ابراہیم خان کی عملداری تھی اور ہر طرح امن وچین تھا ابراہیم خان نے قندہار کے قلعہ مین نشان کا برج ۹۹۰ھ بنوایا ہے اور اسپر حسب ذیل بخط عربی کتبہ ہے۔

نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المؤمنین ۔ تمام شد برج ابراہیمی
در ایام ابراہیم خان بن قاسم شیخ عثمان خان (   ) سنہ ۹۹۰ھ

برہان نظام شاہ ستنے چار سال سولہ روز بادشاہت کرکے ۱۰۰۳ھ مین دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا جانشین ہوا۔

قلعہ قندہار پر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کا قبضہ

ابراہیم نظام شاہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھا تیس ہزار فوج ساتھ لیکر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور پر چڑھ آیا ابراہیم عادل شاہ اسوقت شاہ درگ مین تھا یہہ خبر سنتے ہی اسنے قریبا تیس ہزار فوج حمید خان وشجاعت خان وسہیل خان کی ماتحتی مین نظام شاہ کے مقابلہ کیلئے بھیجدی پہلی ذیحجہ سنہ ۱۰۰۳ھ کو نظام شاہی فوج عادل شاہی سرحد مین داخل ہوئی اور طرفین سے معرکہ آرائی شروع ہوئی نظام شاہی فوج نے عادل شاہی فوج کو شکست دی اور تین کوس تک انکا تعاقب کیا اور اسی ہاتی چھین لئے نظام شاہی فوج فتح کا خیال کرکے لوٹ مار مین پڑ گئی جس سے ابراہیم نظام شاہ کے پاس ایکسو آدمی اور کچھہ ہاتی رہ گئے اور باقی فوج وتمامی سردار دشمن کے تعاقب مین دور دور تک نکل گئے سہیل خان یا مان عادل شاہی کے پاس ایک ہزار فوج اور کچھ ہاتی موجود تھے ابراہیم نظام شاہ کو جو تھوڑی جماعت کے ساتھ دیکھا فوراً حملہ کردیا اور ابراہیم نظام شاہ کے ہمراہیون نے اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کو دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ پیچھے ہٹ جائین مگر ابراہیم نظام شاہ نے جوانی کی امنگ اور شراب کی نشہ مین

کسیکا کہنا نہ مانا اور دشمن کے مقابل ٹہیرا رہا اول ہی حملہ مین ایک تیر بادشاہ کے شانے مین لگا اور بادشاہ مجروح ہوگیا اسکے ہمراہی سوارون نے بادشاہ کو قلعہ پرینڈہ کیطرف لے بہاگنے کی کوشش کی مگر بادشاہ کو کاری زخم لگا تہا قلعہ کے قریب پہونچکر گھوڑے سے گر گیا اور مر گیا نظام شاہی فوج احمد نگر کی جانب بہاگ گئی -

ابراہیم عادل شاہ نے اپنی فوج کو قلعہ قندہار پر قبضہ کرنیکو بہیجدیا اور عادل شاہی فوج نے آخر ماہ ذیحجہ ۱۰۱۳ھ کو قلعہ قندہار پر قبضہ کر لیا - اور نظام شاہی کارپرداز نکالے گئے قلعہ مین مسجد عادل شاہی کی تیاری شروع ہوئی مسجد مین جو کتبہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عادل شاہی عملداری مین قندہار کی عنان حکومت عبدالعزیز کے قبضہ مین تہی مسجد مین عربی عبارت کے علاوہ جو فارسی کتبہ ہے وہ حسب ذیل ہے

اظہار کمالیت یافت مسجد رفیع محمدی صلعم

شہور ۱۰۱۴ھ

شد بنا در وقت ابراہیم عادل بادشاہ	مسجد بہتر کہ از وصفش رسید تا بماہ
از برائے خواندن قران نماز و ذکر حق	کرد فرمایش با و عبدالعزیز نیک خواہ

ملک عنبر خان حاکم دولت آباد کی حکومت عنبر شاہی توپ کا قلعہ قندہار مین جلوس

جب وہ زمانہ آیا کہ مغلون کے خونخوار تلوارون نے جلال الدین محمد اکبر جیسے تاجدار شہنشاہ کی حکومت مین ہندوستان جنوبی کے خودسر و سرکش حاکمون کے دلون مین

ملہ جلال الدین اکبر شہنشاہ کا نسب نامہ اسطرح ہے اکبر بن ہمایون بن بابر بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن ابوالمنصور امیر تیمور گورگان صاحبقران -

اکبر ۹۴۹ھ مین پیدا ہوا اور ۹۶۳ھ مین تخت پر جلوس کیا اور ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا اسکی عمر ۶۴ سال گیارہ مہینے ، روز کی تہی (۵۱) سال ۲ مہینے ۵ دن سلطنت کی بعد مرنیکے عرش آشیانی لقب مشہور ہوا

پورا رعب بٹھا دیا اور اکبر کی بہادرانہ ہمت اور کشورکشا خیال کے لئے ضرور تہا کہ وہ
دکن کو جو ایک سرسبز و زرخیز خطہ ہے اور جنوبی ہندوستان کہلاتا ہے اپنے حدود
ریاست مین داخل کرے اس شہنشاہ نے ایک جرار فوج دکن پر بہیجی اور وہ سنہ ۱۰۰۸ھ
مین احمد نگر پر قابض اور بہادر نظام شاہ کو قید کر لیا - اکبر کے انتقال کے بعد اس کے
بیٹے نورالدین محمد سلیم جہانگیر[1] نے عنان حکومت ہند اپنے قبضہ مین لی -
مولف تاریخ تذکرۃ الملوک لکہتا ہے کہ ملک عنبر حبشی بیجاپوری بہادر نظام شاہ کے وقت مین
مدارالمہام تہا اور امور ریاست مین پورا اقتدار رکہتا تہا مرتضی نظام شاہ کو برائے نام
بادشاہ بنا کر قلعہ اوسہ مین رکہا اور آپ دولت آباد مین امور ریاست انجام دیتا رہا
جب جہانگیر نے سپہ سالار خانخانان بہادر کو ہند سے دکن کیطرف روانہ کیا - ملک عنبر مین
اتنی قوت نہ تہی کہ اس جرار فوج سے مقابلہ کر سکتا - اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہو کر
ایک عرضی عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین بہیجی جسکا مضمون یہہ تہا کہ بندہ دولت نظام شاہی
کا نمکخوار قدیم اور سلطنت والائے عادل شاہیہ کا ہوا خواہ ہے حقیقت مین یہہ دونون
سلطنتین بالکل ایک سی ہین بندہ کو آپکی اطاعت اور اس سلطنت کی خیرخواہی مین جان دینا واجب
آپ نے سنا ہوگا کہ خانخانان متوجہ دکن ہوا ہے نہ نظام شاہی فوج مین اتنی قوت نہ اُسکے
مقبوضات مین کوئی مستحکم جگہ خزانہ کی حفاظت کے لئے پائی جاتی ہے جس سے بندہ
باطمینان فوج دہلی کا مقابلہ کرے ابراہیم نظام شاہ کے بعد تلعہ قندہار جو سلطنت والا کے
قبضہ مین آگیا ہے اگر عنایت ہو جائے اور کسیقدر فوج بہی امداد کے لئے روانہ ہو تو
بندہ اپنی جان لڑا کے نظام شاہی نام باقی رکہنیکی کوشش کرتا ہے عادل شاہ نے
اُسکی درخواست منظور کی اور قلعہ ملک عنبر کے سپرد کرنے کا حکم دیدیا اور دس ہزار جیدہ سوار

---

[1] جہانگیر کا نام نورالدین اور خطاب محمد سلیم تہا سنہ ۹۷۷ھ مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۰۱۴ھ مین جلوس اور
سنہ ۱۰۳۷ھ مین انتقال کیا اُسکی عمر ۵۹ برس ۱۱ مہینے ۱۱ دن تہی مرنیکے بعد جنت مکانی اُسکا لقب مشہور ہوا
یہہ جہانگیر نورجہان بیگم پر فریفتہ تہا نورجہان بیگم خواجہ غیاث بیگ ایرانی کی بیٹی اور علی قلی شیرافگن خان کی بی بی
تہی سنہ ۱۰۱۵ھ مین بادشاہ کے حکم پر شیرافگن خان قتل کیا گیا اور نورجہان بیگم کا بادشاہ سے عقد ہوا یہہ عجیب
قصہ مشہور ہے ہند کی عنان حکومت اس نازک خیال عورت کے ہاتہ مین تہی

مستقیمن کر دسئے ہمارا قندہار بیجاپور کی ماتحتی سے علیحدہ ہوکر دولت آباد کے ماتحت ہوگیا اور ملک عنبر نے قلعہ قندہار میں خزانہ واثاثہ و رسد کا معقول سامان رکھکر جرار فوج یہان متعین کر دی اور یہان کی فوج کے اخراجات کے لئے تین لاکھ ہون کا علاقہ علیحدہ کر دیا تہا اور اپنے متعلقین کو بہی یہین رکھا تہا۔

سنہ ۱۰۱۹ہ مین ملک عنبر قندہار مین آیا اور کچھ دنون تک یہان رہا یہان سے فوج وغیرہ کا انتظام کرکے شہر بیدر کا محاصرہ کیا اور لوٹ لیا وہان سے گولکنڈہ گیا اور سلطان محمد قطب شاہ سے ملک فوج مغلیہ کے مقابلہ کے لئے سولہ لاکھ روپیہ لیا چند روز بیجاپور کا محاصرہ کرکے احمدنگر واپس گیا اور مغلوں کی فوج کو شکست دیکر برہان پور کی جانب بہگا دیا۔

ملک عنبر نے قلعہ قندہار کی مرمت کروائی۔ عادل شاہی عملداری مین جو عمارت اور برج تیار ہورہے تہے ملک عنبر نے اسکی تکمیل کروادی۔ اور قلعہ کی مسجد جو عادل شاہی عمل مین تیار ہورہی تہی ملک عنبر کے عہد مین اسکی تکمیل ہوئی اس مسجد کے بیچ کے کمان کی بیرونی حصہ بلندی پہ دونو جانب دو کتبے موجود ہین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک عنبر کے عہد مین مسجد کی تعمیر ختم ہوئی ہے۔ تو پین درست کیگئین ملک نے ایک بہت بڑی توپ درست کروا کے آبادی شہر کی جانب بڑے برج پر رکھوایا اسکو بڑی عنبر شاہی توپ کہتے ہین۔ اور روضہ حاجی سیاح سرور مخدوم کے باہر کی جانب (بڑا عاشور خانہ) جسمین حسینی علم استاد کئے جاتے ہین اسیکا بنوایا ہوا ہے ملک عنبر نے سنہ ۱۰۲۲ھ مین قاضی محلہ کی مسجد بنوائی ہے مسجد کے کسی مقام پر کوئی کتبہ کندہ نہین ہے مگر قدیم

نوٹ۔ ملک عنبر کی دو لڑکیان حلیما بانو اور شہربانو ایک مدت تک قندہار مین رہین اور یہین انتقال کر گئین دونو بیگمات کے مقبرے قندہار ہی مین ہین شہربانو کی بیٹی عزیزہ بیگم کی شادی سیدی عبد اللہ سے ہوئی تہی موضع دیلوب تعلقہ و ضلع ناندیڑ ان بیگم صاحبوں کی جاگیر تہی اور ابہی تک ان کی اولاد اس جاگیر پر قابض ہے حلیما بانو کے بیٹے شمس خان تہے ان کے سلسلہ اولاد مین عظمت خان اور سردار خان موجود ہین شہربانو کی بیٹی عزیزہ بیگم جو سیدی عبد اللہ سے منسوب تہی ان کے سلسلہ اولاد مین غلام محی الدین تہے ان کے فرزند محمد رحیم صاحب موضع دیلوب مین موجود ہین۔

بیاض مین ایک بیت لکھی دیکھی گئی - ہزار و بست و دو بود ز ہجر پیغمبر کہ بر عہد والی دین

حضرت ملک عنبر - ملک عنبر نے اپنی عملداری مین ملکی و مالی انتظام بہت اچھی طرح کیا - کپتان سٹر برگس اپنی رپورٹ مین لکھتا ہے کہ ملک عنبر نے زمین کی پیمایش کروائی زراعت کا ہر ایک قطعہ علیحدہ علیحدہ مقرر کیا اور مالی انتظام اسطرح کیا تہا کہ جس زمین سرکاری کی تحصیل لی جاتی تہی وہ موقوف کرکے اس کے معاوضہ مین نصف حصہ پیداوار زراعت مین لیا جاتا اور اسکا جمع و خرچ ہر ایک فصل پر ہوا کرتا فصل ربیع و خریف کے مدارج اسی نے قرار دئے ہر ایک پرگنہ یا بڑے قصبہ پر ایک مسلمان عہدہ دار مقرر تہا اور انکی ماتحت مالی امورات مین مرہٹی اور برہمن مقرر کئے گئے تہے قندہار کی زمین کی پیمایش ملک عنبر کے عہد مین ہوئی تہی

قلعہ قندہار پر شاہجہان شہنشاہ دہلی کا قبضہ

جب مرتضی نظام شاہ ثانی جو برائے نام بادشاہ تہا مر گیا تو ملک عنبر نے برہان نظام شاہ ثالث کو بادشاہ بنایا اور خود حکومت کرتا رہا آخر (۲۷) سال بنامزد وزارت نظام شاہی سلطنت کی کامل اقتدار کے ساتہ بادشاہی کرکے اسی برس کی عمر مین ۴ شعبان ۱۰۳۵ھ کو جنت کی راہ لی اور حکومت دنیوی سے کنارہ کش ہو کر آغوش لحد مین آرام پایا - اسکا گنبد خلد آباد مین حضرت یوسف راجو قتال قدس سرہ کے گنبد کے قریب ہے -[۱]

بعض مورخین نے ملک عنبر کو دکن کا شہنشاہ لکھا ہے کیونکہ جب ملکہ چاند سلطانہ قتل ہو گئی اور اکبر شاہنشاہ ہند نے بہادر نظام شاہ کو قید کرکے احمد نگر دار السلطنت نظام شاہی پر قبضہ کر لیا اسوقت ملک عنبر نے مرتضی نظام شاہ کو بادشاہ بنایا اور فوج فراہم کی اور نئے سرے سے بادشاہی قایم کی اور اکبر سے عظیم الشان اور جہانگیر سے شہنشاہ کو مجبور کر دیا اور بار بار علاقہ واپس لیلئے بیدر کو لوٹ ڈالا سلطان محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ سے بنام نہاد مدد خرچ بہت سا روپیہ وصول کر لیا اور ابراہیم عادل شاہ کو محصور کرکے اسکا بہت سا ملک دبا لیا اسکی فوجین ایک لاکہ سوار اور دو لاکہ پیدل تہے اسکا

[۱] یہ گنبد مولف نے دیکہا ہے ۱۲

توپخانہ اُس زمانہ کی حیثیت سے بہت اچھا تھا اگرچہ یہ عادل شاہی سلطنت مین حبشی غلام تھا مگر اپنی خدمات کے وجہ سے ترقی کر گیا اور پھر نظام شاہی سلطنت مین چنگیز خان وزیر کے رفیقون مین رہا اور معاملات مالی و ملکی و فوجی مین پورا تجربہ حاصل کیا۔ فوجی اور سپاہ گری کے فنون مین لائق تھا خلائق پروری عدل گستری مین فائق تھا۔ مورخون کا بیان ہے کہ دکن مین کوئی ہندو یا مسلمان ایسا نہین گذرا جیسا کہ ملک عنبر تھا۔ ملک عنبر کے عہد مین قندہار کی حکومت سرفراز خان دکھنی سرفراز تھے۔ جب ملک عنبر مر گیا تو اسکے دو بیٹے تھے فتح خان اور چنگیز خان۔ بڑا بیٹا فتح خان باپ کا جانشین ہوا مگر اسمین اسقدر لیاقت تھی کہ باپ کی عزت قایم رکھے اور ابراہیم نظام شاہ کو سر نہ اٹھانے دے فتح خان سے کچھ بھی انتظام نہ ہو سکا اور ابراہیم نظام شاہ نالث خود مختار بادشاہ ہو گیا فتح خان اور چنگیز خان کو اپنی سنبھال دشوار ہو گئی قلعہ قندہار کی حکومت پر سرفراز خان بدستور سرفراز رہا۔ اور مقبوضات نظام شاہی واقع تلنگان کی طرفداری بھی انہین کو ملی اور انہون نے قندہار کو اپنا مستقر قرار دیا ۱۰۳۷ھ مین جہانگیر کے بعد شاہجہان[1] نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا چونکہ اکبر کے وقت سے ہی مغلون کی دکن پر چڑہائی شروع ہو گئی تھی اور شہزادگی کے زمانہ مین شاہجہان نے دکن کی فوج کی افسری کی تھی جو قلعہ جات اسکے باپ دادا کے زمانہ مین فتح ہوئے تھے نظام شاہی افسرون نے وہان کا عمل اٹھا دیا تھا شاہ جہان نے جلوس کے دوسرے سال ہی ملک دکن کے فتح کے جانب توجہ کی بڑے بڑے نامی افسرون کو جرار فوج کے ساتھ دکن بھیجا اور نظام شاہی مقبوضات پر حملے ہونے لگے چونکہ نظام شاہی سلطنت مین زوال آچکا تھا مغلون کی فاتح فوج آگے بڑہتی گئی شہنشاہ دہلی کے دربار سے راجہ راو رتن مہم قلعہ قندہار کیلئے منتخب کیا گیا۔

[1] شاہ جہان۔ جہانگیر کا بیٹا ہے اسکا نام شہاب الدین محمد خورم اور لقب صاحب قران ثانی تھا سنہ ۱۰۰۰ھ مین پیدا ہوا اور ۱۰۳۷ھ مین جلوس کیا عمر اسکی ۷۶ برس ۳ مہینے ۲۶ روز کی تھی ۳۰ سال ۸ مہینے ۲۲ روز بادشاہی کی ۸ سال ۴ مہینے ۲۵ روز قلعہ اکبرآباد مین اپنے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر کے زیر نگرانی محبوس رہا تاریخ ۲۵ رجب ۱۰۷۶ھ انتقال کیا فردوس آشیان لقب مشہور ہوا۔

اور یہہ راجہ اپنی فوج لئے ہوئے قندہار کے طرف چلا اس عرصہ مین جنرل نصیر خان المخاطب
خاندوران نصرت جنگ بہادر نے جو تسخیر ملک نظام شاہیہ کے لیئے راجہ گج سنگہ کے ہمراہ تہا
شہنشاہ کی خدمت مین درخواست کی کہ مہم تسخیر قلعہ قندہار میرے تفویض ہو۔ پیشگاہ سلطنت
سے بمنظوری درخواست خان مذکور کو منصب چارہزاری اور تین ہزار سوار سرفراز
ہوئے اور جنرل نصیر خان اپنی فوج لئے ہوئے قندہار پہونچا۔ سرفراز خان دکہنی حاکم قندہار کو
دلیری اور مردانگی سے مخالف فوج کو روکتا رہا مگر مغلائی فوج نہ رک سکی اور سرفراز خان آخر
شکست کہا کر قلعہ کے جانب لوٹنا پڑا پراگندہ فوجکو جمع کرکے پھر ایک آخری کوشش کی اور
ناکامی کے ساتھہ قلعہ مین محصور ہوا جنرل نصیر خان نے قندہار کی آبادی پر قبضہ کرلیا اور
قلعہ کے متعلق مورچہ بندی کردی اور جنوبی آبادی تک فوج کو پہیلا دیا اس عرصہ مین عادلشاہی
اور نظام شاہی فوج بیجاپور اور متفرق قلعون سے لبسر کردگی مقرب خان وبہلول خان ورندولہ خان
امداد کیلئے قندہار پہونچ گئی سرفراز خان نے پہر قلعہ سے نکلکر تازہ فوج کے ساتہہ مغلائی
فوج پر حملہ کیا مغلون نے اس حملہ کو بہت پہرتی اور جان نثاری سے روکا مگر پسپا ہوگئے
یکایک اعظم خان صوبہ دار صوبہ دکن نصیر خان کی امداد کیلئے لشکر جرار کے ساتہہ۔
پہونچ گیا مغلون نے دکہنیون سے سینہ بسینہ ہوکر دلکا کینہ نکال لیا خونریزی کی انتہا
نہ تہی مغل جانب آسنے اور دکہنی فوجکو قلعہ تک روندڈالا تالاب سے قلعہ تک وسیع میدان مین
لاشون کے ڈہیر لگ گئے بیجاپوری اور نظام شاہی فوج سے جو کچھہ بچ گئے وہ میدان سے
نکل گئے سرفراز خان تہوڑی فوج سے قلعہ مین محصور ہوگیا قلعہ اور آبادی کے درمیان
ایک بڑا گڑہا کہد۔ وا کر مقتولین سے بھر دیا گیا جو گنج شہدا کے نام سے مشہور ہے
جنرل نصیر خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور رسد بند کروادی چار مہینے انیس دن تک یہہ
محاصرہ رہا اکثر دفعہ مغل تمام تمام دن محنت کرکے خندق کو مٹی سے بہر دیا کرتے محصورین
راتون رات پھر خندق صاف کردیا کرتے مغلون نے قلعہ کے جنوبی جانب سرنگ
لگاکر ایک برج کو اڑا دیا جس سے محصورین نے مخوف ہوکر جان کی امان پر قلعہ خالی کردیا

لہ از تاریخ انگریزی دکن ب ماثرالامرا در ضمن ذکر نصیر خان ۱۲

صادق خان داماد یاقوت خداوند خان نے قلعہ کی کنجی جنرل نصیر خان کے حوالہ کردی
مشہور توپ ملک ضبط و بجلی و عنبری کے علاوہ ایکسو سولہ ۱۱۶ توپین بڑی چھوٹی اسوقت قلعہ مین
موجود تہین جملہ اسباب قلعہ پر مغلون کا قبضہ ہوگیا سرفراز خان نے اپنی راہ لی یہ واقعہ
۱۰۶۴ھ کا ہے جنرل نصیر خان خاندوران نصرت جنگ کو فتح قلعہ قندہار کے صلہ مین
دربار شہنشاہ دہلی سے منصب سابق کے علاوہ اضافہ منصب ہزاری اور ایک ہزار سوار کی
افسری سے ترقی دیگئی اور ماہی مراتب سرفراز ہوا اور فتح کے دوسرے ہی سال مالوہ
کی صوبیداری ملی۔

مبارک خان نیازی ابن مظفر خان

مبارک خان نیازی ابن مظفر خان محاصرہ قلعہ قندہار کے وقت جنرل
نصیر خان کی فوج مین افسر تہا اس نمایان کارگزاری اور جانفشانی
کے صلہ مین بعد فتح قلعہ قندہار منصب مین پانصدی اضافہ اور تین سو سوار کی افسری ملی یہ قلعہ
اوسہ اور قلعہ اودگیر کے محاصرہ کیوقت مغلون کی فوج مین شریک تہا قصبہ اشٹی صوبہ برار کو
اسکے دادا احمد خان نیازی نے آباد کیا تہا مبارک خان زمانہ دراز تک دولت آباد
اور وہین مقیم رہا۔

شیرو روہیلہ

اصل نام شہباز خان اور عرف شیرو روہیلہ ہے محاصرہ قندہار کے وقت
جنرل نصیر خان کے شریک رہا ہے سہ ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی افسری سے
ممتاز ہوا قلعہ قندہار کے فتح کے بعد اسی سال ۱۰۶۴ھ مین انتقال ہوا۔

رکن السلطنت

خواجہ ابو الحسن تربتی ملقب بہ رکن السلطنت جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی
کے عہد مین دکن کے دیوان بھی رہ چکے ہین۔ جب جنرل نصیر خان نے قلعہ قندہار کا
محاصرہ کرلیا اور محاصرہ کو زیادہ دن گذر گئے اور نظام شاہی عہدہ دار سرفراز خان
قلعہ دار قندہار کی مدد کیلئے پہونچ گئے اسوقت شاہجہان شہنشاہ دہلی نے خواجہ ابو الحسن
جو پرانے تجربہ کار افسر تھے نصیر خان کے امداد کیلئے فوج کثیر کے ساتھ قندہار روانہ
کیا خواجہ صاحب دکن مین آگئے انکی فوج قصبہ پاتور شیخ بابو پایان گہاٹ برار تک
پہونچی تھی کہ ادہر جنرل نصیر خان کا قلعہ قندہار پر قبضہ ہوگیا اس خبر کے ملتے ہی خواجہ

مع فوج واپس ہوسے رودتنگ آب کے پاس لشکر اترا ہوا تہا ایکایک ندی طغیانی پر آگئی اور لشکر کے بہت بڑے حصہ کو نقصان پہونچا خواجہ صاحب دہلی کے جانب چلے گئی

سرفراز خان دکہنی کا حال

سرفراز خان دکہنی مغلون کے قبضہ کے قبل قندہار کی قدیم نظام شاہی قلعدار تہے اس لئے انکا حال جو کچہ معلوم ہوسکا بیان کیا جاتا ہے۔ ان کا نسب اہل قریش سے ہے کئی پشت آگے ان کے بزرگ مدینہ منورہ سے دکن آئے تھے انکو دربار نظام شاہیہ سے خانی و بہادری کا خطاب ملا تہا ملک عنبر کے آخری عہد سے حاکم قندہار رہے اسکے بعد سرلشکر ملک تلنگانہ بھی ہوسے جب قلعہ قندہار قبضہ سے جاتا رہا تو مقرب خان کے ساتہہ شہنشاہ دہلی کے دربار مین پہونچے اور ملازمت شہنشاہی اختیار کی ۹ سنہ جلوس عالمگیری مین پرگنہ لوہ گانوان علاقہ ضلع ناندیڑ جاگیر ملی اسی پرگنہ مین موضع بلولی کو اپنا وطن قرار دیکر ایک عالیشان مسجد[1] بنوائی سرفراز خان قلعہ منگل بیڑ کے محاصرہ کے وقت شہید ہوئے ان کے پانچ فرزند تہے سب سے بڑے حسین خان جنکو باپ کی جاگیر کے ساتہہ سرفراز خان خطاب (؟) ملا تہا ملکہیڑ کے معرکہ مین مارے گئے

قلعداروں کا ذکر

جنرل نصیر خان کے فتح کے بعد سلاطین مغلیہ کی عہد فرمانروائی مین قلعہ قندہار پر جو قلعدار گزرے مین قدیم کاغذات اور بیاضون سے ان کے نام منتخب کئے گئے جن قلعدارونکی کیفیت کتب تاریخ اور کتاب ماثر الامرا سے بصراحت معلوم ہوئی انکا حال لکہدیا گیا ہے اور جن قلعدارونکا حال معلوم نہو سکا ان کے صرف نام بتلادی گئی ہین

قلعداران شاہ جہانی کے نام

عمل شاہجہانی کے جو قلعدار گذرے ہین ان کے یہہ نام ہین۔ شاہ بیگ خان۔ عبداللہ بیگ۔ قزلباش خان۔ قاقشال خان بہرام خان۔ خواجہ بیگ۔ خواجہ احمداللہ۔ رستم بیگ۔ عزت خان۔

[1] اس مسجد کو مولف نے دیکہا ہے مینار نگین صناع سنگ سیاہ پتہر کی زنجیرین نہایت صفائی اور کمال سے لٹکائی ہین بجلی کے صدمہ سے مسجد کا ایک مینار ٹوٹ گیا ہے۔

مرزا امان بیگ الملقب بخطاب الف خان بہادر قلعدار قندہار کے خاندان کی کیفیت

اصل انکی چغتائی برلاس کی قوم سے ہے علی شمیر خان جو سلاطین تیموریہ کے قدیم ملازم اور جنکو معتمدی کارپردازی کی خدمت عمل صاحبقرانی[۱] مین حاصل تھی انکے اجداد سے ہین۔

مرزا امان بیگ کے والد کا نام مرزا جان بیگ ہے جو فوج شاہنشاہی مین بماتحتی
مرزا عبدالرحیم خانخانان بہادر کارگزار تھے اور انہون نے نمایان کارگزاری سے
بہت عزت حاصل کی تھی جب انکا انتقال ہوا مرزا امان بیگ نے فوج شاہنشاہی مین
شریک ہونیکی عزت پائی اور تھوڑے ہی دنون مین وہ یہ عروج پیدا کیا کہ دربار شاہنشاہی سے
منصب ایک ہزار و پانصدی اور ایکہزار و پانسو سوار سے سرفراز ہوے اور نگہبانی
قلعہ قندہار دکن پر متعین ہوکر شاہجہان آباد سے فائز قندہار ہوے اور ایکمدت تک
یہانکی حکومت کرتے رہے سنہ [illegible] جلوس مین انکو الف خان بہادر خطاب عطا ہوا اور
اسی سال کے اواخر سنہ ۱۰۶۲ھ مین دنیائے فانی سے کنارہ کش ہوکر عالم جاودانی
مین قیام پذیر ہوے انکے جوان اور شایستہ فرزندون مین سے مرزا قلندر بیگ
ششصدی منصب سے دربار شاہجہانی مین سرفراز تھے [illegible] اور
فوج عالمگیری سے متصل ہوگئے اکبرآباد [illegible] مقابلہ ہوا تو قلندر بیگ نے [illegible] بہادرانہ حملہ
عالمگیر کے نظر و مین اس بہادر کی وقعت بڑھادی اور [illegible] خطاب [illegible] خان بہادر
سرفراز اور قلعداری کلیانی پر مامور ہوکر دکن [illegible] کلیانی کی قلعداری کی
[illegible] تقرر احمدنگر کی حراست پر ہوا جلوس عالمگیری کے پندرہوین سال صوبیداری
بیدر سے [illegible] زمان کا انتقال ہوا تو قلندر بیگ خان بہادر بیدر کی صوبیداری پر مامور
کئے گئے۔ بیدر سے نلدرگ کی قلعداری پر تبدیل ہوے وہان چند سے کام کرکے
مستقل قلعدار گلبرگہ ہوے سجادہ نشین صاحب روضہ قدوۃ الواصلین سید محمد گیسو دراز
رحمۃ الله علیہ سے [illegible] کے متعلق کچھ [illegible] ہوئی یہان تک کے نوبت جنگ و
جدال کی پہونچی اور انہون نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے دو فرزند ایک [illegible] پرویز بیگ

---

[۱] ابو المنصور امیر تیمور گورگان ۱۲

جو ملکھیڑ کے قلعدار ہوے اور دوسرے مرزا نورالعیان جنکا جان باز خان خطاب تہا ابتدا مین مرتضی آباد مرچ کی قلعداری پر تھے پھر دہارور کے قلعدار ہوے۔ مرزا پرویز بیگ ملکھیڑ کے قلعداری سے فیروز گڈھ آہنگر کی قلعداری پر آئے اور بیگلر خان انکو خطاب ملا فیروزگڈہ کی قلعداری کو ابہی پورا سال نگذرا تہا کہ پیمانۂ زندگی لبریز ہوگیا بیگلر خان کے دو بیٹے تھے ایک بیگ محمد خان جو اودگی کے قلعدار ہوے اور دوسرے مرزا معالی بیگ گلبرگہ کے قلعدار مقرر ہوے اور وہان سے بکوشش تمام خدمت آبائی قلعداری قندہار پہ مقرر ہوکر رونق افزوز قندہار ہوے اور نیکنامی سے کے ساتہہ عمدہ طرز پہ حکومت کی وہین انتقال فرمایا۔ ان کے بعد مرزا بیگ محمد خان بیگ قلعداری اودگی سے قندہار آئے اور مرزا معالی بیگ کے فرزند برہان الدین قلعدار ملکھیڑ کی قلعداری پہ بہیجے گئے۔ ان کی اولاد موجود ہے اور قلعہ ملکھیڑ انکو قبضہ مین ہے مرزا امان بیگ۔ معالی بیگ وغیرہ قلعداروں کے قبور نہایت عمدہ سیاہ پتھر کی مانند لوٹ کے متصل ساس بہو کی باولی کے پاس ہین۔

ساس بہو کی باولی جہان یہہ قبرین ہین اس باولی کی وجہ تسمیہ یہہ مشہور ہے کہ ساس نے جو باولی بنوائی ہے اسکا پانی کسقدر تلخ ہے اور بہو کی تیار کی ہوئی باولی کا پانی میٹھا ہے باولی قدیم ہے یہہ باد باری کے نام سے مشہور تھی مرزا امان بیگ کے عہد مین اس باولی کی پختہ مرمت ہوئی اور انہون نے اس زمین کو خرید لی یہان ایک باغ عمدہ بنایا گیا تہا۔

قلعدار خان قلعدار مرزا علی عرب المخاطب قلعدار خان صاحبقران ثانی[۱] کے عہد مین پانصدی منصب اور دو سو پچاس سوار و نکی افسری سے ممتاز تھے اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے ابتدائی سنہ جلوس تین با فزایش منصب قلعدار خان[۲] خطاب ملا اور حراست و فوجداری

---

[۱] کتاب ماثرالامرا مین انکا ذکر موجود ہے [۲] شاہجہان بہادر [۳] فہرست قلعداران قندہار مین انکا نام بہی شریک ہے مولوی شریف الدین صاحب قاضی زادہ پالم نے اپنی قدیم بیاض سے قلعداران قندہار کے نامون کی فہرست دکھلائی جو ہماری کتاب کے مطابق ہے

اورنگ آباد پر مقرر ہوئے پھر قلعدار قندہار ہوے یہان سے فتح آباد دہارور کی قلعداری پر تبدیل ہوا سنہ ۱۰۹۳ھ مین بمقام دہارور انتقال فرمایا ان کے والد عرب خان مغفور کی قبر کے برابر انکی بھی قبر ہے -

مرزا داراب خان قلعدار قلعدار خان کے بیٹے مرزا داراب عرب خان پہلے شہزادہ محمد اعظم کی فوج کے بخشی تہے باپ کے انتقال کے بعد دہارور کے قلعدار ہوے پھر کالنہ کی قلعداری پر تبدل ہوا اس کے بعد قلعداری قندہار پر آپکا تقرر ہوا اور اپنے دادا کے موروثی خطاب عرب خان سے ممتاز ہوئے اسکے بعد نور محمد خان خطاب ملا- آپ کی قلعداری قندہار کے عہد مین موسوی خان مرزا معز دیوان دکن نے کسی چیز کی فرمایش مین آپ کے نام خط لکھا- سہل انکاری یا مراتب نشناسی سے خط کے عنوان پر ایسے القاب درج تہا جو اعزاز خاندانی کے لحاظ سے آپ کے شایان نتہا- خانصاحب نے غیرت اور غضب کے جوش مین بجواب خط دیوان دکن کو دہی القاب لکہ رہا جس سے عہدہ دیوانی کی کسر شان تھی موسوی خان نے وہ اصل خط عرب خان کے جنونی ہونے کے ثبوت مین بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا بادشاہ نے جنونی شخص کا عہدہ قلعداری پر بحال رہنا خلاف مصلحت جانکر خان صاحب کو خدمت سے ہٹا دیا خانصاحب نے دہلی پہونچکر موسوی خان پر سرراہ حملہ کرنے کا قصد کیا موسوی خان کو اسکی اطلاع ہوگئی وہ سنجیدہ اور حلیم شخص تہا خانصاحب کی مجنونانہ حرکات سے بھی واقف ہو چکا تہا چند معتبر اشخاص کے ذریعہ سے خانصاحب کو سمجہایا اور دربار شاہی سے اصلی خدمت بہی دلوادی خانصاحب سے اصل واقعہ کی خبر بھی بادشاہ تک پہونچادی بادشاہ نے مراحم خسروانہ سے دوبارہ سرفراز فرماکر قلعداری قندہار پر بحالی اجازت دیدی -

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا قندہار کو آنا- جب اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگ آباد مین قیام اختیار کیا کچھ دنون کے بعد محمد امین خان بہادر شہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھ قندہار پہونچے خانصاحب اپنے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے دوسرے عہدہ دار

بالا دست کی تعظیم باعث عار جانتے تھے سیدھے سادے آدمی تھے چاپلوسی و دنیا سازی سے انہیں سروکار ہی نہ تھا محمد امین خان بہادر کے ساتھ کچھ ایسی لاپروائی سے برتاؤ کیا گیا کہ بہادر مذکور کو خانصاحب سے مخالفت ہوگئی وہ اسوقت بڑی خدمت پر تھا معتمدی شہزادہ کے علاوہ فوجی و مالی عہدہ دار بھی تھا خانصاحب کے مقبوضات کی تنقیح شروع کردی خانصاحب کا کاروبار سب کارپردازوں کے بھروسہ پر تھا جو کچھ غبن ہوگیا اسکا علم بھی انہیں نہ تھا بہرحال سرکاری رقم کثیر کے محاسبہ مین خانصاحب پھنس گئے ملک و املاک اور گھربار سب ضبط ہوگیا ملازمت جاتی رہی - اس صدمہ سے خانصاحب کا جنون اور ترقی پذیر ہوا - جنون بھی عجیب قسم کا تھا چندے خواب و فراموشی مین گذار دیتے کچھ دنوں اچھے بھی رہتے اسی حالت مین چندے بسر کرکے دنیا سے کوچ کر گئے انکے فرزند مرزا رضا علی نہایت عمدہ منشی اور شاعر بھی تھے -

مرزا حمید الدین المخاطب بہ خان زاد خان قلعدار

انکے باپ مرزا ابوسعید نبیرۂ اعتماد الدولہ اور نورجہان بیگم کے بھتیجے تھے سال بست و دویم جلوس جہانگیری مین ٹھٹھہ کے حاکم رہے اس کے ایک سال بعد اجمیر شریف کے فوجدار ہوے جب مرض دار الثعلب مین مبتلا ہوے چار ہزار سالانہ وظیفہ پر خانہ نشین ہوگئے اور اوایل عہد عالمگیری مین انتقال کیا - مرزا حمید الدین باپ کے رحلت کے بعد شہزادہ اورنگ زیب کی رفاقت مین رہے جنگ راجہ جسونت کی فتح کے بعد بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین خان زاد خان خطاب ملا اور نام کے ساتھ خان کا لفظ بڑھایا گیا - انتقال کرم اللہ خان کے بعد فوجداری مُنگی پیٹن پر جو اورنگ آباد سے بیس میل کنارہ گنگا پر واقع ہے مامور ہوئے اور دو سال کے بعد قلعداری قندہار دکن کی خدمت پر سرفراز ہوے -

باغ رشک کشمیر

مرزا حمید الدین خان قلعدار نے حسب الحکم اورنگ زیب عالمگیر بہادر ایک خوشنما باغ قندہار مین بنوایا تھا اور اس باغ مین عمدہ قطعہ کا مکان تیار کیا تھا - اس باغ کی تعریف مین شاعرانہ مبالغہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی اُسکی خوبی اُس کتبہ سے جو سیاہ پتھر پر کندہ ہے ظاہر ہوتی ہے -

حمید الدین محمد خواجہ دبیر [1]
بحکم شاہ عالمگیر غازی
زہے باغی کہ از نقش آرد او
پئے تاریخ او از بہر دانش
بہر ذالی چو پنج اندر حساب شد
کہ باشد خاک راہش عین اکسیر
بنا فرمود باغ از ادج تصویر
بگرد سرم گرد دلپذیر تحریر
بپرسیدم بگفت از حسن تقریر
شود تاریخ سالش رشک کشمیر
۱۰۹۵ھ

زمانہ کی دستبرد نے اس باغ کو برباد کر دیا اور اس مکان کو جسپر کتبہ نصب تھا خاک میں ملا دیا یہہ بتلانا مشکل ہے کہ وہ باغ اور مکان کہان تھا چونکہ وہ کتبہ بہت خوش وضع سیاہ پتھر کا تھا قلعہ کے کسی حاکم وقت نے نشان کے ابراہیمی برج پر نصب کرا دیا ہے اور ابتک موجود ہے۔ مولف صاحب انوار القندہار کے ملاحظہ مین کتبہ کی تحریر پوری پیش نہین ہوئی یہہ بات مشہور ہے کہ قلعہ مین قندہار کی تاریخ کندہ ہے اس بنا پر مولف صاحب موصوف نے حضرت خواجہ قیام الدین صاحب قدس سرہٗ کے ذکر مین تحریر فرما دیا ہے کہ قندہار سال ۱۰۹۵ھ مین تعمیر کیا گیا (پنج افزاے برجسن کشمیر) کشمیر کو مادۂ تاریخ قرار دیکر عدد اولی کے لحاظ سے پانچ عدد کا تدخلہ کیا گیا۔ کتاب انوار القندہار ۱۳۱۲ھ مین لکہی گئی ہے اسوقت راجہ پنج سنگہہ کی تقدیر قندہار پر عملداری تہی اور راجہ کا تمام خاندان قلعہ مین رہتا تہا اس لئے ہر ایک شخص کا عام طور پر قلعہ مین جانا دشوار تہا سواے اسکے جس برج پر یہہ کتبہ ہے وہ برج راجہ کے محل سے ملا ہوا ہے ان وجوہات سے غالباً اس کتبہ کی صحت نہو سکی ہوگی۔

قندہار مین چند قلعداروں کے نام مشہور ہین اور انکی قبرین بہی موجود ہین مگر انکی تفصیلی کیفیت اور ایام حکومت کا صحیح سن معلوم نہو سکا

رستم خان قلعدار | انکا چھوٹا سا مقبرہ قلعہ کے پاس ہے شاید نظام شاہی یا عادلشاہی

---

[1] حمید الدین۔ دبیر۔ دونون لفظ لکہے ہوے ہین مگر غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہین۔

[2] مولف صاحب نغمہ سیرت نے بنا قلعہ قندہار کی تاریخ ۱۰۵۱ھ بتلائی ہے دلیل یہہ ہے کہ قلعہ کے اعداد سے حروف ندا کا تخرجہ کرکے ماحصل تاریخ ہوتی ہے

[illegible]

عہد کے قلعدار و نیکین سے ہوں نظام شاہی قلعدار و غلین ابراہیم خان روحامی ایک قلعدار
گذرے ہیں جنہوں نے ۹۹۵ھ میں نشان کا برج قلعہ کے اندرونی دروازہ کے بازو
میں بنایا ہے جس پر کتبہ موجود ہے کیا عجب ہے جو کثرت استعمال عوام سے روحانی خان
کا نام رومی خان مشہور ہو گیا ہو واللہ اعلم بالصواب -

خان روحی بہان قلعدار

کتاب انوار القندہار میں آپ کو قلعدار و جاگیردار بھی بتلایا ہے
آپ کا مزار آپ کی بنا کے ہوئی مسجد میں ہے - یہ مسجد تالاب کے کنارے نہایت
عمدہ اور پر فضا موقع پر ہے اور یہ منظر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے اور اس مسجد کا نام
شاہ قرار کی مسجد مشہور ہے اس مسجد میں شاہ قرار نامی درویش مدتوں تک رہا کئے
فقیر مشہور و معروف تھا اسلئے مسجد[1] اسیکے نام کے ساتھ مشہور ہو گئی -

بہاء الدینخان قلعدار

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے کتاب انوار القندہار میں
بزرگان دین کے سلسلہ ذکر میں آپکا نام پیر بہاء الدین خان قلعدار تحریر فرمایا ہے
آپکا مزار مبارک نانڈیڑ کی دروازہ کی اندرونی جانب کوٹ بازار[2] سے ملا ہوا ہے - کتب
تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ بہاء الدین خان برادرزادہ خلیل اللہ خان صوبہ دار
پنجاب سنہ ۱۰۲۱ھ کے بعد ہمراہ محمد شجاع مہم پرینڈہ[3] میں شریک تھے اور قندہار آ کے
غالباً یہی بہاء الدینخان ہونگے - واللہ اعلم بالصواب

شیخ عنایت اللہ صدر فوج فیروزی کا قیام اور نانڈیڑ پورہ کی آبادی

جب اورنگ زیب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے دکن پر پورا قبضہ
کر لیا اس کے سپہ سالار نواب عمدۃ الملک غازی الدینخان بہادر
فیروز جنگ نے فوجی چھاونیوں کا دکن کے مشہور مقامات پر تعین کیا - ہمارے قندہار میں

---

[1] یہ مسجد بہت دنوں سے ویران اور بے چراغ تھی مولانا حافظ محمد قطب الدین صاحب خطیب قندہار اور ان کے چھوٹے
بھائی مولانا محمد عبدالرحیم صاحب مفتی نے اُسکو آباد کیا اور اسکی ترمیم کروائی صحن میں بڑا چبوترا بنوایا ماہ رمضان میں بہت
پرتکلف روشنی کی جاتی ہے اور اب اسکو مدینہ مسجد کہتے ہیں - ۱۲

[2] قلعہ کے روبرو جو آبادی ہے اسکو کوٹ بازار کہتے ہیں - ۱۲

[3] پرینڈہ ضلع عثمان آباد میں ہے ۱۲

شیخ عنایت اللہ صدر فوج فیروزی نے نواب موصوف کے ایما ر یادگار مین غازی پورہ آباد کیا
یہہ آبادی شہر کے غرب رویہ دروازہ کے باہر تھی اب یہان سواے آثار پایہ دیوار کے کچھہ
بھی نہین ہے صرف محلہ کا نام باقی رہ گیا ہے ۔

یمنا کی مسجد یمنا نامی ایک متمول عورت اور سیدی عبداللہ کی منکوحہ تھی اسنے غازی پورہ
مین ایک مسجد بنوائی جو اتبک موجود ہے لکھتے ہین کہ پہلے یہہ نامور رقاصہ تھی ۔

گودڑ کا مٹھہ غازی پورہ مین سلیمان ٹیکڑی کی جانب گودڑ کا مٹھہ مشہور مقام ہے گودڑ کا
اصل نام عزیب پوری مہنت تھا اسنے مکان تیار کرکے یہان سکونت اختیار کی تھی ۔ گودڑ کے
مرنیکے بعد اسکا چیلہ پر آرت پوری جانشین ہوا اسکے بعد اسکا چیلہ ردو پوری اور اسکے بعد اسکا چیلہ ہتیمبر پوری
مہنت ہوا انہی بہت شہرت حاصل کی رجب ۱۲۲۴ھ مین اس مہنت کو تم چاور زمین انعام دیگر وپیہ سرپیہ پر گنہ قندہار کی سندملی

گولی پورہ یہہ آبادی غازی پورہ سے آگے تالاب کے کنارے کنارے بسی ہوئی تھی اور گولیون کے مکان بادہ
اسلئے گولی پورہ مشہور ہوگیا اب یہان زراعت ہوتی ہے مکانات کے نشان زمانہ کے ہاتون مٹ گئے ۔

کریم اللہ شاہ کی مسجد اس مسجد کو کالی مسجد بھی کہتے ہین گولی پورہ کے آگے تالاب کے کنارے بلند مقام پر بوسیدہ
حالت میں ہے یہہ مسجد بنا کی ہوئی خواجہ شاہ حسین صاحب خلیفہ خواجہ سید شاہ پیر بابا حسینی صاحب سجادہ
درگاہ حضرت خواجہ امین الدین شہیر خدا اقدس سرہ بیجا پوری کی ہے خواجہ شاہ حسین بیجاپور سے سیاحت

سلہ سیدی عبداللہ ملک عنبر کی بیٹی شہر بانو کے داماد تھے ۔

سلہ ہتیمبر پوری کا چیلہ بیکنٹھ پوری ہوا اور بیکنٹھ پوری کے بعد ابتک (۱۲) مہنت گذر چکے ہین یہہ
مٹھہ آباد ہے اسوقت چندن پوری مہنت ہے ۱۲

سلہ خواجہ شاہ حسین کے بیٹے خواجہ شاہ نور اللہ اپنے باپ کے جانشین اور صاحب خلافت ہوے انکے
خلیفہ اور بیٹے شاہ فیض اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ رحیم اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ عین اللہ اور انکے
بیٹے اور خلیفہ خواجہ کریم اللہ عرف بیہ اللہ شاہ تھے جنکے نام پر مسجد مشہور ہے انکی اولاد نہتی اسلئے اپنی برادر زادہ
امام شاہ ولد احمد شاہ ابن عین اللہ شاہ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا امام شاہ کی خلافت آگے نچل سکی ۔ اس
خاندان کے لوگ قندہار مین موجود ہین اور سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت مخدوم کے
مریدین مین شامل ہین ۔ ۱۲

کرتے ہوئے یہان آئے اور اسمقام پر مسجد و تکیہ تیار کرکے قیام فرمایا تہا انکی اولاد مین کریم اللہ شاہ مشہور شخص گذرے ہین اسلئے یہ مسجد انکے نام پر مشہور ہے

معالی خان برادر خدا بندہ خان
بعض قدیم کاغذات سے پایا جاتا ہے کہ معالی خان برادر خدا بندہ خان نے چندے قلعداری قندہار کی خدمت ادا کی ہے اور خدا بندہ خان بھی قندہار کے حاکم رہ چکے ہین خدا بندہ خان - شائستہ خان امیرالامرا فوجدار بہرونچ کے بیٹے تہے دربار شہنشاہ دہلی سے انہین بخشی گری فوج احدیان کی خدمت ملی تھی دہان سے دکن مین آئے اور بیدر و قندہار پر حکومت کی ہے بیدر سے بیجا پور تبدیل ہوگیا خدا بندہ خان کے بیٹے کو بھی - خدا بندہ خان خطاب ملا تہا اور انہون نے دکن کی دیوانی کی ہے -

صوبہ محمد آباد بیدر کی ماتحتی اور اورنگ زیب عالمگیر بہادر کا دورہ

ہمارا قندہار اپنی خوشنما حالت مین دوسرے آبادیون پر امتیاز کا فخر حاصل کر رہا تہا اور ایک مستقل حاکم با اقتدار کا مستقر ہونے سے اسکی رونق مین روز افزون ترقی تھی کہ - اورنگ زیب عالمگیر بہادر کی رونق افروزی نے اسکو صوبیدار بیدر کے ماتحت بنا دیا اور اسکے ترقی کے زینہ کو توڑ دیا اورنگ زیب[1] عالمگیر بہادر نے جب احمد آباد بیدر پر قبضہ کر لیا اسکا نام احمد آباد سے محمد آباد بیدر بدل دیا قلعہ ہاے مفتوحہ شاہجہانی و عالمگیری سب اس کے ماتحت کر دئے گئے اور صوبیدار کا مستقر بیدر ٹہرایا گیا - اگرچہ قندہار صوبہ بیدر کے تحت تہا لیکن بغرض حفاظت قلعہ و نگرانی فوج قلعدار کا تقرر بدستور رہا ہمارے تحقیقات مین جو قلعدارون کے نام ملے ہین وہ بیان کر دئے جاتے ہین - شاہ محمد خان - غلام قادر خان سید حسین - مرزا اسد اللہ بیگ - محی الدین احمد - سید عبد الغفور خان - حسینی بیگ خان

اورنگ خان قلعدار کی قلعداری اور اورنگ پورہ کی آبادی
اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے عہد مین اورنگ خان مشہور قلعدار گذرے ہین تاریخ مختار الاخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ اورنگ خان

[1] اورنگ زیب عالمگیر شاہ جہان کا تیسرا بیٹا اور محی الدین محمد اس کا نام تہا ۱۰۲۸ھ مین پیدا ہوا اور ۱۰۶۸ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا ۱۲

بیدر کی صوبیداری بھی کی ہے اسلئے ہمنے بھی صوبیداران بیدر کے سلسلہ حکومت میں انکا ذکر کردیا ہے کہتے ہین کہ تالاب کی شمالی جانب کی آبادی کا نام جو حسینا پورہ مشہور تھا انہین کے عملداری مین اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے نام پر اورنگ پورہ مشہور ہوا

اورنگ پورہ کی مسجد نہایت خوش وضع تالاب کے کنارہ پر ہے لکھتے ہین کہ اورنگ خان قلعدار نے یہ مسجد بنوائی ہے اسپر کوئی کتبہ نہین ہے اس لئے معلوم نہین ہو سکتا کہ کس سن مین تیار ہوئی اور کسنے بنوائی۔

سید شمس الدین قلعدار قدیم کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۲۹ جلوس عالمگیری مین آپ قلعدار تھے کتب تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ شمس الدین نے پرینڈہ اور راودگیر کی قلعداری بھی کی ہے انوار القندہار مین مندرج ہے کہ پیر شمس الدین نامی بزرگ جامع مسجد قندہار مین مدفون ہین آپ کے مزار کا پتھر بہت ہی بڑا اور نہایت عمدہ ہے۔

یہ قبر مسجد کے صحن مین سیڑھیون سے کچھ تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے مسجد[1] قدیم اور بہت وسیع ہے اسکی وسعت کے لحاظ سے مسجد کا صحن بہت بڑا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ پیر شمس الدین کی رحلت کیوقت مسجد کی پہلی شان باقی نہ تھی۔ یا یہی شمس الدین حاکم قندہار تھے اس سلئے بوجہ حکومت آپکا دفن صحن مسجد سے تھوڑے فاصلہ پر ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب

بہادر خان قلعدار انکی عملداری اور بہادر پورہ کی آبادی قلعہ کے شمالی جانب بہادر شاہ شہنشاہ دہلی کے نام نامی کے لحاظ سے بہادر خان قلعدار نے بہادر پورہ آباد کیا ہے اسکی آبادی کا نقشہ بہت عمدہ طرز پر ہے۔ بیچ مین چاوڑی ہے اور چار جانب وسیع راستے بنے ہوے ہین

سر انداز خان قلعدار یہ مشہور قلعدار گذرے ہین انکا مزار قلعہ کے متصل کوٹ بازار مین ہے انوار القندہار مین صرف آپکے مزار کا پتہ بتلایا گیا ہے اور کچھ کیفیت معلوم نہو سکی۔

برق انداز خان قلعدار انکا مزار قلعہ کی خندق مین حضرت خواجہ قیام الدین صاحب قدس سرہ کے مقبرہ کے دروازہ کے روبرو ہے ان قلعدار نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر دکن تشریف لائے

---

[1] یہ مسجد ویران تھی اور اسکا کسیقدر حصہ افتادہ ہو گیا تھا قاضی زادہ مولانا حاجی محمد بہاء الدین صاحب محتسب قندہار نے افتادہ حصہ کو از سر نو بنوایا اور مسجد کی ترمیم کروائی ہے اور اسکی آبادی کا انتظام فرمایا ہے حاجی محمد بہاء الدین صاحب مولف کے عم زاد بھائی ہین ۱۲

لانیکے کچھہ عرصہ کے قبل انتقال کیا۔

محمد ناصر خان قلعدار — خدمت قلعداری قندہار پر مامور ہوے ۱۱۳۶ھ میں پرگنہ قندہار جب راجہ گوپال سنگہہ کو جاگیر دیا گیا تو محمد ناصر خان قلعدار قندہار رہتے جو برقندانداز افغان کے بیٹے تھے

صوبہ بیدر کی کیفیت اور صوبہ دارونکی حکومت

قندہار کا تقدر حاکم بیدر کا صوبہ دار تصور کیا جاتا تہا اس لئے ہم اون صوبہ دارون کا سلسلہ بتلاتے ہین جنکی زیر حکومت ہمارا قندہار رہا ہے۔ صوبہ بیدر (۶) چہہ سرکار اور (۴۷) چہتیس محال پر منقسم ہوا جسکے تحت مین چار ہزار دو سو چالیس (۴۲۴۰) گانون تھے اسکا محاصل (۹۲) اٹھہتر لاکھہ بیالیس ہزار (۴۲) ایکسو دو (۱۰۲) روپیہ پانچ آنہ تین پائی تھا۔ چہہ سرکارونکی تفصیل یہہ ہے سرکار محمد آباد بیدر۔ سرکار فیروز گڈہ آہنگر۔ سرکار مظفر نگر تلکہیڑ۔ سرکار اکلکوٹ سرکار ریکہہ (؟) ان۔ سرکار ناندیڑ۔ (ہمارا قندہار سرکار ناندیڑ کے ماتحت تہا)

صوبہ داران بیدر کی سلسلہ وار حکومت — اورنگ زیب عالمگیر بہادر نے بیدر کی صوبہ داری پر افتخار خان کو مامور فرمایا خان موصوف دو سال کئی مہینے تک کارگزار رہے ۱۰۶۸ھ مین انکی تغیر کے بعد خان زمان خان ولد خان اعظم جہانگیری اس خدمت پر آئے ساڑہے پانچ سال انہون نے حکومت کی ان کے جانیکے بعد ۱۰۷۶ھ مین مختار خان صوبہ داری پر مامور ہوے ۱۰۹۸ھ مین اورنگ زیب عالمگیر بہادر قطب الملک تانا شاہ بادشاہ گولکنڈہ کو مقید کر کے بیدر مین لایا ماہ ربیع الثانی ۱۰۹۹ھ کو خان مذکور تانا شاہ کے ساتھہ دولت آباد گیا رستم دل خان یہان کے صوبہ دار ہوے جب انکا حیدر آباد کی صوبہ داری پر تقرر ہوا تو قلندر بیگ[1] کو بیدر کی صوبہ داری ۱۱۰۲ھ مین ملی جسکا خطاب جان سپار خان تہا ان کے تغیر کے بعد اورنگ خان صوبہ دار ہوے اورنگ خانکی انتقال کے بعد تہاور خان صوبہ دار

[1] قلندر بیگ صوبہ دار فرزند امان بیگ قلعدار قندہار کے بیٹے تھے ماثر الامراء مین لکہا ہے کہ مختار خان صوبہ دار کے تغیر کے بعد قلندر بیگ بیدر کے صوبہ دار ہوے اور تاریخ خفی (؟) الاخبار مین لکہا ہے کہ رستم دل خان کے بعد قلندر بیگ صوبہ دار بیدر ہوے تھے اورنگ خان پہلے قندہار کے قلعدار تھے ۱۲

جب قباد خان کا صوبیداری اوڑیسہ پر تقرر ہوا ۱۰۸۱ھ مین حسام اللہ خان مامور ہوئے انکی معزولی کے بعد خان زمان خان سے جائزہ لیا جب خان زمان خانکا تبادلہ اورنگ آباد کو ہو گیا تو جلال الدین خان نے چند روزہ حکومت کرکے انتقال کیا ۱۱۰۶ھ مین سزاوار خان بن حسام اللہ خان برادر نورچشم بیگم مامور رہے -

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات

۲۸ ماہ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ جمعہ کی آخر شب کو اورنگ زیب عالمگیر نے (۹۱) سال (۱۴) روز کی عمر کا مرحلہ طے کرکے اور پچاس سال (۲۸) دن شہنشاہ ہند رہکر سفر آخرت اختیار کیا عالمگیر کے مرنے کے بعد تخت نشینی کے لیے اسکے دو بیٹون معظم شاہ اور اعظم شاہ مین سخت لڑائی ہوئی اعظم شاہ نے شکست کہائی اور معظم شاہ نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اپنا لقب بہادر شاہ اول رکہا -

محمد بہادر شاہ غازی کا نانڈیڑ کو آنا -

شہزادہ محمد کام بخش جو محمد بہادر شاہ کا چہوٹا بہائی اور بیجاپور کا صوبہ دار تہا حیدرآباد پر چڑہ آیا اور رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد قتل کیا گیا اور تمام حیدرآباد مین شورش برپا ہو گئی اسکے انسداد کیلئے محمد بہادر شاہ بہ تہیہ سفر حیدرآباد آخر ماہ شوال ۱۱۱۹ھ مین بمقام نانڈیڑ داخل ہوا -

گرو گوبند سنگہ کا قتل

گرو گوبند سنگہ جو گرو تیغ بہادر کا فرزند اور انندپور علاقہ شہر پٹنہ کا باشندہ تہا سکہون کا مرشد اور گرو نانک کا گیارہوان جانشین تہا شاہی لشکر کے ساتہ نانڈیڑ آیا پینڈے خان افغان کو گرو گوبند سنگہ نے قتل کیا تہا اسکے بیٹے نے باپ کا بدلہ لینے کی غرض سے گرو گوبند سنگہ پر حملہ کیا [illegible] کے وقت عبادت [illegible] قتل کر ڈالا گرو گوبند سنگہ کا [illegible] نانڈیڑ مین موجود ہے اور یہہ [illegible] عمارت ہے جو راجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب نے بنوائی ہے [illegible] صاحب تاریخ مرات العالم لکہتا ہے

[illegible] لکہا ہے کہ گرو گوبند سنگہ [illegible] شاہی کے [illegible] آیا [illegible] قدیم کاغذات کے دیکہنے سے یہ معلوم ہوا کہ گرو گوبند سنگہ ایک عرصہ تک ضلع اندیڑ کے متفرق مقامات اردہاپور وغیرہ مین رہا اور [illegible] کے متعلق [illegible] غلط کیا کرتا تہا اسلیئے داد خان نے اسکو قتل کر دیا -

[illegible] کو گرو دوارہ کے دیکہنے کا اتفاق ہوا ہے یہان عمدہ عمدہ ہتیار ہین خصوصاً دو تلوارین ایک راجہ رنجیت سنگہ کی اور ایک نواب مظفر خان کی ۱۲

افغان بچہ جو احد خان سے مراد ہے بعد قتل گرو گوبند سنگہ کے موقع پاکر چلدیا اور اسکا پتا چلا

محمد بہادر شاہ کی دکن سے واپسی	حیدرآباد مین بہادر شاہ اور کام بخش کا مقابلہ ہوا کام بخش مارا گیا بہادر شاہ دہلی کو واپس ہوا سنزادار خان برادر زادہ نور چشم بیگم جو صوبیدار

بیدر رہتے تہے تلعہ ادگیر انکو جاگیر مین دیا گیا اور یہہ صوبیداری سے علیحدہ ہوگئے ۔

راجہ انوپ سنگہہ بونڈیلہ صوبیداری بیدر پر مقرر ہوا راجہ عیاش مزاج حسن پسند تہا ڈوڈل ہزاری کی خوبصورت لڑکی پر فریفتہ ہوگیا اور شادی کا پیغام دیا ڈوڈل ہزاری قوم کا راجپوت تہا اور اسکو راجہ کی قومیت مین کلام تہا اسنے قبول نکیا راجہ نے ہزاری کو قتل کروا ڈالا اس سبب سے جمیعت سپیندی واحتاء نے راجہ سے انتقام لینا چاہا راجہ مجبوراً قلعہ مین محصور ہوگیا مگر چندر سین بونڈیلہ ہاکی کے راجہ نے بلحاظ قومیت کسیقدر جمیعت سے راجہ کی امداد کی جو راجہ انوپ سنگہ جان بچا کر بھاگا ۔ یہہ وہ زمانہ تہا کہ سلطنت دہلی مین پیچیدگیان واقع ہوگئین تہین اسلئے صوبیداری بیدر کا کچہہ انتظام نہ تہا تین سال تک کوئی صوبیدار نہ آیا اضلاع صوبہ بیدر مین خودحاکمی کے وجہ سے بے امنی پہیل گئی برق انداز خان قلعہ قندہار کو سنبہالے رہا ۔

جگٹیا ڈاکو کا حملہ قندہار کی تاراجی

اس مین شک نہین کہ اورنگ زیب عالمگیر غازی ایک متشرع بادشاہ تہا اسکو اہل اسلام کی ترقی کا زیادہ ترخیال رہتا تہا اسکی سعی وکوشش انہین معاملات مین لگی رہتی تھی کہ اسلام کو عروج ہو یہہ بادشاہ خود ایک عالم تہا اور عموماً اہل فن کی تمیز مین اعلی درجہ کی مہارت رکہتا تہا اسکے زمانہ مین کم علم مولوی فروغ نہ پاسکتے تھے اسلئے اسکے عہد مین علماء فضلا کی بڑی قدر رہی ہر ایک جا عالم وفاضل متشرع قاضی مقرر تھے اور انکو اقتدارات شرعی حاصل تھے اس بادشاہ نے اپنے دورہ مین خدمت دیسمکہی دیشپانڈی اکثر مسلمانون کو دی ہے اہل ہنود مین پٹیل ودیسمکہون کے جہگڑے جو باہمی نفاق ونا اتفاقیون کی وجہہ سے واقع ہوتے تہے اور دونون فریق مین سے کوئی ایک شخص دین اسلام قبول کرنے پر کل معاش کا مختار ہوسکتا

چنانچہ تعلقہ قندہار مین موضع دہامن گانون ونا گل گانون وراسے داڑہی کے پٹیل اسی وہلہ مین مسلمان ہوے ہین - دکن مین اکثر جاے یہ عمل چلگیا خصوص ہمارے قندہار مین بہی سیدون کی پٹیلی کا چندے تسلط ہوا تہا اور سیورام دیسکہہ پرگنہ قندہار بہی معزول ہوچکا تہا محکمہ قضاۃ کو پورے پورے اقتدارات حاصل ہتے عالمگیر بہادر کی زندگی تک شرعی رعب داب برابر رہا - محمد بہادر شاہ کے عہد مین وہ بات باقی نرہی اور شاہی خاندان مین کچہہ ایسے جہگڑے تخت سلطنت کے لئے واقع ہوگئے کہ ملک دکن کا کوئی کامل نگران نرہا مفسدون کو اپنے حوصلے نکالنے کا اچہا موقع ہاتہ آیا سیورام دیسکہہ معزول ایک بد باطن ومفسد دغا پیشہ شخص تہا - قندہار کے مسلمانون سے اسکو دلی عداوت تھی اور ہمیشہ موقع کا طالب رہا کرتا تہا -

آستانۂ ملک لطیف المعروف داور ملک کی کیفیت

اندنون مسمی داول کلال بیلے جو نہایت سفاک آدمی اتہا عاشور خانہ ایک کمانی کو جو اندرون آبادی جانب مکان قدیم ناگو اُمتو نی نایک رسن گانون واقع تہا آستانہ داور ملک قرار دیا - اسنے بڑے بڑے بال رکہے اور آستانہ کے قریب کہیلے بال گہوما کرتا اور اقسام کے شعبدے بتلا کر بد اعتقاد لوگونکو اپنا مطیع کر رکہا تہا اور یہہ مشہور کر دیا تہا کہ داول ملک میرے جسم مین سرایت کرتے ہین خود داور ملک بنا ہوا اپنے معتقدین کے روبرو طرح طرح کی پیشین گوئیان کرتا کہ وہ بالکل صحیح جاتے تہوڑے عرصہ مین شہرت ہوگئی اور دور دراز سے حاجت مند جمع ہوتے بلکہ صرف اہل ہنود پر ہی منحصر نہین قصباتی مسلمان اور عام لوگ بہی سیاہ لباس پہنکر منت کی جہولی کندہے پر ڈالے ہوے (دوم دوم داول ملک) کہنے لگے - موسم سرما مین بہت بڑا میلا قرار پایا[1] حضرت شریعت پناہ مولانا محمد خیر الدین صاحب نے اس کلال کو طلب فرمایا اور اسکو اس حرکت سے ممانعت کی کیونکہ ظاہر ہے کہ داور ملک ایک بزرگ کا نام ہے جو دادا حیات قلندر قدس سرہ العزیز کی رفقاؤن سے ہین اور آپکے مزار مبارک کا نشان بہی

[1] قاضی خیر الدین صاحب کے بڑے بہائی قاضی محمد صاحب تہے اور امور قضائت اور محتسبی وغیرہ بالاشتراک تہی قضات کا کام قاضی محمد صاحب کے تفویض تہا اور خدمت احتساب محمد خیر الدین صاحب انجام دیتے تہے ۱۲

واد احیات قلندر کے پہاڑ پر بڈن نگر علاقہ میسور میں واقع ہے کسی کے جسم میں سرایت نہین کر سکتے۔

داول کلال اپنی حرکت سے باز نہ آیا شریعت پناہ نے ڈرے لگائے اور قید کا حکم دیا مفسد سیورام دلسیکہ نے اس موقع کو نہایت مغتنمات سے جانا اور اس کلال کے معتقدین کو ترغیب و تحریص ہنگامہ آرائی اور مفسدہ پردازی کی دی مگر شریعت پناہ کے رعب و داب نے کسیکی جرأت کو بڑہنے ندیا اور کوئی دم نہ مار سکا آخر الامر سیورام دلسیکہ معزول نے موضع سوپا پہونچکر جگلیا ڈاکو سے موافقت کی اور یہہ ٹہان لیا کہ اسیطرح مسلمانان قندہار کو تباہ و تاراج کیا جاوے۔

جگلیا قوم کا مرہٹہ اور ڈاکون کا افسر تہا یہہ موضع سوپا تعلقہ لوہ نوٹ پالم مین رہتا تہا اپنی رہایش کے لئے ایک مستحکم گڈہی بنوائی تھی اسکی جان نثار ڈاکو فوج جنکو ماہانہ تنخواہ دینے یا تنخواہ کی قرار داد کرنیکی ضرورت نہتی دور دور متفرق مواضعات مین پہیلی رہتی اور چہوٹے چہوٹے ڈاکے و رہزنیان اسکے ماتحت سردار ہمیشہ کیا کرتے جو فوج کے روزمرہ اخراجات کے لئے کافی ہوتا کسی ڈاکو افسر کی مجال نہتی کہ بلا اطلاع و بلا حصول منظوری جگلیا کے کسی تعلقہ مین ڈاکہ و راہزنی کر سکے البتہ جب کسی قصبہ کو لوٹنے یا کسی معتبر مکان پر ڈاکہ ڈالنے کی ضرورۃ ہوتی تو جگلیا کو اپنی فوج کے ساتہہ جانا پڑتا جگلیا جس قدر نحیف الجثہ اور کم طاقت تہا برخلاف اسکے اسیقدر اسکا اقبال طاقتور تہا گو اسکے اصطبل مین عمدہ عمدہ گہوڑے تہے مگر چونکہ ہاتہہ پاؤن اسکے قابو مین نہ تہے اس لئے انکی سواری سے محروم تہا ہمیشہ ڈولی میانہ مین لیٹا ہوا اپنی فوج کے ساتہہ رہتا بڑے بڑے قوی تن ڈاکو و ٹہگ و مرہٹہ و پنڈارے اسکے ڈولی کو گہیرے ہوئے رہتے۔

جگلیا سیورام دلسیکہ کے ساتہہ آدہی رات گذرے بعد معہ قزاقان خونخوار قندہار پہونچا بہت سے مسلمانون کو قتل کیا قاضی محلہ مین گنج شہدا جو خاندان قضات کے مظلومی کی نشاندہی کرتا ہے

سلہ الضعف موضع تحت رود حضرت مشکل آسان قدس سرہ باگیر ہے ۱۲

اسی عہد کا ہے - عیدگاہ کے قریب ایک بڑا گڑھا کہدوا کے مقتولون کے لاشین
اس مین ڈالی گیئن اور اوسپر چبوترہ بنایا گیا وہ ابتک موجود ہے اور گنج شہدا
کہلاتا ہے - انعامدارون کے اسنادی کاغذات اکثر برباد ہوگئے - قدیمی کتب خانہ
اور بزرگان دین کے ملفوظات سب اسی زمانہ مین تلف ہوئے مولانا مولوی شاہ
محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ اپنی تصنیف مین فرماتے ہین کہ حضرت شیخ علی -
سانگڑے سلطان کے ملفوظات بسبب تاراجی قندہار مفقود ہوگئے - یہہ وہی -
تاراجی ہے -

اپنے اسناد تلف شدہ کی نسبت انعامدارون نے محضر بنائے انہین محضرون کے ذریعے
اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے -

میر کلان خان کی صوبہ داری اور نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی بیدر مین رونق افروزی

سنہ ۱۱۳۴ھ مین میر کلان خان صاحب داروغہ گرز برداران شاہی
منجانب شہنشاہ دہلی صوبیداری بیدر پر مقرر ہوے اور تیسری صفر کو
بیدر پہونچے فی الجملہ تعلقات ماتحت صوبہ بیدر مین کیقدر
انتظام دامن ہوا مولف مختار الاخبار رکہتا ہے کہ سنہ ۱۱۳۶ھ مین -
اعلیحضرت نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ بہادر تشریف فرمائے بیدر ہوئے اور اپنی صاحبزادی
کالی بیگم صاحبہ کی شادی نواب قیام الملک فرزند میر کلان سے کردی -

سلہ جگیلیا ڈاکو کی حملہ کی وجہ سے مسلمان پریشان ہوگئی تہی ہنود نے اس آستانہ کی میلہ کو زیادہ ترقی دی جب ہنگامہ فرو ہوگیا تو
بیت جہگڑے کے بعد بمشورہ سجادہ نشین صاحب حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ یہہ طے ہوا کہ حاجت مند جو جہولیان لیکر دوم دوم
داول ملک کہتے آتے ہین وہ پہلے حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے مزار کی زیارت حاصل کرین پہر حضرت سلطان
سلطان مشکل آسان کے روضہ پر جائین اور ہر دو روضہ مین داخل ہونیکے لئے نذرانہ بہی مقرر کیا گیا پہر داول ملک کی آستانہ پر جانیکی اجازت
ملی اسکے بعد دوسرے متبرک مقبور کی زیارت کرنیکی بہی ہدایت ہوئی جیسے ہر ایک روضہ مین حاجتمندونکی جہولی لیجانیکا طریقہ
ہوگیا اور آستانہ داول ملک کی آمدنی نذرانہ مین حضرت قاضی خیر الدین صاحب کی اولاد کے حقوق جنکا خاندان محتسبی قندہار سے
تعلق ہے قایم ہوگئے یہہ عملدرآمد ابتک جاری ہے داول کلال کی اولاد مسلمان ہوچکی اور آمدنی نذرانہ آستانہ
ان کو بہی حصہ ملتا ہے ۱۲

نواب قمر الدین خان خاندوران نظام الملک آصفجاہ بہادر فتح جنگ کا حال

قلیچ خان بہادر

اعلیحضرت نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے دادا خواجہ عابد خان سمرقندی الملقب قلیچ خان بہادر جنکے والد سمرقند کے عالمون اور فاضلون سے ہین توران مین پیدا ہوے آپکا سلسلہ نسب حضرت سلطان المشایخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سے ملتا ہوا حضرت خلیفہ اول سیدنا ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے آپ ہندوستان مین ۱۰۶۵ھ مین آکر شاہجہان بادشاہ دہلی کے ملازم ہوے اور بعد چندے زیارت حرمین شریفین کو روانہ ہوے بعد مراجعت سفر حرمین شریفین دربار عالمگیری کو اپنی شرکت سے رونق دی اور کارہاے نمایان کرکے بادشاہ کے دل مین جگہہ پیدا کی اور محکمہ صدارت کے صدر نشین ہوے ۱۰۸۷ھ مین بادشاہ نے قلیچ خان بہادر خطاب دیکر پنجہزاری منصب سے سرفراز فرمایا جب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیا اور بمقابلہ ابوالحسن تاناشاہ معرکہ آرا تھا عین ہنگامہ جنگ مین ایک گلولہ زنبورک آپ کے سینہ کے پاس لگا جس کے صدمہ سے آپ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو شہادت نصیب ہوے آپ کا مقبرہ[1] قلعہ گولکنڈہ کے قریب مشہور ہے شہید مرحوم کے بیٹے

[1] منشی قادرخان نے سیر ہند مین لکہا ہے کہ قلیچ خان بہادر کی نعش ،، جہان مقبرہ ہے ،، زمین مین سونپکر پہر دہلی کو لے گئے ۱۲

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ تھے

غازی الدین خان بہادر

آپ کا اصلی نام شہاب الدین تھا ۲۱ سنہ جلوس عالمگیری مین خطاب خانی سعد فیل و ترکش ملا اور اس کے بعد منصب ہفت ہزاری اور خطاب نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے ممتاز ہوئے - فتح بیجاپور مین آپنے کار نمایان کئے اسوقت فرزند ارجمند [illegible] سے ملقب کئے گئے تھے آپ فوج عالمگیر کے سپہ سالار تھے -
محمد بہادر شاہ کے وقت مین مالوہ و گجرات کے صوبیدار ہوئے چار سال کے بعد ۱۱۲۲ھ مین انتقال فرمایا - لاش دہلی مین لائی گئی اور اجمیری دروازہ کے پاس اپنے بنائے ہوئے مقبرہ مین مدفون ہوئے -

آصف جاہ بہادر

نواب قمر الدین خان نظام الملک آصف جاہ بہادر ان کے فرزند اور نواب عمدۃ الملک سید سعد اللہ خان بہادر مدار المہام شاہ جہان بادشاہ کے نواسے ہین سید سعد اللہ خان بہادر کا سلسلہ نسب سادات بنی تمیم سے ملتا ہے - نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر ۱۰۸۲ھ مین پیدا ہوئے[1] بعہد حکومت اورنگ زیب عالمگیر بہادر آپکو چین قلیچ خان کا خطاب ملا اور چار ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے - اور بہادر شاہ کے زمانہ مین خان دوران کا خطاب اور اودہ کی صوبیداری دیگئی فرخ سیر شہنشاہ دہلی کے عہد مین اول سال جلوس مطابق ۱۱۲۳ھ مین نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار سے مفتخر ہو کر صوبیدار دکن ہوئے - تین سال کے بعد نواب موصوف فوجداری سنبھل و مراد آباد پر مقرر ہوئے زمینداران کوہ سوالک کی تادیب انکے ذمہ ہوئی سید حسین علیخان امیر الامرا اور اسکے بھائی سید عبد اللہ خان قطب الملک نے فرخ سیر بادشاہ کو اپنا مطیع بنا رکھا تھا اور تمام ارکین سلطنت کا عزل و نصب انہین دونوں سیدون کے ہاتھ مین تھا جب فرخ سیر نے ان دونوں کی بیخ کنی کی فکر کی تو ان دونوں سیدوں نے فرخ سیر کو بادشاہت سے ہٹا کر رفیع الدرجات کو بادشاہ بنا دیا اور کاروبار سلطنت کے خود مختار ہو گئے جب رفیع الدرجات نے ہاتھ پاؤں ہلانا

[1] نیکبخت مادہ تاریخ ولادت ہے ۱۰۸۲

چاہا تو اسکو نکال کر بہادر شاہ کے دوسرے بیٹے رفیع الدولہ کو تخت سلطنت پر بٹھادیا اور دو مہینے کے بعد اسکو بھی قید کرکے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو بادشاہ بنایا جسکا لقب محمد شاہ مشہور ہوا ان سیدون کو نواب آصفجاہ بہادر سے رشک اور خوف تھا دہلی مین انکا رکھنا اپنے مصلحتون کے خلاف سمجھکر ملک مالوہ کی صوبہ داری پر روانہ کردیا جب ارکان سلطنت مین رشک وحسد ونفاق نے ترقی کی اور سادات لوگ قدیم اعیان دولت کے استیصال کی فکر کرنے لگے اور شاہی قوت بالکل گھٹ گئی اور طوائف الملوکی کے اسباب نظر آنے لگے تو نواب آصفجاہ بہادر نے ایسی حالت مین وہان کا قیام نامناسب سمجھا اور برخاستہ خاطر ہوکر ۱۱۳۲ھ مین تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا کیونکہ اراکین سلطنت کی کینہ پردازی سے تنگ ہوگئے تھے موسم برسات مین دریاے نربدا پار ہوکر اسیر گڈھ طالب خان سے لے لیا اپنی فوج اور پانچ توپون کے ساتھ برہانپور پہونچے ۔ انور خان قطب الدولہ ناظم برہانپور آپ سے مل گیا سید دلاور خان بخشی فوج امیر الامرا بھی دریاے نربدا کے اسطرف نواب صاحب موصوف کا مقابلہ ہوا بخشی مارا گیا اور برہانپور پر نواب صاحب موصوف کا قبضہ ہوگیا اسکے بعد سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیر الامرا فوج کشی کی نواب نے ہر چند سمجھایا مگر اسنے نمانا اور مارا گیا نواب تو بڑھ کر اورنگ آباد داخل ہوے اور نظم ونسق ملک دکن مین مشغول ہوگئے مگر امیر الامرا کو اپنی بخشی فوج کے مارے جانے سے بہت ہی صدمہ ہوا خود شہنشاہ دہلی کو ساتھ لیکر دکن پر چڑھائی کا قصد کیا فتح پور پہونچتے ہی میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو قتل کردیا اسکے بھانجے عزت خان نے بادشاہ کے قتل کی کوشش کی اور خود مارا گیا ادہر قطب الملک سید عبد اللہ خان کو بھائی کی قتل کی خبر نے بے چین کردیا ۔ اور اس نے تیموری خاندان کے ایک لڑکے کو بادشاہ بنا کے محمد شاہ بادشاہ سے مقابلہ کیا مگر شکست نصیب فوج تباہ کردیگئی اور قطب الملک مارا گیا اعتماد الدولہ بادشاہ دہلی کے وزیر مقرر ہوے مگر یہ تین ہی مہینے برسر زمان انتقال کرگئے میر حیدر کاشغری جو سید حسین علیخان کے قتل کا باعث ہوا تھا وہ انہین اعتماد الدولہ کے بدولت تھا سلطنت دہلی مین ان واقعات کی وجہ سے بہت کمی

بدنظمی پھیلی ہوی تھی اور اسکے انتظام کے لئے ایک عالی ہمت فرس و مدبر و منتظم تجربہ کار
شخص کی ضرورت تھی نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر دکن سے طلب کئے گئے اور
وزارت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے اور آپنے انتظام مناسب فرمایا جلوس کے پانچوین
سال معز الدولہ حیدر قلی خان خراسانی ناظم گجرات نے بغاوت کی اس موقع پر نواب موصوف
کو صوبیداری گجرات و مالوہ بھی دیدی گئی اور دس لاکھ روپئے نقد حیدر قلی خان کے
مقابلہ کے لئے ملے اور دکن کی صوبیداری کا فرمان بھی عطا ہوا۔ نواب صاحب موصوف نے
حیدر قلی خان کی تنبیہ کے بعد اپنے چچا حامد اللہ خان بہادر کو معز الدولہ صلابت جنگ خطاب
دلواکر گجرات کی نیابت پر مقرر کردیا اور اسکے بیٹے عظیم الدین خان بہادر کو مالوہ کی نیابت
دلوائی نواب موصوف کے حسن انتظام سے صوبجات ماتحت مین کسیقدر انتظام ہوگیا تو
بادشاہ عیش وعشرت مین زیادہ مشغول ہوا اور رقص وسرود کی محفل کو خوب زینت بخشی اسلئے
خود غرض امرا نے وزیر سلطنت اور سپہ سالار کی قوت گھٹانے کا منصوبہ کیا نواب
آصفجاہ بہادر نہایت فرس و تجربہ کار تھے دربار کا رنگ اور بادشاہ کی حالت دیکھکر
اُنھون نے حیدرآباد کی صوبیداری کو دہلی کی وزارت پر ترجیح دی اور بعذر ناسازی
مزاج مراد آباد چلے آئے اور وہین مقیم رہے ۱۱۳۶ھ مین دربار شاہی سے عماد الملک
مبارز خان کو دکن کی صوبیداری سپرد ہوئی تو نواب بہت برہم ہوئے اور فوراً اورنگ آباد
آئے اور فوج کشی کی اور قصبہ شکرکھیڑ مضاف صوبہ براڑ کے قریب مقابلہ ہوا اور ۲۲
یا ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو عین معرکہ مین عماد الملک مبارز خان اور اسکے دو بیٹے اسدخان
و مسعود خان قتل ہوئے اور دوسرے دو بیٹے محمود خان و حامد الدین خان زندہ گرفتار ہوئے
اور ملک دکن پر نواب موصوف کا کامل تسلط ہوگیا۔
نواب صاحب موصوف نے راجہ گوپال سنگھ بہادر کو انکے حسن کارگزاری و جانثاری کے
صلہ مین پرگنہ قندہار کے جاگیرداری سے سرفراز و ممتاز فرمایا اور قندہار فوج راجپوتی کا
مرکز و مستقر قرار پایا قلعہ قندہار کی قلعداری و فوجداری پر محمد ناصر خان ولد برق انداز خان
بحال رہے۔

راجہ گوپال سنگھ بہادر جاگیردار قندھار

راجہ گوپال سنگھ[1] قوم کا چمر گوڑ اور راجہ بھگونت سنگھ[3] کا بیٹا اور راجہ بہار سنگھ[2] کا پوتا تھا قصبہ اندرکھی علاقہ صوبہ الہ آباد کی زمینداری بزرگون کی میراث سے پائی اور راجہ ہائے اورچھہ کے زمرہ ملازمت مین بھی شامل رہا۔ گوپال سنگھ کا دادا بہار سنگھ زمیندار نے شاہ عالمگیر بہادر کے زمانہ مین خودسری اختیار کی اور فوج شاہی کے مقابل مین علم بغاوت استادہ کرکے فساد برپا کرنے لگا۔ ملوک چند نامی کارپرداز مالوہ نے جو محمد اعظم شاہ کی جانب سے مقرر تہا بہار سنگھ سے معرکہ آرائی کی اور اسکا سر کاٹ کر شہنشاہ کی حضور مین بہیجدیا۔ اس کے بعد بھگونت سنگھ نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے ملوک چند سے صف آرائی کی لیکن ناکام مارا گیا۔ زمینداری چہن گئی خاندان پریشان اور برباد ہوگیا۔ گوپال سنگھ نے چندیری بندیل کہنڈ[4] مین سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ ایسا بڑہا کہ تین سو سواران راجپوت کے افسری کی عزت محمد شاہ بادشاہ غازی کے دربار مین حاصل ہوئی اور شہنشاہ دہلی کے دربار سے خطاب راجگی وکلغی سرفراز ہوئی نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نے جب تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا راجہ گوپال سنگھ اور اس کے لڑکے راجہ دلپت سنگھ نے اپنی ہمراہی سوار و پیادہ فوج سے رفاقت کی اور دسہزار فوج کے افسر ہوئے جب سید دلاورعلیخان بخشی فوج امیرالامرا سے مقابل ہوا تو ان دونون باپ بیٹون نے اپنے بہادرانہ حملون سے فوج غنیم کو پسپا کرکے وفاداری اور دلاوری کا حق ادا کیا۔ جب دوسرا مقابلہ سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیرالامرا کی فوج سے ہوا اسوقت بہی ان دونون باپ بیٹون نے پوری ثابت قدمی دکہائی اور خوب نام پیدا کیا اور بہادرانہ حملون سے دشمن کی فوج کو پسپا اور حریف کو زخمی کردیا سید عالم علیخان مارا گیا۔ راجہ گوپال سنگھ نے اس کامیابی سے صرف دشمن کی

---

[1] اصل نام گوپال داس ہے گوپال سنگھ خطابی نام ہے کتاب مآثرالامرا مین گوپال سنگھ اور بہار سنگھ کا ذکر موجود ہے ۱۲

[2] مآثرالامرا مین بہار سنگھ لکھا ہے بعض کتب مین بہادر سنگھ لکھا ہے مگر راجہ کے علاقہ دار بہار سنگھ کہتے ہین ۱۲

[3] اصل نام ارجن داس تہا بھگونت سنگھ خطابی نام ہے [4] بندیل کہنڈ علاقہ گوالیار کے قریب ہے یہان کے راجہ نرسنگہدیو نے شہزادہ سلیم کے اشارے سے ابوالفضل بن شیخ مبارک کو جو دکن سے اکبر کے پاس جارہا تہا ۱۰۱۱ھ مین قتل کروادیا ۱۲

فوج ہی پر فتح نہین پائی بلکہ اپنے خدمات شایستہ کے سبب نواب کے دل پر بھی قبضہ کر لیا
جب نواب آصف جاہ بہادر ملک دکن پر قابض ہوئے تو راجہ کو سرپیچ مرصع و کلغی اور پرگنہ
قندہار جاگیر مین مرحمت ہوا جاگیرات کا محاصل ایک لاکہہ بائیس ہزار روپیے تہا راجہ اپنی
چوڑی اور کہڑکی وارنگڑی پر دو کلغیان باندہتا تھا اور قندہار مین اپنے متعلقین اور جملہ
فوج کے ساتہہ سکونت اختیار کی اور بستی کو آباد اور رعایا کو خوش رکہا۔

کنور دلپت سنگہ کی وطن کو واپسی

سنہ ۱۱۵۱ہجری مین محمد شاہ بادشاہ دہلی نے نواب آصف جاہ بہادر کو مشہور مہم نادر شاہ کے لئے دہلی کو طلب کیا۔ کیونکہ نادر شاہ کی آمد آمد سے دہلی مین تشویش پہیلی ہوئی تہی نواب موصوف اپنے فرزند ناصر جنگ بہادر کو نیابت دکن پر مقرر کر کے جانب دہلی روانہ ہوئے راجہ کا بیٹا دلپت سنگہ نواب ممدوح کے ساتہہ چلا گیا اور وہ وہین فوت ہوا دلپت سنگہ کا بیٹا کنور بشن سنگہ اپنے وطن قصبہ اندرکہی مین مقیم رہا۔ راجہ گوپال سنگہ بہادر کو دوسری بی بی کے دو فرزند راجی چند گورا اور تریت سنگہ تہے جو باپ کے ساتہہ دکن مین رہے۔

نواب آصف جاہ اور ناصر جنگ کا فوجی مقابلہ

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر سنہ ۱۱۵۴ہجری مین دہلی سے واپس ہو کر سلخ شعبان کو بمقام برہانپور پہونچے ناصر جنگ کو خود مختاری اور آزادانہ حکومت کا مزا مل چکا تھا۔ اس لئے تیس ہزار سوار جرار اور توپ خانہ بیشمار لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے برہانپور کی جانب روانہ ہوئے اور معہ فوج برہانپور سے بیس فرسخ پر نیزداپور مین ٹہرے رہے۔ ناصر جنگ نے مصاحبان کے ذریعہ سے باپ کو کہلا بہیجا کہ خدمت صدارت و وزارت سلطنت دہلی آپ پر مقرر ہے آپ دہلی واپس تشریف لیجائین۔ اور حکومت ملک دکن کی مجکو دیدین۔ نواب نظام الملک آصفجاہ نے بیٹے کو بہت سمجہایا مگر ناصر جنگ نے نہ مانا۔ عبد الحسین خان میرسامان و میرزا اکبر پیرزادہ کو بطور ایلچی باپ کے پاس بہیجکر جنگ کا پیغام دیا جب نواب آصف جاہ بہادر بیسوین شوال کو رودپورنا تک پہونچ گئے تو بہت سے امرائے عظام ناصر جنگ کی رفاقت چہوڑکر نواب آصف جاہ بہادر کی خدمت مین حاضر ہو گئے گوپال سنگہ راجہ قندہار نے بھی اپنی فوج دل سنگہ جمعدار کی ماتحتی مین نواب آصفجاہ بہادر

کے پاس روانہ کردی۔ ہمت یار خان مہتور خان۔ نصیر الدولہ۔ محتشم خان۔ خان عالم منہاجی۔ معہ اپنے افواج کے نواب آصف جاہ بہادر کے لشکر مین مل گئے۔ ناصر جنگ نے جب یہہ حال دیکہا تو اپنی جان نثار فوج کو متفرق طور پر پوشیدہ رکہکر خود لباس درویشی پہنکر شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے روضہ مین گوشہ نشین ہو گئے جب آصف جاہ بہادر اورنگ آباد پہونچے بارش کا موسم تہا سپاہیون اور عہدہ داروں کو وطن جانیکی اجازت دی اور جانور چراگاہ مین چہوڑ دئے ناصر جنگ نے اس موقع کو غنیمت جانکر سات ہزار سوار ساتہہ لیکر بستیں (۲۰) ماہ جمادی الاول پنجشنبہ کے دن اورنگ آباد پر حملہ کیا نواب آصف جاہ بہادر نے موجودہ فوج اور توپخانہ سے شہر کے باہر عیدگاہ کے قریب مخالف فوج کو روکا طرفین سے معرکہ آرائی شروع ہو خوب لڑائی ہونیکے بعد ناصر جنگ کی فوج پسپا ہوئی جب ناصر جنگ نے اپنے لشکر کو بہاگتے دیکہا۔ عزت سے مردانہ وار اپنا ہاتی چند خواص اور ملازمین رکاب کے ساتہہ نواب آصف جاہ بہادر کے ہاتی کے مقابل بڑہایا۔ فیلبان تو گولی سے مارا گیا اور ناصر جنگ کو دو زخم تیر لگے۔ اور ہاتی پکڑا گیا۔ اور ناصر جنگ اس ہاتی سے اوتار کر دوسرے ہاتی پر سوار کردئے گئے۔ اور فتح کا نقارہ بجا۔ ناصر جنگ کو رات کی رات ایک ڈیرے مین رکہکر دوسرے دن عبد العزیز خان کی حویلی مین نظر بند کردیا۔ ناصر جنگ کے ہمراہی عہدہ دار اور فوج شاہی لشکر مین شامل ہوگئے۔ جب فتح کی نذرین گذرین تو شفیق باپ نے فتح کی نذر کے ساتہہ اپنے بیٹے کی سلامتی کی نذرین بہی لین اور مخالف افسرون اور سپاہیون سے آدہی بات بہی نہ کہی بلکہ نہایت سیر چشمی سے سبکو اپنے اپنے کام پر مامور کردیا

ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند کیا جانا

تاریخ رشید الدینخانی مولفہ شیخ امام خان کے صفحہ (۲۴۶) مین لکہا ہے کہ بعد گرفتاری ناصر جنگ کو نواب آصف جاہ بہادر نے قلعہ قندہار مین نظر بند کیا اور آپ نلدرگ کیجانب روانہ ہوئے۔ ہمارے تحقیقات مین کسی دوسرے کتب تاریخ سے ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند رہنا ثابت نہین ہوتا آقا مرزا نصر الدخان فدائی نے جو تذکرہ ناصر جنگ شہید لکہا ہے اوسکا بیان ہے کہ بمقام اورنگ آباد عبد العزیز خان کی حویلی مین

ناصر جنگ نظر بند تھے اور بیگمات کی سفارش پر ۱۱۵۵ھ مین شفیق اور بہادر باپ سے اپنے بیٹے کو قید نظر بندی سے رہا فرمایا اور صوبیداری صوبہ اورنگ آباد عطا کی۔

میر ابراہیم خان قلعدار قندہار

پرگنہ قندہار گوپال سنگہ کو جاگیر مین دیا گیا تھا مگر قلعہ مین شاہی قلعدار بدستور مقرر رہتا کچھہ دنون بعد محمد ناصر خان ولد برق انداز خان قلعدار اور راجہ گوپال سنگہ جاگیردار مین رنجش پیدا ہو گئی اور یہہ شکایت نواب تک پہونچی۔ اس لئے نواب آصفجاہ بہادر نے محمد ناصر خان کو قلعداری سے علیحدہ کر کے میر ابراہیم خان کو قلعداری پر مامور فرمایا۔ میر ابراہیم خان کی تنخواہ سات سو روپیہ ذاتی بلا شرط مقرر تھی۔

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی وفات

۱۱۶۱ھ ۴ جمادی الثانی کو نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نے (۷۹)[۱] سال کی عمر مین بمقام برہانپور وفات پائی آپکی نعش خلدآباد بہیجی گئی جو دولت آباد کے قریب واقع ہے۔ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے مقبرہ کے پاس مدفون ہوئے۔ مغفرت مآب آپکا لقب مشہور ہوا آپکے چھہ فرزند تھے (۱) میر محمد پناہ جنکا خطاب امیر الامرا اعتماد الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ تھا جو بادشاہ دہلی کے پاس تھے (۲) نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ (۳) امیر الممالک نواب آصف الدولہ میر سید محمد خان بہادر صلابت جنگ (۴) میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی (۵) امیر الامرا نواب سید محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ (۶) نواب ناصر الملک ہمایونجاہ میر مغل علیخان بہادر۔

مسند آرائی نواب ناصر جنگ بہادر

بعد وفات نواب مغفرت مآب کے نواب میر احمد خان بہادر ناصر جنگ نواب ممدوح کے دوسرے فرزند مسند آرائے ریاست دکن ہوئے راجہ گوپال سنگہ خدمت جاگیرداری پر بدستور بحال رہا

(۱) بعض کتب مین (۱۰۰) سال لکھا ہے ۔ ۱۵۳ نواب شاہنواز خان صمصام الدولہ بہادر دیوان دکن جب شیخ ۱۱۵۵ھ مین ... سے بوسی فرانسیس کے سازش سے ہنگامہ حیدر جنگ مین مقتول ہوئے اسوقت نواب نظامت بہادر اپنے بہائی کی سلطنت مین دیوانی کا کام انجام دیتے رہے ۱۱۶۷ھ سے ۱۱۷۱ھ تک اپنے دیوانی کی ۱۱۶۷ھ مین راجہ پرتاب ونت بہادر کو خدمت دیوانی سرفراز ہوئی ۱۲

راجہ کے دو بیٹے اجی چند گور اور نرپت سنگہ نواب موصوف کے ہمراہ رکاب رہکر مورد الطاف شاہی ہوئے۔

تقرر اجی چند گور قلعداری قندہار پر

سنہ ۱۱۶۲ھ مین ۲۶ ربیع الثانی کو نواب ناصر جنگ بہادر نے محمد ابراہیم خان قلعدار و فوجدار قندہار کو تبادل کرکے اجی چند گور کو خطاب راجگی کے ساتھہ قلعداری قلعہ قندہار عطا فرمائی۔

راجہ گوپال سنگہ کی موت

اجی چند گور کو قلعدار ہوکر کچھہ عرصہ گذرا تہا کہ اسی سنہ ۱۱۶۲ھ مین اس کے باپ راجہ گوپال سنگہ نے دنیا سے سفر کیا راجہ کی نعش فوجی احتشام کے ساتھہ قلعہ سے تالاب کے غربی و شمالی حصہ پر اور دیول بالاجی کے قریب صندل کی لکڑیون مین جلائی گئی جسمین کافور اور گھی بہت سا ڈالا گیا تہا جلی ہوئی ہڈیون کا سمادہ پختہ اسی مقام کے قریب بنایا گیا اور سنگ بست کا کمپونڈ تیار کیا گیا۔ راجہ گوپال سنگہ کے تین بیٹے (۱) دلپت سنگہ جو وطن کو جاکر فوت ہوا (۲) راجہ اجی چند گور باپ کا جانشین ہوا (۳) راجہ نرپت سنگہ قلعدار ماہور ہوا۔

بالاجی کا مندر

سمادہ کے کمپونڈ کے تہوڑے فاصلہ پر تالاب کے کنارے سے یہہ مندر ہے اور اسکے روبرو پختہ باولی بہی ہے۔ راجاؤن کے سمادہ اس مندر کے قریب ہونے سے راجپوتون کی عملداری مین اسکا زیادہ عروج تہا اسمین ایک مہنت بیراگی رہتا تہا اب اوسکی اولاد اس مندر کے احاطہ مین رہتی ہے اور اسکے متعلقہ زمین پر قابض ہے حضرت مخدوم کی تشریف فرمائی کے بعد قندہار کے تمام قدیم مندر توڑ دئے گئے اس سے ظاہر ہے کہ راجپوتون کی عملداری کے وقت یہہ مندر قائم ہوا ہے اس مندر کے مہنت کو موضع نودی جاگیر دیگئی تہی جو شریک خالصہ سرکاری ہوچکی بمعاوضہ اسکے دو روپیہ یومیہ خزانہ ضلع ناندیڑ سے ملتا ہے اس مندر کا مہنت بینکٹ داس تہا اسکے دو بیٹے موجود ہین۔

امرت کنڈ

اس مندر کے پیچھے تالاب کے کنارے پر ایک پختہ سنگ بست چشمہ ہے اور یہہ چشمہ غالباً مندر کے ساتہہ ہی تیار ہوا ہے ہنود اس مین اس اعتقاد سے نہاتے ہین کہ یہہ جنتی چشمہ ہے اسکے پانی کے اثر سے بدن کی خراش دور ہوتی ہے اور جسم کے

پھوڑے دفع ہوتے ہین بعض مسلمان بھی اس چشمہ مین اس اعتقاد سے نہاتے ہین
کہ اس چشمہ کو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم نے اپنے عصائے مبارک سے بطور
کرامت جاری فرمایا تہا

راجہ اجی چند گور بہادر گوپال سنگہ ثانی قلعدار و جاگیردار قندہار

یہ راجہ گوپال سنگہ کا بڑا فرزند نہایت شجاع و دلیر تھا نواب ناصر جنگ بہادر کے ساتھ اکثر
معرکہ میں اور جسقدر فوج قندہار کے راجہ گوپال سنگہ کے تحت تھی باپ کے جانب سے
اس فوجکا یہ سالار مقرر کیا گیا اس کے بھائی نرپت سنگہ کو لشکر شاہی مین فوجی عہدہ
مل چکا تھا۔ اور باپ جاگیردار قندہار اور شاہی فوجکا افسر مانا جاتا تھا لیکن اجی چند کو
دربار شاہ دکن سے کوئی خدمت ملی نہ تھی یہ اپنے باپ کے جانب سے نیابتاً حاضر فوج ظفر
موج رہا کرتا۔ نواب ناصر جنگ بہادر جب سفر برہان پور سے اورنگ آباد تشریف فرما
ہوئے تو افسران فوج کو انکے مستقر مقامات پر جانیکی اجازت دیدی جسکے بعد دیگر
سب امرا و راجہ روانہ ہوئے مگر اجی چند گور اوسیطرح در دولت پر حاضر رہا نواب صاحب
موصوف کو خبر ہو گئی۔ یاد فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ تم کیون نہین گئے راجہ نے عرض کی کہان
جاؤن مجھے کوئی مکان اور کام نہین ہے باپ کے پاس رہتا ہون اور بیکاری مین گذارتا
ہون اسلئے در دولت سرکار کو اپنے قیام کیلئے مناسب حال خیال کرتا ہون نواب صاحب
موصوف نے راجہ کا منشاء پالیا اور فرمایا کہ بالفعل تم باپ کے پاس چلے جاؤ تم کو کام
دیا جائیگا اور سکونت کیلئے مکان بھی تجویز ہوگا چند ہی روز کے بعد بتاریخ ۲۲ صفر سنہ ۱۱۶۲
حسب فرمان شاہی میر محمد ابراہیم خان قلعدار معزول کیا گیا اور اجی چند گور خدمت قلعداری
قندہار سے ممتاز فرمایا گیا نو سو روپیہ تنخواہ ذات قرار پائی اور ایکسو پچاس سوار کی
رسالداری ملی خطاب راجہ و ڈنکہ نشان دستہ پیچ سرفراز ہوا[۱] اجی چند گور شاہی لشکر
کے ساتھ رہا کرتا تہا اسکی جانب سے آدتم چند وکیل اسکے کامون کی انجام دہی کیا کرتا

---

[۱] اس راجہ کو ماہی مراتب بھی عطا ہوا تہا کہتے ہین وہ قلعہ کے پرانے سامان کے ذخیرہ مین
موجود ہے ۱۲

اسی سال سنہ ۱۱۶۲ھ میں راجہ گوپال سنگھ کے مرنیکے بعد اپنے باپ کے خطاب و منصب جاگیرداری پرگنہ قندہار سے سرفراز ہوا قلعداری اور جاگیرداری دونوں خدمتوں پر ممتاز رہا

ناصر جنگ بہادر کی شہادت

سنہ ۱۱۶۴ھ ۱۷ محرم کو مقام پھولچری میں نواب ناصر جنگ بہادر باغی افسروں کے حملہ شبخون سے شہید ہوئے۔ نعش خلد آباد بھیجی گئی۔ اور اپنے والد کے مقبرہ کے پاس دفن کی گئی آپ نے ۳ سال سات مہینے دکن کی فرمانروائی کی۔

محی الدینخان مظفر جنگ کی مسند نشینی اور موت

ناصر جنگ بہادر کی شہادت کے بعد نواب محی الدینخان بہادر مظفر جنگ جو نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے نواسے ہے افسران فوج کی معاونت سے مسند نشین ہوئے لیکن حیدرآباد کو آتے آتے راہ کی چوتی کی منزل میں کڑپہ کے پاس فوج کے بعض افسروں نے بغاوت کی اور ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ کو مارے گئے اس عرصہ میں نواب نظام علیخان بہادر نے پہونچکر باغیوں کی خوب خبر لی۔ اور اکثر کو سزائے اعمال بھگتنے کیلئے دارالعدم کو بھیجدیا۔

امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کی حکمرانی

نواب صلابت جنگ۔ نواب آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند بعد قتل مظفر جنگ بمقام اورنگ آباد ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ میں سریر آرائے دولت ہوئے آپکا اصل نام میر سید محمد خان ہے دربار شہنشاہ دہلی سے امیر الممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب ملا تھا۔

میر محمد پناہ کی وفات

سنہ ۱۱۶۵ھ میں میر محمد پناہ امیر الامرا نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر نواب آصف جاہ بہادر کے سب سے بڑے فرزند نے صوبیداری دکن کی سند لیکر دہلی سے تیسری رجب کو دکن کی جانب کوچ فرمایا۔ آپ کے ساتھ ہی لکر اور مرہٹوں کی فوج تھی ۷ ذیحجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد کے متصل پہونچکر آپکا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ اس لئے نواب صلابت جنگ بہادر بدستور حکمران رہے۔

قاضی زادہ قندہار کی شادی اور سرپاراد نرمل کے راجہ کی بربادی

منشی عبد الرزاق صاحب بلغرامی نے اپنی کتاب تذکرہ نرمل

جو ۱۲۳۳ھ مین تالیف کی ہے سوریا راؤ راجہ نرمل کی مقیدی کا باعث قاضی صاحب قندہار کی شادی بیان کیا ہے - جب قندہار کا نام آگیا تو ہمکو اس واقعہ کا اظہار کرنا لازمی ٹھہرا - اسلئے ہم بیان کر دیتے ہین -

سوریا راؤ ایک معمولی حیثیت کا آدمی تہا سرکار ایلگندل کے زمیندار کے پاس ملازم تہا رفتہ رفتہ کچہہ حالت درست کر کے قصبہ چکلی و چند دیہات بطور تعہد کے زمیندار سے حاصل کر کے بسر اوقات کیا کرتا مگر اس کے خیالات بہت بلند تہے - وہ بہت شجاع اور ذکی تہا اپنی ترقی و عروج کے خواہش مین طرح طرح کی تجاویز سوچا تہا - اسعرصہ مین آپا مکند راو حاکم نرمل کو اسکے زنار دار ملازمین نے زہر کہلا دیا جسکے صدمہ سے وہ جانبر نہوسکا سوریا راو نے فوراً نرمل پہونچکر مکند راو کے مخالفین سے موافقت کرلی - اور تہوڑے سے ہی عرصہ مین نرمل کا مالک بن بیٹہا اور راجا گی کا لقب اختیار کیا آپ خود مختارانہ طریق سے آزادانہ زندگی بسر کرنے لگا بہت سے پرگنہ جات خالصہ کو تاخت و تاراج کر کے حکومت نرمل مین شامل کرلیا - فوج بڑہائی اور سامان حرب بہی مہیا کرلیا جب اسکے خود سری کی کیفیت شیخ لطف الدین فتح النصیب خان صوبہ دار سرکار ناندیڑ کو پہونچی تمام ضلع کی جمعیت اور زمیندارون کی فوج اور جوانان پیادہ احشام ساتہہ لیکر نرمل کے قریب تک پہونچ گیا - سوریا راؤ نے پانچہزار سوار و پیادہ سے صوبہ دار کا مقابلہ کیا صوبہ دار صاحب عین معرکہ مین ضرب تیر سے دنیا کی دار و گیر سے سبکدوش ہوگئے اور اس فتح نے سوریا راو کے خیالات اور بہی بلند کر دئے اور وہ سمجہنے لگا کہ اب میرے مقابل کا دکن مین کوئی نہین اسکے غرور و تکبر کی کوئی حد نہین تہی - چونکہ مسلمانون سے دلی عناد رکہتا تہا اسنے اپنی بنا ڈالی ہوئی چہوٹی سی سلطنت مین مخالفت قوانین اسلام کا پیچ بو یا اور بیل و گائی ذبح کرنیکی مطلق ممانعت کر دی - اور خلاف ورزی احکام کی علت مین مسلمانون کو سخت سخت سزائین دین چند ہی روز مین اس کی مرضی کے موافق تعمیل بہی ہونے لگی - اسی زمانہ مین پرگنہ نرمل کے شریعت پناہ قاضی عبد اللہ صاحب نامی لایق و فاضل و عالم تہے جو دولت علم کے ساتہہ

دولت دنیا سے بھی خوش حال تھے آپکی لڑکی کی نسبت قاضی[1] صاحب قندہار کے
فرزند سے قرار پائی - قاضی صاحب قندہار معہ عزیز و اقارب اور بہت سے قندہاریونکے
جھگھٹ اور راجہ قندہار کے فوجی سپاہیون کا بدرقہ لئے ہوئے نرمل پہونچے
اور دہوم دہام سے شادی کی تقریب شروع ہوئی - قندہاریون نے گائی ذبح کرنیکا
قصد کیا جسپر راجہ کے حکم سے مطلع کیا گیا قاضی صاحب قندہار نے فرمایا کہ دکن کا پادشاہ
اہل اسلام ہے اور مسلمانونکی ریاست مین گائی ذبح کرنیکی ممانعت کیسی ہو سکتی ہے
قاضی صاحب کے حکم سے گائی ذبح کیگئی سخت دنگہ شروع ہوگیا راجہ نے یہہ کیفیت
سنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور قاضی صاحب کی گرفتاری کا حکم دیا مسلمانون مین بھی
اور جوش پھیل گیا - دین دین کہتے ہوئے بستی کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوگئے -
مگر راجہ کے کارپردازون نے راجہ کو سمجھا بجھا کر ہنگامہ کو فرو کردیا بعد الفراغ شادی
جب قاضی صاحب قندہار واپس ہوئے تو راجہ نے قاضی بڈھے صاحب کو مقید کردیا
جب یہہ خبر محمد سراج الدین صاحب قاضی قندہار کو پہونچی - وہ فوراً اندور پہونچے
اور مولوی محمد محسن صاحب قاضی اندور کو مطلع کیا - بوجہ قرابت و حیثیت منصب قاضی
محمد محسن صاحب کو سخت صدمہ ہوا - اور دونون قاضی حیدرآباد آئے یہہ ظاہر ہے کہ جب علما
کسی کام کے درپے ہو جاتے ہین تو خواہ کچھہ بھی ہو اسکو انجام دئے بغیر نہین چھوڑتے
نہایت جد و جہد کرکے نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے ملاحظہ مین عرضی پیش کی
نواب صاحب ممدوح نے شاہنواز خان[2] صمصام الممالک بہادر کو سوریا راؤ کی تنبیہ کیلئے بھیجا
راؤ مذکور کو فوج شاہی کے مقابلہ کی تاب کہان تھی قاضی بڈھے صاحب سے بہت
کچھہ معذرت کی اور سپہ سالار شاہی کی خدمت مین پیشکش بھی بھیجی - مگر مفید نہوا دونو قاضی
صاحبون کے حسن سلوک کے باعث ۱۱۶۷ھ مین راجہ سوریا راؤ پا بزنجیر قلعہ گولکنڈہ مین

[1] تاریخ نرمل مین قاضی صاحب قندہار کا نام نہین بتایا ہے ہماری تحقیقات مین بڈھے صاحب قاضی نرمل کی
دختر سکینہ بی بی صاحبہ کا عقد محمد امان اللہ صاحب فرزند محمد سراج الدین صاحب قاضی قندہاری ہونا ثابت ہے
[2] ماثر الامراے جلد اول کے دیباچہ مین اس لڑائی کا ذکر ہے ۱۲

قید کیا گیا اور نرمل شریک خالصہ سرکاری ہو گیا۔

نواب صلابت جنگ کی انزواشینی اور نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک نظام علیخان بہادر کی فرمانروائی

۱۱۷۵ھ میں راگھو راو مرہٹہ نے فوج کثیر کے ساتھ قلعہ دہارور و اورنگ آباد پر حملہ کیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اپنی جرار فوج سے اسکے حملہ کو روکا۔ اور مرہٹوں کو ہزیمت نصیب ہوئی اور شاہی فوج نے اسکا تعاقب کیا اور پونہ تک پہونچ گئے یکایک لشکر شاہی سے علیحدہ ہو کر راجہ رامچندر اور مغل علیخان بہادر فوج مخالف سے مل گئے صلابت جنگ نے شاہی فوجکی منتشر حالت ہونے پر بھی خوب معرکہ آرائی کی بعد محاربہ عظیم مرہٹوں سے صلح ہو گئی اور نواب صلابت جنگ واپس ہو گئے۔ مولف منتخب الاخبار لکھتا ہے کہ نواب نظام علیخان بہادر نے بوجہ حرکات مخالفانہ نواب صلابت جنگ کو قلعہ بیدر میں انزوا نشین[1] کر دیا۔ اور آپ سلطنت دکن کے فرمانروا ہوے اور ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو بمقام اورنگ آباد تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ آپ نواب آصف جاہ بہادر کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ کا خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک بہادر تھا۔ اچی چند گور راجہ قندہار اپنی فوج کے ساتھ نواب نظام علیخان بہادر کے ہمراہ رکاب تھا اور حاضر باشی اور نمایاں کارگذاری سے ہمیشہ مورد الطاف شاہی

خاص باغ وخاص باولی

بہادر پورہ کے پاس قدیم حکام سلف کے وقت سے ایک سرکاری باغ ہے اسکو خاص باغ اور اس باغ کی باولی کو خاص باولی کہتے ہیں یہ خصوصیت اسلئے تھی کہ خاص طور پر ہر ایک حاکم وقت اس باغ کی درستی و آراستگی میں اپنے مذاق موافق کوشش کرتا بہر حال یہ باغ حکاموں کی تفریح و سیر کیلئے مخصوص تھا۔ جب راجیونکی

[1] نواب صلابت جنگ بہادر نے (۱۱) سال حکومت کی ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو قید کئے گئے اور ۲۴ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو انتقال فرمایا آپ کا مدفن بیدر میں حضرت ملتانی بادشاہ صاحب قدس سرہ کے روضہ کے پاس ہے ۱۲

عملداری ہوئی راجہ آجی چند گور نے اپنی دلچسپی اور تفریح کے لئے ایک بارہ دری اور مکان یہان بنوایا تہا جسکے آثار ابتک موجود ہین۔

گارڈی خان کی حویلی

اصل نام قادر صاحب ہے اور گارڈی لقب ہے قادر صاحب پہلے فرانسیسی فوج مین ملازم تہا اسکے بعد اجی چند گور کی ماتحتی مین تین سو جمعیت باڈی گارڈ کا افسر ہوا۔ اور خطاب خانی ملا تو بجائے قادر خان کے گارڈی خان لوگ کہنے لگے اسنے غازی پورہ مین عالیشان مکان بنوایا تہا۔ اور چھوٹے چھوٹے زمیندار ان کو حملہ کرکے اپنی دولت مین ترقی حاصل کی تھی پھر زمرۂ فوج رکاب شاہی مین شریک ہوگیا۔ اور عروج و عزت حاصل کی اور مرہٹون کے مقابلہ مین بمقام تاندلچہ مارا گیا۔ خاندان تاراج اور حویلی منہدم ہوگئی مکان کے پایۂ دیوار و حوض وغیرہ کی علامت باقی ہے۔ اس اُجڑے کہنڈر کو عوام گارڈی خان کی حویلی۔ اور لکھے پڑھے لوگ بلحاظ اس کے کہ وہ کہنڈر غازی پورہ مین واقع ہے غازی خانکی حویلی کہتے ہین

راکس بہون کی لڑائی اور راجہ اجی چند گور گوپال سنگہ ثانی کی موت

راؤ بالاجی رئیس پونہ قضاء الٰہی سے فوت ہوگیا تو راؤ راگہو اسکا بہائی جانشین ہوا اسوجہ سے مرہٹون مین ایک قسم کا تنازع برپا ہوگیا تہا اور دو فریق ہوگئے۔ بعض راگہو کے طرفدار تھے اور بعض اُسکے خلاف تھے۔ اور بالاجی متوفی کے بیٹے مادہوراؤ کو جانشین کیا چاہتے تھے۔ راجہ وٹھل داس پرتاب ونت بہادر دیوان دکن نے جو مرہٹون کے حالات سے بخوبی واقف تہا۔ بندگان حضرت نواب نظام علیخان بہادر کو ملک مرہٹون پر حملہ کرنیکی صلاح دی اور جانوجی بہونسلہ کو ہموار کرلیا اور وہ پچاس ہزار سوار سے بندگانعالی کا ملازم ہوگیا۔ بندگانعالی بیدر سے ایک لاکہہ فوج کے ساتہہ اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوئے راگہوراؤ نے لشکر اسلام کے آمد آمد کی خبر سنکر صلح کا پیغام بہیجا کیونکہ اسکو اپنے بہتیجے مادہوراؤ سے اطمینان نہ تہا اور مونگی پٹن اگر ٹہرا یہان اسکے بہتیجے مادہوراؤ پسر بالاجی سے ملاپ ہوگیا۔ اسلئے راگہو کا خیال بدل گیا۔ اور وہ اپنے صلح کے عہد سے پھر گیا۔ اور فوج شاہی سے مقابلہ کیا۔ فوج شاہی مین۔

علہ تاندلچہ تعلقہ مومن آباد آبنہ مین ایک موضع ہے ۱۲

راجہ آجی چند گور بہادر المخاطب گو پال سنگہ ثانی قندہاری راجپوتون کی فوج کا افسر بہی شریک
تہا - اس مقابلہ مین اس نے داد شجاعت دی الحاصل لشکر اسلام کے مقابلہ مین مرہٹون کی
فوج نے شکست کہائی - اور راگہو خاندیس کیطرف بہاگ گیا شاہی لشکر کے افسرون نے
تین منزل تک اسکا تعاقب کیا - اور بعد فتح یابی لشکر اسلام پونہ کی جانب متوجہ ہوا اور بہادر
قوی پنجہ نے شہر کو تاراج و مسمار کر دیا - اور اسکی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا
بہت سا اسباب غنیمت لشکریون کے ہاتہ آیا - راگہوراو نے جب پونہ کی بربادی کی
کیفیت سنی تو غصہ مین پیچ و تاب کہاتا ہوا خاندیس سے لوٹا - اور اسّی ہزار سوار جمع
کرکے حیدرآباد کے طرف بڑہا - دیہات اور قصبون کو تاراج کرتا ہوا حیدرآباد کے قریب
پہونچ گیا - بہادر دل خان صوبیدار حیدرآباد نے شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کرلیا
تہا - مرہٹونکا حملہ بیکار رہوا - دوبارہ راگہوراو نے مرہٹونکا دل بڑہاکے بہت ہی دلیرانہ
حملہ کیا - مگر بہادر دل خان نے آگے بڑہنے ندیا - اور راگہوراو شہر اور قلعہ مین داخل نہو
اسعرصہ مین فتح نصیب لشکر پونہ سے واپس ہوچکا تہا اور لشکر کے واپسی کی خبر سنکر
راگہوراو نے محاصرہ سے اپنی فوج اوٹہالی - اور حیدرآباد سے فرخنگر گیا اور وہانسے
ملدرگ کیطرف لوٹا - اور پہر بہار ور کی جانب روانہ ہوا لشکر ظفر پیکر پونہ سے واپس ہوکر
گوداوری گنگا کے کنارے متصل موضع راکس بہون مضافات ضلع بیڑ مین مقیم تہا -
بندگانعالی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ راگہوراو اسّی ہزار فوج سے اورنگ آباد
اور احمد نگر کی جانب جارہا ہے - بندگان حضرت نے اسکے روکنے کیلئے اورنگ آباد کا
قصد فرمایا - دریائے گوداوری طغیانی پر تہا - کشتیون کے ذریعہ سے لشکر پار ہوتا گیا - اور
بندگان حضرت بھی دریا عبور کرکے دوسرے جانب تشریف لیگئے - راجہ پرتاب ونت بہادر
اور راجہ اجی چند گوپال سنگہ بہادر اور ناگندراس بہادر راو اور جانوجی بہونسلہ اور چند سردار
تہوڑی تہوڑی فوج کے ساتہہ اسطرف رہگئے تہے راگہوراو کو مخبرون کی خبر دینے سے آنے
فوج کی خبر پہلے ہی سے مل چکی تہی - اور وہ قابو ڈہونڈہتا تہا - اس چھوٹی سی شاہی فوج
جسمین دیوان پرتاب ونت بہادر بھی موجود تہے - حملہ کردیا - جانوجی بہونسلہ جس پر

راجہ پرتاب ونت کو پورا بہروسہ تہا فوج مخالف سے مل گیا - باوجودیکہ فوج شاہی تہوڑی ہتی - مگر جوانمرد افسرون نے راگھوراؤ کے ہاتی کو گہیر لیا اور اسکی عماریکی رسیان کاٹنا چاہتے تھے کہ مراد خان کے اشارہ سے راجہ پرتاب ونت پر گولی چلی جسکے صدمہ سے راجہ جان بر نہوسکا - مراد خان ایک فوجی افسر تہا اور اسکو پرتاب ونت بہادر سے مخالفت ہتی پرتاب ونت کے گرتے ہی مرہٹونکی ہمت بڑہی - اور انہون نے شاہی فوج کے تمام افسرونکو مار ڈالا پرتاب ونت کا بہتیجا - راجہ ناگکداس بہی کام آیا -

راجہ اجی چند گوپال سنگہ بہادر نے نہایت استقلال سے مرہٹون کے ساتہہ دل کہولکر خوب مقابلہ کیا - مگر دشمن کی فوج کی تعداد زیادہ ہتی - راجہ بہت مجروح ہوکر مارا گیا - ایسا سخت معرکہ تہا کہ راجہ کا ہاتی اور فیلبان دونو جان بر نہوسکے اور اپنے مالک کے ساتہہ رہے یہہ واقعہ اوایل ماہ رمضان ۱۱۷۵ہ مین ہوا ہے - نندگالفالی نے گوداوری کے اس جانب سے دیکہکر ہر چند اپنی فوجکو مدد دینے کی کوشش کی مگر ندی کی طغیانی نے ترقی پر تہی کوشش بیکار ہوئی اس واقعہ کے بعد لشکر شاہی اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوا گردہاری لعل نے ۱۱۸۵ہ مین تاریخ ظفرہ تالیف کی اور اس مین اس واقعہ کو نظم مین بہت کچہہ بیان کیا ہے ہم چند اشعار نمونتاً لکہتے ہین -

سر راجپوتان اشہامت نشان	قلعی از قندہار گوپال سنگ
بسے فرق کفار بر باد داد	پس آنگہ فتادہ بمیدان جنگ
بہ پہلوے راجہ بہادر لغور	چنان ضرب آمد بہ تیر و تفنگ
کہ جان را بکار خداوند خویش	سپردہ بجان آفرین بیدرنگ
ہمہ فوج و بنگاہ تاراج شد	ز راکس بہون تا بمیدان جنگ
ز طوفان باد حوادث بر رفت	بسا کشتی عمر در بحر گنگ
کسانیکہ از جان امان یافتند	بجستند بیرون ز کام نہنگ

[1] راکس بہون گوداوری کے کنارے موضع ہے اور تعلقہ گیورائی ضلع بیڑ مین واقع ہے اسوقت اس موضع مین (۵۲۳) مکان ہین اور ۲۱۲ - ادمی بستے ہین ۱۲

امیر دکن جہد بسیار کرد	ولے بود لاچار از آب گنگ
تاریخ فوت	
چو تاریخ او جستم از ہاتفے	مکت[1] یافت گفتہ ز طغیانی گنگ
	۱۱۷۷ھ

راجہ راجی چند گور کا سمادہ گوداوری گنگا کے کنارے ہے اور وہان ایک مندر بہی تیار کیا گیا ہے - بندگانعالی نے سند زمین انعام بغرض اخراجات روشنی و تنخواہ پوجاریان مندر اس راجہ کے بڑے بیٹے کے نام عطا فرمائی

راجہ کی اولاد

اس راجہ کے تین بیٹے تھے جو شجاعت اور بہادری مین اوس زمانہ کے بہادرون کے ہمعصر مانے جاتے تھے - بڑا بیٹا راجہ لعل کیسری سنگہ المخاطب گوپال ثالث ہند وپت مہندر بہادر اپنے باپ کا جانشین ہوا - دوسرا بیٹا کنور تیج سنگہ جسکو کنہر کہیڑہ ۱۱۷۴ھ مین جاگیر عطا ہوئی تھی تیسرا راجہ پدم سنگہ بہادر قلعدار و جاگیردار کولاس تہا

مہاراج زپت سنگہ بہادر

یہہ راجہ گوپال سنگہ بہادر کا چہوٹا بیٹا اور راجی چند گور کا چہوٹا بہائی تہا جو شاہی فوج کی افسری سے ممتاز تہا - وقتاً فوقتاً اس راجہ نے اپنی نمایان کارگذاری دکہلاکر منصب اعلی اور خطاب مہاراجگی[2] حاصل کیا - ۱۱۷۵ھ مین بموجب پروانہ مورخہ ۵ ذیحجہ تین لاکہ چالیس ہزار تین سو پچاس روپیہ محاصل کے تعلقات اس راجہ کو سرفراز ہوئے - اور قلعداری ماہور صوبہ برار اور خدمت ضلعداری ناندیڑ تفویض ہوئی -

وزارت رکن الدولہ بہادر

بعد مارے جانے راجہ پرتاپ ونت بہادر کے ۱۷ رمضان ۱۱۷۵ھ کو نواب رکن الدولہ بہادر نے خدمت دیوانی سے سرفرازی پائی - زپت سنگہ نے مالی اور فوجی خدمت عمدہ طریق پر ادا کی تہی اور راجہ کا بڑا بہائی راجی چند گور معرکہ راکس بہون مین

[1] مکت لفظ سنسکرت ہے اسکے اصل معنی گناہ سے نجات پانا یعنی پاک ہونیکے ہوتے ہین بعض جنت کے معنے مین بہی لفظ مکت کا استعمال کرتے ہین ۱۲
[2] خطاب مہاراجگی و خدمت ضلعداری از کتاب ماثر الامرا

کام آچکا تھا۔ اس لیے سنہ ۱۱۳۰ھ میں پرگنہ قندھار ۲۴ ساڑھ بارہ لاکھ چوبیس ہزار نو سو پچپن روپیہ
کا حاصل کے دیہات اس راجہ کو عطا ہوئے اس نے دربار شاہی میں بہت عروج و عزت
حاصل کی اور اسکی ماتحتی میں فوج شاہی کا بڑا حصہ تھا۔

راجہ نرپت سنگہ کا بیڑ پر قبضہ

بیڑ صوبہ اورنگ آباد کی تحت میں بڑا قصبہ ہے جو اسوقت ضلع بیڑ کے
نام سے موسوم اور اول تعلقدار صاحب کا مستقر ہے۔ یہہ قدیم آبادی ہے۔ اور راجگان
چالوکیا خاندان سے یہان راج لیا ہے۔ نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر صاحب دکن پر
متسلط ہو گیا تو قصبہ بیڑ معہ اسکے مواضعات متعلقہ راجہ سلطان جی نبالکر کو جاگیر میں دیدیا
گیا اس لیے سنہ ۱۱۰۹ھ کے قبل یہہ قصبہ راجہ نرپت راو کی[1] اور دنی جاگیر تھی۔

سلطان جی نبالکر کا حال

راجہ دہنپت راو راجہ سلطان جی نبالکر کا پوتا اور ہنونت راو المخاطب
راجہ دہراج کا بیٹا تھا۔ سلطان جی قوم کا مرہٹہ اور اسکا لقب نبالکر تھا اور یہہ اننگ پال کی نسل
کی اولاد سے ہے۔ اننگ پال نزاح دولت آباد قصبہ سندکھیڑ کے قریب ایک موضع کا زمیندار تھا
لکہی جادو راے ... سرکار دولت آباد نے اپنی خوبصورت لڑکی کی نسبت شاہ جی پسر
مالوجی سے جو خاندان ساہو جی بہونسلہ سے تہا ٹھہرائی تھی۔ لیکن بعد انکار کر دیا اسپر مالوجی اور
اسکے بھائی ٹہوجی نے سندکھیڑ سے نکل کر اننگ پال زمیندار سے امداد چاہی۔ زمیندار
نے پوری امداد دی۔ اور اپنی فوج کو ساتھ لیے ہوئے دولت آباد پہونچا۔ آخر اسکے دولت آباد
نے دونوں کو سمجھا کر مسماۃ جیجی بائی دختر لکہی جادو راے کی شادی شاہ جی بہونسلہ سے
کر وا دی اس لیے اننگ پال زمیندار کو خاندان راجہ ساہو جی بہونسلہ کا ملازم اور اسکی
فوجکا سپہ سالار سمجھتے ہیں ... نایک نبیرہ اننگ پال سنہ ۳۳ جلوس عالمگیری میں ...
بہادر خان کوکہ ... ملازمان شاہی میں شمار ہو ... عزت پائی نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے

[1] مآثر الامرا جلد دوم میں دہنپت راو کا نام ہے۔ بعض نسخوں میں دہنونت راو اور بعض کتب میں دہنپت ... لکھا ہے ۱۲

[2] از مآثر الامرا جلد دوم صفحہ (۳۴۳)

[3] تعلقہ پرینڈہ میں یہہ ایک موضع ہے ابتدا میں ساہو جی نے جو ... قیام کیا ... بہونسلہ خاندان کا
لقب مشہور ہوا اور اس خاندان کی حکومت سرزمین ستارہ پر عرصہ تک رہی از مآثر الامرا ۱۲

عمل مین بعد جنگ مبارز خان ملازمت خاندانی کے لحاظ سے سلطان جی کو شاہی لشکر مین عہدہ ملا اور عمدہ سپاہ گری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب عطا ہوا۔ اور سرکار بیر[1] اور مواضع محلات سرکار فتح آباد دہارور صوبہ اورنگ آباد و پرگنہ حویلی پاتہری صوبہ برار عطا ہوئے یہہ راجہ تین ہزار سوار سے نوکری سرکار مین حاضر اور سرگرم رہتا تہا۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ھ[۹۵] مین فوت ہوا اور اُسکا بیٹا ہنونت راو جانشین ہوا

راجہ ہنونت راو دہراج سلطانجی بہادر

نواب ناصر جنگ بہادر پہلچری کی روانگی کے وقت قصبہ بیڑ کے قریب سے گذرے۔ ہنونت راو نے اپنی فوجکو خوب آراستہ و پیراستہ کرکے نواب ممدوح کے ملاحظہ مین پیش کیا اور لشکر شاہی کے قریب آپنے خیام بھی استادہ کرکے معہ فوج فردکش ہوا۔ نواب ممدوح نے ہنونت راو کو زمرۂ سرداران فوج مین جگہ دی اور برسم تعزیت اسکی قیامگاہ تک تشریف فرما ہوکر اسکی عزت افزائی کی۔ منصب اور خطاب موروثی عطا ہوا۔ اور اس کے باپ کو دی ہوئی جاگیرین اسکے نام بحال کردی گئین۔

[1] ماہ رجب سنہ ۱۳۱۵ھ مین بتقریب دورہ مجکو ضلع بیڑ جانیکا اتفاق ہوا۔ قصبہ بنکوزہ مین مولوی قمر الدین صاحب کے پاس قلمی پرانی کتابین سیر ہند وغیرہ دیکہی گئی۔ مولویصاحب موصوف کے داماد مولوی محمد برہان الدین صاحب قاضی زادہ قندہار بنکوزہ مین اسوقت موجود تہے قصبہ بیڑ تک ساتہ رہے۔ سرکاری کام مین جیسے تصفیہ کرنے گئے تہے دو دن قیام رہا یہان دوسرے مشہور مقامات کیطرح کوئی مستحکم قلعہ نہین ہے۔ ندی کے کنارہ جو آبادی ہے اس کے اطراف پختہ فصیل ہے اور آبادی مین ایک گڈہی ہے جس مین کچہریان اور محبس ہے۔ بستی آباد اور بارونق ہے۔ اور قدیم طرز پر پختہ مکان بنے ہوے ہین۔ ندی کی دوسرے جانب حضرت کوچک شاہ ولی کا مقدس روضہ ہے جو نہایت متبرک اور پرفضا مقام ہے آپکا وصال سنہ ۸۰۵ھ مین ہوا ہے تا قیام مجکو روزانہ حضرت ممدوح کی مزار مطہر کی زیارت کا شرف حاصل رہا۔ مولوی احمد محی الدینصاحب قاضی بیڑ وہان موجود تہے نہایت خلیق و ذی مروت ولایق و فاضل ہین۔ مین نے قاضی صاحب موصوف کی خواہش اور مولوی برہان الدین صاحب قاضی زادہ قندہار کے اصرار پر تاریخ قندہار دکن کا مسودہ جسقدر مرتب ہوچکا تہا دکہلادیا اور صاحب موصوف نے اوسکو پسند فرمایا ۱۲

[۹۵] از ماثر الامرا ۱۲

اس راجہ نے بھی اپنی خدمت کو عمدہ طریق پر انجام دیا اور نام آوری حاصل کی ناصر جنگ بہادر کے شہید ہونیکے بعد یہہ راجہ نواب صلابت جنگ بہادر کی خدمت مین حاضر رہا - اور صلہ حسن خدمت مین راجہ دہرآج خطاب پایا اور اپنے باپ سلطان جی نبالکر کے نام سے ملقب ہوا - مولف تزک آصفیہ لکھتا ہے کہ ۱۱۷۵ھ مین راگھو راو مرہٹہ نے اپنی جرار فوج کے ساتہہ قلعہ دہارور و خجستہ بنیاد پر حملہ کیا اور فوج شاہی نے اسکے حملہ کو روکا پھر احمد نگر پر چڑہائی کی اور فوج شاہی سے سخت معرکہ ہوا - اسوقت سلطان جی نبالکر نے بہت جان فشانی کی اور بہادرون مین نام پایا - جب مرہٹے پسپا ہوئے اور لشکر شاہی پونہ کے قریب پہنچا اور مرہٹونکا غلبہ ہوگیا - اسوقت نواب صلابت جنگ بہادر نے بہت متردد و مایوس ہوکر سرداران فوجکو جمع کیا اور فرمایا کہ مین بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تمام فوج مین منادی کردیجائے جس کسیکو اپنی جان عزیز ہو وہ اپنا راستہ لے - اور جو بزدل ہین آئے جان بچاکر چلا جائے - کیونکہ اسوقت اور اس معرکہ مین بجائے جان کے مین نام چھوڑنا چاہتا ہون یہہ معلوم ہے کہ حیات حباب کیطرح ناپائدار ہے اور اس دار فانی سے عالم جاودانی کو آیکروز جانا لازمی بات ہے - مین بدنامی کی زندگی کو پسند نہین کرتا مجکو مرہٹون سے مقابلہ کرکے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے - البتہ وہی شخص میری رفاقت کرسکتا ہے جو جان سے ہاتہہ دہوکر سربازی کے لئے موجود ہو - یہہ الفاظ تیر و نشتر کیطرح دلون پر لگے اور لشکر مین تازہ جوش پیدا ہوگیا اور ہر ایک سردار نے جان فدا کرنے کا وعدہ کرلیا خصوصاً سلطان جی نبالکر آنکہون مین آنسو بہر لایا - اور عرض کیا کہ یہہ بندہ ہمیشہ سے سرکار کا نمکخوار ہے جبتک جان مین جان ہے سرکار پر قربان ہونیکو تیار ہے کل کے روز میری ثابت قدمی اور وفاداری ملاحظہ فرمائینگے -

دوسرے روز مقابلہ ہوا اور بہادران لشکر شاہی نے اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا پورا ثبوت دیا مرہٹونکی فوج کا نقصان ہوا انہون نے صلح قبول کی اس حسن کارگذاری اور وفاداری کے وجہ سے سلطان جی نبالکر نے نواب کے نزدیک بہت رسوخ پیدا کیا جب فتح نصیب لشکر والپس ہوا - اور نواب صلابت جنگ بہادر قلعہ بیدر مین انزوانشین

سکونت کر گئے - اور نواب آصف الدولہ نظام علیخان بہادر حکمران ہوئے سلطان جی بناکر اپنے
مستقر بیڑ پر آ گیا - اور نواب صلابت جنگ کی علیحدگی کے ایکسال[1] بعد سنہ ۱۱۷۶ھ مین ایک لڑکا
جانشین چھوڑ کر مر گیا -

راجہ دھنپت راؤ

باپ کے مرنیکے بعد قریب آٹھ سال تک اس راجہ نے بیڑ پر حکومت کی مگر کوئی
اب لایق مشیر اسکو نملا کہ اس کے جاگیرات کا انتظام اور فوجکی درستی و شاہی ملازمت کا
بندوبست کرتا شباب کا عالم تہا دنیوی لذتون اور عیش پرستی مین پڑ گیا - انہی عادت نے
اسکو کاہل کوتہ اندیش خانہ نشین بنادیا - مالی و ملکی انتظام خود غرض کارپردازون کے ہاتہون
مین تھے - جو رعایا کو ستاتے اور ملک کو لوٹتے تہے - یہہ راجہ اس زمانہ کے دستور کے
موافق اپنی فوجکے ساتھہ لشکر شاہی مین حاضر نہین ہوا - اور نہ کسی اپنے فوجی افسر یا قرابتدار
کو بادشاہ کے خدمت مین حاضر رکہا - جب دربار شاہی مین طلبی ہوئی تو نہ حکم کی تعمیل کی ونہ
کوئی عذر پیش کیا - فرمان شاہی بنام مہاراج نرپت سنگھ بہادر برادر راجہ قندہار بغرض
ضبطی قصبہ بیڑ پہونچا نرپت سنگھ نے پانسو پیادہ اور چار سو سوار سے یلغار پہونچکر قصبہ
بیڑ کا محاصرہ کر لیا شاہی فوج کے مقابل مین راجہ کے سپاہیون نے ہمت ہار دی -
نرپت سنگھ نے حکمت اور تدابیر سے ایسی فوج دہکیان دین کہ بلا کشت و خون قصبہ بیڑ پر قبضہ
ہو گیا - تمام پرگنہ شاہی خالصہ مین شریک کر لیا گیا - اور ایکسال تک نرپت سنگھ بیڑ پر حکومت
کرتا رہا - سنہ ۱۱۸۵ھ مین پرگنہ بیڑ در عوض تنخواہ جاگیر نواب اشرف[2] الدولہ بہادر تہور جنگ کو
عطا ہوا اور نرپت سنگھ نا ندیڑ پر واپس آیا - سنہ ۱۱۸۰ھ مین لشکر شاہی اور رگہوراؤ ہولکر کی
فوج سے مقابلہ ہوا - اس معرکہ مین نرپت سنگھ شریک تہا بعد کامیابی نواب نظام علیخان بہادر نے
بتاریخ ۱۵ رمضان اس راجہ کو سرپیچ و جیغہ مرصع مرحمت فرمایا سنہ ۱۱۹۰ھ مین نواب نظام علیخان
بہادر قلعہ ادگیر کے ملاحظہ کے لئے تشریف فرما ہوے راجہ نرپت سنگھ و بیر بہادر راجہ دیالم
ہر دو ہمراہ رکاب تھے نواب موصوف نرپت سنگھ کے خیمہ مین تشریف لائے اور نرپت سنگھ نے
جواہر اور پوشاک و اسپ و فیل بطور نذر پیش کیا - بتوسیعت سے سرفراز کیا گیا -

---

سلہ از مآثر الامرا ۱۲ سلہ تاریخ ظفرہ مولفہ گردہاری لعل ۱۲

وہاں راجہ تربپت سنگہ نے نیکنامی اور نام آوری سے زندگی بسر کرکے سنہ ۱۱۹۱ھ[1] مین دنیا کو چھوڑا اور حاکم حقیقی کے پاس چل بسا - اسکا سمادہ نانڈیڑ کے قلعہ کے نیچے گوداوری گنگا مین ہے

راجہ کی اولاد — تربپت سنگہ کو دو بیٹے تہے بڑا بیٹا درجن سنگہ اور دوسرا جوت سنگہ تہا - جوت سنگہ کے دو بیٹے - پہلا دلیپت سنگہ لاولد فوت ہوا دوسرا جسونت سنگہ اوسکو بہی اولاد نہین ہوئی رتن کنور بائی رانی نے اپنے بہائی کبیری سنگہ بن لعل سنگہ کو متبنی کرکے جسونت سنگہ کا قایم مقام کیا - تعلقہ ماہور مین چار جاگیرات انکے نام پر بحال ہین -

راجہ لعل کبیری سنگہ المخاطب گوپال سنگہ ثالث ہندوپت مہندر بہادر

یہہ راجہ اجی چند گور کا بڑا بیٹا تہا - باپ کے معرکہ جنگ مین مارے جانے سے نواب نظام علیخان بہادر کے قدردان دل مین جگہ پائی - اور مورد الطاف شاہی ہوکر اپنے ہمچشمون مین وقعت پیدا کی - قلعدار قلعہ قندہار ونیز جاگیرداری پرگنہ مذکور سے بشرط نگہداشت جمعیت سرفراز ہوا - اور نواب ممدوح کے ہمراہ معرکہ جنگ مین نیکنام اور خطاب وانعام اور مال غنیمت بہت کچہہ پایا - یہہ راجہ جسقدر شجاع تہا اسیقدر تلون طبع اور مغلوب الغضب بہی تہا عمارات کے بنوانے اور باغات کے تیار کروانیکا بڑا ہی شایق تہا اور اس کام مین ہزارہا روپیہ صرف کرکے قندہار کو رشک کشمیر بنادیا - قلعہ مین **کچہری کا مکان** - اور **لعل محل** اس نے بنوایا - **راج محل** کو درست کروایا - مانک پور کی سرزمین رود ناگ جہری کے کنارے **لعل باغ** اور ایک چہوٹی سی خوشنما **بارہ دری** تیار کروائی اس باغ مین آم وجامن کے علاوہ اقسام اقسام کے عمدہ عمدہ درخت دور دور مقامات سے طلب کرکے لگائے گئے - اور لعل باغ کے قریب ہی **کنول تالاب** بنایا **لال تالاب** **لال نگر - لال باڑی - بہوانی کا مندر - سٹوائی کا دیول** ایکی یادگار ہین

[1] بعض قدیم کاغذات مین سنہ ۱۱۹۷ھ ہجری لکہا ہے ۱۲

لال باغ کے پیچہے رانی سنگار بائی کے نام سے سنگار باغ لگایا گیا۔ اہل زمانہ کا
قاعدہ ہے کہ جدہر حاکم کا میلان دیکہتے ہین خود بہی ادہر ہی ڈہل جاتے ہین تاکہ اسکو
دل مین گہر کرنیکا موقع ملے راجہ کو عمارت کیطرف متوجہ دیکہکر امرا نے بہی عالیشان
مکانات اور پر بہار باغ سے قندہار کو آراستہ کیا۔ راجہ کی رنگین طبیعت اپنے جوش پر
آتی تو نئے نئے گل کہلاتی تہی جسمین فضول خرچی کی کوئی انتہا باقی نہ رہتی۔ جب لال باغ
تیار ہوا۔ اور دوشیزگان باغ نے گلفروشی پر کمر باندہی تو راجہ کے دل مین عیش وعشرت
کی ترنگ آئی۔ خوب دل کہولکر باغ آراستہ کیا گیا آم اور جامن کا عہد شباب تہا۔ اسلئے
آم کے درختون کو سیلہ پگڑی اور جامن کے درختون کو ساڑی چولی پہنائی گئی۔ اور
پہولون کے سہرے باندہے گئے۔ گویا دونون کی شادی کی اور اس تقریب مین ہر درخت
کے نیچے رقص وسرود ہوتا رہا۔ عام اجازت تہی جسکا دل چاہے آئے اور اس الذکہی
محفل کا لطف اوٹہائے۔ معززین شہر نے خوب دعوتین کہائین غربا اور مساکین کو بہی کہانا
تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک اپنی قسمت کے موافق نہال کیا گیا۔

کاریز مسجد ابراہیمی

مسجد ابراہیمی ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کے عہد مین قلعہ قندہار
مین تیار ہوئی ہے۔ اس کے حوض مین تالاب کا پانی قدیم دستور کے موافق بذریعہ نل پہونچایا
جاتا تہا اور نہر تم کا مولی سے خندق دروازے تک تین خزانے پانی کے بنائے گئے تہے
ایک خزانہ فصیل ناریل باغ کے پاس ہے۔ اور دوسرا خندق دروازہ کے روبرو سنگ
خشت وچونہ سے قد آدم بندہا ہوا ہے۔ اور تیسرا خزانہ تین ہاتہ بلند زیر فصیل پرکوٹ
جانب بالاحصار موجود ہے اور اس مین سے پانی قلعہ کی مسجد کے حوض مین پہونچتا تہا۔
راجہ لعل سنگہ کے عمل مین مسجد ویران کر دی گئی تہی اور اس نے مسجد کے بڑے دروازہ کو
بند کر کے اسکے بازو مین کچہری کے مکان کی بنا ڈالی تہی اور مسجد مین آمد ورفت کیلئے
عنبر شاہی برج کی جانب چہوٹا دروازہ بنایا تہا۔ جو اب تک موجود ہے۔ اور اس کاریز
مسجد کے حوض سے بند کر کے راج محل کے حوض مین چہوڑ دیا تہا۔ کہتے ہین کہ سندہیو کی
عملداری مین عشرہ شریف کے دنگل کے وقت امام بخش جمعدار نے یہہ کاریز کہلوایا تہا

جسکے ذریعہ سے تالاب کا پانی راج محل کے حوض مین پہونچا تہا اس کاریگر کو عموماً لوگ کالا بچہ کہتے ہین

سفر کرکٹہ صاحب تزک آصفیہ نے لکہا ہے کہ کرکٹہ حیدرآباد سے جنوبی و غربی جانب واقع ہے
وہان کے زمینداروں نے سرکشی اور بغاوت کی تہی۔ اسلئے نواب نظام علیخان بہادر
نے انکے تنبیہ و تہدیہ کا قصد فرمایا۔ راجہ گوپال سنگہ ثالث بہی ہمراہ رکاب تہا ۷ شعبان
سنہ ۱۱۹۴ کو لشکر ظفر پیکر نے بلدہ سے کوچ کیا اور ۲ ذیقعدہ کو باغی زمینداروں کے
مقابلہ مین فوج شاہی نے مورچے قایم ہوے نبرد آزمایان و دلیران فوج نے زمینداروں
کی جمعیت کو منتشر کردیا اور کرکٹہ پر قبضہ ہوگیا اور زمینداروں کو سخت تنبیہ کیگئی اس معرکہ مین
فوج شاہی سے صرف خواجہ عبد اللہ خان پسر رحیم اللہ خان زخم تفنگ سے ہلاک ہوا باقی
فوج فتح و نصرت کے ساتہہ واپس ہوئی۔ اس سفر مین تین مہینے کچہہ دن گذرے رخصت کے
وقت راجہ گوپال سنگہ کو خلعت مع جیغہ مرحمت ہوا۔

ابراہیم بیگ خان دہونسہ کا حال ابراہیم بیگ خان دہونسہ ابن فاضل بیگ خان ابتداً راجہ سیکاکول کے
پاس ملازم تہا جب زمینداران تعلقہ کہمڑی و کہوبرہ نے راجہ سے خودسری کی اور زر مالگذاری
داخل سرکار نہین کیا اسکے واسطے راجہ نے ابراہیم بیگ خان دہونسہ کو چارسو سوار اور تین سو
پیادوں کی افسری سے ممتاز کرکے زمینداروں کی تنبیہ کے لئے متعین کیا۔ خان مذکور
پانچ سال کے عرصہ مین مستان سیکاکول کا مناسب انتظام کرکے راجہ کی تمام فوج کا
سپہ سالار بن گیا۔ دہونسہ کے مخالفین اور حاسدین سے اسکا عروج نہ دیکہا گیا اور راجہ کو اس سے
بدگمان کردیا۔ راجہ نے خان مذکور کو سیکاکول طلب کیا اس عرصہ مین میر نثار علیخان نو
جوان مذکور کا قرابتدار تہا راجہ کی بدگمانی کا حال لکہدیا۔ دہونسہ نے راجہ کی فوج
سیکاکول روانہ کردی اور اپنے چارسو جان نثار سوار اور تین سو فدائی پیدل اور دو
ضرب توپ سے حیدرآباد کا قصد کیا فوج کی تنگی ہوگئی تہی۔ راستہ مین اسی راو زمیندار
پالونچہ سے استمداد چاہی مگر اس نے کچہہ نہ دیا۔ لاچار ہوکر چودہ سو روپیہ کو ایک توپ
زمیندار مذکور کے ہاتہہ بیچڈالی۔ حیدرآباد پہونچکر ملازمت شاہی کا امیدوار رہا۔ مگر
قسمت نے یاوری نکی تنگدستی کی وجہ سے جمعیت منتشر ہونے لگی۔ وقار الدولہ بہادر نے

میر موسیٰ خان بہادر رکن الدولہ مدار المہام سرکار عالی سے ملا دیا - اُن دنونمین بمرحسن علیخان بہادر قطب الدولہ پیشگاہ حضور بندگانعالی سے صوبیداری سیکاکول پر ممتاز ہوئے رکن الدولہ بہادر اور وقار الدولہ بہادر نے ابراہیم بیگ خان کو نواب قطب الدولہ کے ساتہہ سیکاکول بہیجدیا - خان مذکور ایکعرصہ تک نواب قطب الدولہ بہادر کے ساتہہ رہا - اسعرصہ مین راجبندری - مچہلی بندر - دکوٹور - دکوندیر - دکوندپلی - موسے بہوسی فرانسیس کے علاقہ سے نکالکر سات لاکہہ سالانہ محاصل پر کمپنی انگریزی کے تفویض کردیاگیا اور یہہ صلحنامہ بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک سنہ ۱۱۷۲ھ مین ہوا تہا - قطب الدولہ بہادر ایک لاکہہ روپیہ سالانہ محاصل کے جاگیرات بعوض وظیفہ حاصل کرکے خانہ نشین ہوگئے - ابراہیم بیگ خان دہونسہ[1] کمپنی انگریز بہادر کا ملازم ہوگیا اور فوج انگریزی کی افسری کررہا تہا -

حیدر علیخان بہادر والی سرینگ پٹن کا حال

حیدر نایک[2] جو (بہادر) کے نام سے مشہور ہوا فتح نایک کا بیٹا تہا یہہ موضع دیون ہلی متصل قصبہ کولا پور جو بنگلور سے شرقی جانب ۳۵ میل ہے وہان کا رہنے والا تہا سنہ ۱۱۲۹ھ مین پیدا ہوا - نایک لفظ سنسکرت ہے - سپہدار کو کہتے ہین فتح نایک حیدر نایک کا باپ دو ہزار پیادہ اور پانسو سوار سے نواب صفدر علیخان حاکم ارکاٹ کے مارے جانیکے بعد بتلاش روزگار میسور مین آیا سنہ ۱۱۴۲ھ مین معہ ہمراہی فوج میسور کے راجہ کا ملازم ہوا - جب سنہ ۱۱۵۰ھ مین فتح نایک فوت ہوا - اسکے دو بیٹے - علی نایک اور حیدر نایک تہے حیدر نایک جمعیت سامان بہم پہونچاکر ریاست سرینگ پٹن کا مستقل رئیس بنگیا - اور گرد و نواح پر فوج کشی کرکے زمیندارونکو مطیع بنالیا - اور اپنا لقب حیدر علیخان قرار دیکر ساٹہہ ہزار کے قریب فوج اپنی جلو مین رکہتا تہا

مادہوراو مرہٹہ رئیس پونہ کا حال

مادہوراو مرہٹہ پسر بالاجی راو اپنے چچا راگہوراو کو قید کرکے ریاست پونہ کا خودمختار حاکم بن گیا اور گوپال ہری اپنے سپہ سالار کو فوج کثیر

[1] تاریخ نزمل مین دہونسہ کا مفصل حال لکہا ہے دہونسہ کی بقیہ کیفیت صفحہ (۱۲۲) کے نوٹ مین لکہی جائیگی

[2] مولف سیر ہند نے لکہا ہے کہ حیدر نایک قصبہ کوہیر علاقہ بیدر کا رہنے والا تہا - ۱۲

[3] از تزک آصفیہ ۱۲

کے ساتھہ حیدر علیخان بہادر کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا - مگر گوپال ہری کو حیدر علیخان بہادر سے مقابلہ کی جرات نہین ہوئی اسلئے ۱۱۸۱ھ[1] مین مادہوراو نے بہت سی فوج کے ساتھہ سرینگ پٹن پر چڑہائی کی -

لعل کبیری گوپال سنگہ ثالث اور ٹیپو سلطان بہادر سے ملاقات اور ابراہیم بیگ خان دہونسہ سپہ سالار فوج انگریزی سے بمقام کاویری پٹن مقابلہ ہونا

مادہوراو کی سرینگ پٹن مین چڑہائی کرنیکی خبر جب بنگلگالی نواب نظام علیخان بہادر کو ہوئی - اسیوقت اپنی فوج اور توپ خانہ کے ساتھہ سرینگ پٹن کے جانب توجہ فرمائی - گوپال سنگہ ثالث اپنی راجپوتی جمعیت کے ساتھہ رکاب مین حاضر تہا - اور یہہ فوج بالاپور تک پہونچی تھی کہ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ مادہوراو اور حیدر علیخان مین صلح ہوگئی اور مادہوراو پونہ کی جانب لوٹ گیا - اور اسکا لشکر بہی بالاپور کے قریب سے گذرا -

نواب رکن الدولہ بہادر نے مادہوراو سے ملاقات کی اور باہمی اتحاد کا عہد وپیمان ہوکر مادہوراو پونہ کی طرف چلا گیا - بنگلگالی معہ فوج یہین ٹہیرے رہے رکن الدولہ بہادر نے راجہ گوپال سنگہ ثالث اور دوسرے سرداروں کو سرینگ پٹن کی جانب روانہ کیا -

جب نظام شاہی سردار سرینگ پٹن پہونچے - اور صلح کا اطمینان ہوا تو نواب رکن الدولہ سرینگ پٹن مین داخل ہوئے - اور حیدر علیخان اور انکے بیٹے ٹیپو سلطان سے ملاقات ہوئی اور کاویری پٹن پر حملہ کرنیکی تجویز قرار پائی - ٹیپو سلطان بہادر گوپال سنگہ کے ساتھہ بنگلگالی نواب نظام علیخان بہادر کی خدمت مین پہونچا اور شرف باریابی حاصل کیا یہہ فوج سرحد رکاٹ کی جانب متوجہ ہوئی - حیدر علیخان بہی اپنی فوج لیئے ہوئے سرکار عالی کے لشکر مین داخل ہوا یہہ فوج کثیر بہر تسخیر قلعہ کاویری پٹن روانہ ہوئی -

ابراہیم بیگ خان دہونسہ سردار فوج کمپنی انگریزی معہ فوج باقاعدہ اور توپخانہ قلعہ کاویری پٹن

[1] از تزک آصفیہ وسیر ہند ۱۲

مین موجود تہا۔ اسنے آبنوالی نوجکو روکا طرفین کی فوج زیادہ تہی خوب لڑائی ہوئی۔
سرکار عالی کی فوجکا قدم آگے بڑہتا گیا اور قلعہ کادیری پٹن پر قبضہ ہوگیا۔ ابراہیم بیگ خان دہونسہ
نے ہر چند فوجکو سنبہالنے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی۔ اور فوج نے
چینا پٹن مین آکر اپنے حواس درست کئے۔ اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگہ کی کارگذاری
بہی قابل قدر سمجہی گئی۔ اور وہ مورد الطاف شاہی ہوا۔ حیدر علیخان اپنی فوج کے ساتہہ
وہین ٹہرا رہا۔ اور سرکار عالی مع فوج کامیابی کے ساتہہ حیدر آباد واپس ہوئے

بیر بہادر پالم کے راجہ کا قندہار کو آنا۔

راجہ بیر بہادر بہیروجی بیسر کا بیٹا ہے۔ اصل وطن اُسکا اناگوندی
تہا۔ جو دریاے تنگ بہدرا کے کنارے واقع ہے۔ وطن سے
نکلکر کچہہ عرصہ تک بیجاپور کے قریب کسی دیہات مین سکونت اختیار کی۔ بہیروجی کو ٹیپارام
سندیہ سے قرابت تہی اور سندیہ کو بہت بڑا منصب و جاگیر حاصل تہی۔ سندیہ کے ذریعہ
بہیروجی نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے پاس رسائی کی۔ نامبردہ کو
منصب جلیلہ کے ساتہہ پرگنہ پالم صوبہ بیدر کی عملداری عطا ہوئی اور اسنے اپنی زندگی
تک خدمت سرکاری اچہی طرح نیکنامی کے ساتہہ انجام دی۔ اس کے مرنیکے بعد اسکا
بڑا بیٹا اکاجی قایم مقام ہوا۔ اور رفتہ رفتہ عمدہ کارگذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب

[1] نواب والاجاہ والی ارکاٹ نے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر سے دہونسہ کی سفارش کی اور خود
بندگانعالی نے کادیری پٹن پر دہونسہ کی بہادری ملاحظہ فرمائی تہی۔ اس لئے اسکو اپنی فوج مین شریک کرلیا
اور رفتہ رفتہ اس کے بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین ترقی دیکر سرکار کہم و سرکار الگنڈل اور نرمل کی
حکومت پر مقرر فرمایا۔ دہونسہ نے تہوڑے ہی عرصہ مین عزت اور نام آوری کے ساتہہ ضابطہ جنگ ظفر الدولہ
مبارز الملک خطاب پایا۔ قصبہ نرمل کو مستقر قرار دیکر بڑا شہر بسادیا تہا کمال عروج مین بتاریخ ۵ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۹۵ کو قلعہ نرمل مین عارضہ سرطان سے انتقال کیا ابراہیم باغ مین پختہ قبر بنی ہے۔ مولف کو
سنہ ۱۳۰۱ مطابق سنہ ۱۳۱۵ ماہ شوال مین عملداری سرپور تانڈور کے دورہ کے جاتے وقت قصبہ نرمل
مین ٹہیرنے کا اتفاق ہوا تہا ابراہیم باغ مین ڈیرے لگائے گئے تہے۔ یہ باغ وسیع اور عالیشان ہے
اور اسمین ابراہیم بیگ خان دہونسہ کی پختہ قبر بنی ہوی ہے ۱۲

اور خطاب اجدادی راجہ بیر بہادر سے سرفراز ہوکر پرگنہ پالم کا جاگیردار ہوا۔ راجہ[1] بیر بہادر بغرض زیارت روضہ حضرت حاجی سیاح سعید الدین قدس سرہ پالم سے قندہار آیا۔ اور پیشکش نذر حصول سعادت زیارت مزار مبارک واپسی کے وقت راجہ متہہ رسے ملاقات کی اور ایک شب مہمان رہکر پالم واپس چلا گیا سنہ ۱۱۹۰ہ مین راجہ بیر بہادر نے اپنی جاگیر پالم مین انتقال کیا۔ اس کے مرنیکے بعد راجہ سدہرم اسکا بیٹا جانشین ہوا

مودہاجی بہونسلہ کی فوج سے مقابلہ

سنہ ۱۱۸۷ہ[2] مین بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر گلبرگہ کی جانب تشریف فرما ہوے راجہ گوپال سنگہ ثالث بھی معہ فوج ہمراہ رکاب تہا بتاریخ ذیقعدہ نواب نے گلبرگہ سے کوچ فرمایا اور سیر وشکار کرتے ہوے دریاے بہیمرا کی جانب روانہ ہوے ۹ تاریخ کو شنکراجی کہوربڑہ جو مودہاجی بہونسلہ کی فوج کا سپہ سالار تہا تحصیل زر محالات کیلئے معہ فوج جا رہا تہا اوس نے اس نیت سے قیام کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے عقب مین چلنے والون کو غارت کرے اور مال و اسباب لوٹ لیوے ہراول لشکر ظفر قرین کا جس مین راجہ گوپال سنگہ بہادر بھی اپنی جمعیت کے ساتہ موجود تہا شنکراجی کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا ہرچند سرداران فوج شاہی نے مرہٹون کو پیچھے جانیکے لئے کہا مگر مرہٹون نے نہ مانا شنکراجی کہوربڑہ مرہٹون کی فوج کا افسر خود فساد پر تیار ہوگیا اور شاہی فوج پر حملہ کیا۔ سرداران فوج شاہی نے ایسی معرکہ آرائی کی کہ مرہٹے پسپا ہوگئے۔ اور دوسرے حملہ مین مقہور فوج منتشر ہوکر اس بدحواسی سے بہاگی کہ اثاثہ اور سامان بچا لیجانیکا بہی خیال نہوا۔ اور بہت سے اونٹ گہوڑے اور بیل جن پر تیل اور تانبے کے برتن اور عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے اور غلہ لدا ہوا تہا اور بہت سے پالکیان رنگ برنگ اور بہت سارا اسباب متفرق لشکر فیروزی اثر کے بہادرون کے ہاتہ آیا۔ بعد عرض واقعہ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک پیسے سے لاکہہ روپیہ تک غنیمت فوجکو معاف ہے۔ سپاہیان اور افسران فوج مالامال ہوگئے۔ اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگہ اور ہمراہی راجپوتون کو بہت سا سامان غنیمت ہاتہ آیا اس بہادری

---

[1] یہ مضمون قدیم بیاض سے اخذ کیا گیا ہے مگر راجہ بیر بہادر کا حال مآثر الامرا کی پہلی جلد مین موجود ہے ۱۲

[2] از تزک آصفیہ ۱۲

مین موجود تہا- اسنے آینوالی فوجکو روکا- طرفین کی فوج زیادہ تہی خوب لڑائی ہوئی- سرکار عالی کی فوج کا قدم آگے بڑہتا گیا اور قلعہ کادیری پٹن پر قبضہ ہوگیا- ابراہیم بیگ خان دہنسو سنے ہر چند فوجکو سنبہالنے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی- اور فوج سنے چینا پٹن مین آکر اپنے حواس درست کئے- اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگہ کی کارگذاری ہی قابل قدر سمجھی گئی- اور وہ مورد الطاف شاہی ہوا- حیدر علیخان اپنی فوج کے ساتہہ وہین ٹہرا رہا- اور سرکار عالی معہ فوج کامیابی کے ساتہہ حیدرآباد واپس پہونچے

بیر بہادر پالم کے راجہ کا قندہار کو آنا-

راجہ بیر بہادر بہیروجی نیر کر کا بیٹا ہے- اصل وطن اُسکا اناگوندی تہا- جو دریاے تنگ بہدرا کے کنارے واقع ہے- وطن سے نکلکر کچہہ عرصہ تک بیجاپور کے قریب کسی دیہات مین سکونت اختیار کی- بہیروجی کو نیمبالکر سندیہ سے قرابت تہی اور سندہیہ کو بہت بڑا منصب و جاگیر حاصل تہی- سندہیہ کے ذریعہ بہیروجی نے نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے پاس رسائی کی- نامبردہ کو منصب جلیلہ کے ساتہہ پرگنہ پالم صوبہ بیدر کی عملداری عطا ہوئی اور اسنے اپنی زندگی تک خدمت سرکاری اچھی طرح نیکنامی کے ساتہہ انجام دی- اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا بیٹا اکاجی قایم مقام ہوا- اور رفتہ رفتہ عمدہ کارگذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب

سلہ نواب والاجاہ والی ارکاٹ نے بندگان عالی نواب نظام علیخان بہادر سے دہونسہ کی سفارش کی اور خود بندگان عالی نے کادیری پٹن پر دہونسہ کی بہادری ملاحظہ فرمائی تہی- اس لئے اسکو اپنی فوج مین شریک کرلیا اور وقتاً فوقتاً اس کے بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین ترقی دیکر سرکار کہم و سرکار الگنڈل اور نرمل کی حکومت پر مقرر فرمایا- دہونسہ نے تہوڑی ہی عرصہ مین عزت اور نام آوری کے ساتہہ ضابطہ جنگ ظفر الدولہ مبارز الملک خطاب پایا- قصبہ نرمل کو مستقر قرار دیکر بڑا شہر بنادیا تہا کمال عروج مین بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۱۹۵ھ کو قلعہ نرمل مین عارضہ سرطان سے انتقال کیا ابراہیم باغ مین پختہ قبر بنی ہے- مولف کو ۳۰ شنبہ مطابق ۱۳۱۵ء ماہ شوال مین عملداری سرپور تانڈور کے دورہ کے جاتے وقت قصبہ نرمل مین ٹہیرنے کا اتفاق ہوا تہا ابراہیم باغ مین ڈیرے لگائے گئے تہے- یہہ باغ وسیع اور عالیشان ہے اور اسمین ابراہیم بیگ خان دہونسہ کی پختہ قبر بنی ہوی ہے ۱۲

اور خطاب اجدادی راجہ بیر بہادر سے سرفراز ہوکر پرگنہ پالم کا جاگیردار ہوا۔ راجہ بیر بہادر بغرض زیارت روضہ حضرت حاجی سیاح سعید الدین قدس سرہ پالم سے قندہار آیا۔ بعد پیشکش نذر وحصول سعادت زیارت مزار مبارک دالپسی کے وقت راجہ مہیندر سے ملاقات کی اور ایک شب مہمان رہکر پالم والپس چلا گیا سنہ ۱۱۹۰ھ مین راجہ بیر بہادر نے اپنی جاگیر پالم مین انتقال کیا۔ اس کے مرنیکے بعد راجہ سدہرم اسکا بیٹا جانشین ہوا

مودہاجی بہونسلہ کی فوج سے مقابلہ

سنہ ۱۱۹۶ھ مین بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر گلبرگہ کی جانب تشریف فرما ہوئے راجہ گوپال سنگہ ثالث بہی معہ فوج ہمراہ رکاب تہا بتاریخ ذیقعدہ نواب نے گلبرگہ سے کوچ فرمایا اور سیر وشکار کرتے ہوئے دریاے بہیمرا کی جانب روانہ ہوئے ۹ تاریخ کو شنکراجی کہوربڑہ جو مودہاجی بہونسلہ کی فوج کا سپہ سالار تہا تحصیل زر محالات کیلئے معہ فوج جا رہا تہا اوس نے اس نیت سے قیام کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے عقب مین چلنے والون کو غارت کرے اور مال و اسباب لوٹ لیوے ہراول لشکر ظفر قرین کا جس مین راجہ گوپال سنگہ بہادر بھی اپنی جمعیت کے ساتہہ موجود تہا۔ شنکراجی کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا ہر چند سرداران فوج شاہی نے مرہٹون کو چلے جانیکے لئے کہا مگر مرہٹون نے نہ مانا۔ شنکراجی کہوربڑہ مرہٹونکی فوجکا افسر خود فساد پر تیار ہوگیا اور شاہی فوج پر حملہ کیا۔ سرداران فوج شاہی نے ایسی معرکہ آرائی کی کہ مرہٹے پسپا ہوگئے۔ اور دوسرے حملہ مین مقہور فوج منتشر ہوکر اسی بدحواسی سے بہاگی کہ اثاثہ اور سامان بہی لیجانیکا بہی خیال نہوا۔ اور بہت سے اونٹ گہوڑے اور بیل جس پر تیل اور تانبے کے برتن اور عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے اور غلہ لدا ہوا تہا اور بہت سے پالکیان رنگ برنگ اور بہت سارا اسباب متفرق لشکر فیروزی اثر کے بہادرون کے ہاتہہ آیا۔ بعد عرض واقعہ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک پیسے سے لاکہہ روپیہ تک غنیمت فوجکو معاف ہے۔ سپاہیان اور افسران فوج مالامال ہوگئے۔ اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگہ اور ہمراہی راجپوتون کو بہت سا سامان غنیمت ہاتہہ آیا اس بہادری

سلہ یہ مضمون قدیم بیاض سے اخذ کیا گیا ہے مگر راجہ بیر بہادر کا حال مآثر الامرا کی پہلی جلد مین موجود ہے ۱۲

سلہ از تزک آصفیہ ۱۲

اور کارگذاری کے صلہ مین نواب نظام علیخان بہادر نے راجہ گوپال سنگہ کو ایک اسپ نامد
معہ سامان مرحمت فرمایا۔

ہولکر اور سندہیہ کی فوج سے مقابلہ

ماہ رمضان ۱۱۸۸ھ مین نواب نظام علیخان بہادر بمقام اورنگ آباد قیام پذیر تھے
اس عرصہ مین راگہوزا مرہٹہ فوج ہولکر و سندہیہ کو فراہم کر کے دریا کے
نربدا عبور کر کے صوبہ خاندیس مین گہس گیا۔ نواب نے اسکے تعاقب کا قصد فرمایا۔ اور
فتح میدان مین خیمے استادہ ہوے۔ راجہ گوپال سنگہ ثالث اور پدم سنگہ راجہ کو اس کی طلبی
ہوئی۔ باریابی کے ساتہہ ہر ایک کو سرپیج و جیغہ مرصع مرحمت ہوا۔ اور فوج ظفر موج
۵ ذی قعدہ سنہ مذکور کو برہانپور داخل ہوتی۔ جب یہہ خبر ملی کہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۸۸ھ مذکور کو
حضرت عمدہ بیگم صاحبہ نے رحلت فرمائی بندگانعالی مغموم ہوکر واپس ہوئے مگر لشکر ظفر پیکر جس مین
راجہ گوپال سنگہ شریک تہا راگہوراد کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ غرہ محرم ۱۱۸۹ھ کو راگہوراد کا لشکر
شکست کہاکر بہاگ گیا۔ راجہ گوپال سنگہ ثالث کامیابی کے ساتہہ واپس آیا۔

چوسر باغ کا جشن

بندگانعالی اورنگ آباد سے دولت آباد مین رونق افروز ہوئے نواب ذوالفقار
بہادر نے بتاریخ ۶ شوال ۱۱۸۹ھ چوسر باغ مین محفل جشن ترتیب دی اور جملہ عہدہ داران
ہمراہی لشکر ظفر پیکر کو مدعو کیا بندگانعالی تمام عہدہ دارون کے ساتہہ رونق بخش محفل ہوکر
راجہ نرپت سنگہ و راجہ گوپال سنگہ نے معہ برادران اس محفل مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی
اور قلعہ دہارور تک بندگانعالی کے ہمراہ رکاب رہے۔

عطای خطاب ہمی اندر بہدوبت بہادر

۱۱۹۱ھ مین گوپال سنگہ ثالث اور تیج سنگہ حیدرآباد آئے
۷ ذیحجہ سنہ مذکور کو بندگانعالی بلدہ سے کوہ شریف کو تشریف فرما ہوئے اور وہین دربار فرمایا
اور عید کی نذرین لین اور خطابات عطا ہوئے۔ میر فخرالدین پسر قمرالدین خان کو ہمت جنگ خطاب
ملا۔ اور سید دلاور خان کو مظفرالدولہ سیف جنگ خطاب معہ اضافہ منصب سہ ہزاری اور پالکی
جہالردار عطا ہوئی۔ اور راجہ گوپال سنگہ ثالث کو خطاب ہمی اندر بہدوبت بہادر و سرپیچ مرصع عطا ہوا

ملہ مولا کا پہاڑ حیدرآباد سے ۱۲ میل جانب شمال و مشرق واقع ہے اور وہان حضرت علی کشکل کشا رضی اللہ عنہ
کا چلہ ہے ہر سال ۱۵ رجب کی ۱۶ سے ۱۸ تک بتقریب عرس بہت بڑا میلا ہوتا ہے ۱۲

سرفرازی سرپیچ مرصع

ماہ محرم ۱۱۹۳ھ[1] مین راجہ گوپال سنگہ اور کنور درجن سنگہ سے دربار شاہی مین حاضر ہونیکی عزت حاصل کی۔ اور نذرین گذرانین۔ بندگانعالی سے گوپال سنگہ اور کنور درجن سنگہ کو سرپیچ مرصع دو رقم مرحمت فرمایا۔

راجہ کا نرمل کو جانا

احتشام جنگ بہادر خلف مبارز الملک ابراہیم بیگ خان دہونسہ نے بغاوت اختیار کی اسکی تنبیہ کے لئے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر نے ماہ صفر ۱۱۹۵ھ مین کوڑملہ سے ہوتے ہوئے نرمل کے جانب توجہ فرمائی لشکر ظفر پیکر مین گوپال سنگہ مہندر بہادر اور راجہ پدم سنگہ شریک تہے۔ اور طلایہ دخرم و احتیاط فوج شاہی کی نگرانی انکے تفویض تہی۔ لشکر فیروزی اثر دریائے گوداوری کو عبور کرکے حدود نرمل مین پہونچا۔ احتشام جنگ نے فوج و توپخانہ مہیا کرکے مقابلہ کیا۔ پہلے ہی حملہ مین احتشام جنگ کی فوج پسپا ہوگئی۔ اور قلعہ جیتیال مین متحصن ہوگیا۔ غرہ ربیع الاول کو احتشام جنگ نے بذریعہ مشیر الملک بہادر اپنی قصور سے معافی خواہ ہوکر حاضر ہونیکی اجازت چاہی۔ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے اسکی درخواست قبول کرلی۔ ابہی صلح کا تصفیہ ہوا تہا کہ یکایک احتشام جنگ کا خیال بدل گیا اور فوج شاہی پر حملہ کیا۔ بہادران لشکر شاہی نے نہایت ثابت قدمی سے باغی فوجکو منتشر کردیا بہرحال دونون جانب سے سخت معرکہ آرائی ہوئی اور ہزارہا آدمی مارے گئے۔ احتشام جنگ قلعہ مین محصور ہوگیا اور نہایت مجبور ہوکر اپنی والدہ کو بندگانعالی کے خدمت مین بہیجکر قصور اتکی معافی چاہی اور ۱۴ ربیع الاول کو رومال سے دونون ہاتہ باندہکر بندگانعالی کے حضور مین حاضر ہوگیا۔ بندگانعالی نے اسکا قصور معاف فرمایا خلعت و سرپیچ مرصع عطا کیا۔ اور بدستور اس کے مقبوضہ تعلقات بحال رکہے۔ اس معرکہ مین طرفین سے فوجی سپاہیون کے علاوہ افسر بہت مارے گئے نواب صولت جنگ بہادر خلف شرف الملک بہادر ضرب گلولہ سے ہلاک ہوئے۔ بعد واپسی سفر بتاریخ ۵ شعبان ۱۱۹۶ھ[2] راجہ مہندر گوپال سنگہ و پدم سنگہ راجہ کولاس کو پاندان[3] رخصت و سرپیچ مرصع مرحمت ہوا۔ اس مہینے مین نواب رفعت الدولہ بہادر کو سرپیچ و جیغہ مرصع ملا اور ناندیڑ۔

---

[1] از تزک آصفیہ ۱۲　[2] از تزک آصفیہ ۱۲　[3] ملک دکن مین وقت رخصت پان اور عطر دیا جاتا ہے اسکو پاندان رخصت کہتے ہین ۱۲

جانیکی اجازت ہوئی۔

ناگوجی نایک کا واقعہ قندہار سے ۱۲ میل پر موضع رنگا کونڈہ میں ناگوجی نامی نایک[1] رہتا تہا جو بڑا دلیر و نہایت عیار شخص تہا۔ اسکو عہدۂ نایکی تعلقہ پالم و راجورہ و قندہار کا حاصل تہا۔ مالگذاروں کے جاتا کی نگرانی اور دیوتا کے سواری کا انتظام اور جاتریونکی حفاظت مال کی ذمہ داری اسکی سر تہی۔ اور اسکے عوض ہر ایک تعلقہ سے اسکو رسوم مقرر تہے۔ ان تینوں تعلقے کے چور و ڈاکو اسکے تابع فرمان تہے رعایا کا امن اسکی توجہ کا محتاج تہا۔ اسوقت پولس کے پورے اقتدارات اسکو حاصل تہے۔ رقم رسوم کے علاوہ ان تعلقات سے مدد معاش بہی اسکو مقرر تہی راجہ صاحب قندہار اور اس نایک میں قدیم سے رابطۂ اتحاد تہا۔ اندنوں موضع واکجرو اطہری کا دیسمکہ سرکار سے باغی ہوکر اس موضع کی چہوٹی مگر مستحکم گڈہی میں چند مفسدوں کے ساتہ مقیم تہا جمعیت سرکاری نے عجب خان جمعدار کی ماتحتی میں اس گڈہی کا محاصرہ کیا لیکن کسیطرح گڈہی فتح نہوئی۔ نہ دیسمکہ گرفتار ہوا عجب خان افسر نے راجہ صاحب قندہار سے امداد طلب کی۔ مگر راجہ نے ٹالدیا۔ ناگوجی نایک نے اپنی رسوخ سرکار میں پیدا کرنیکے لئے بلا اطلاع و بلا مشورہ راجہ صاحب جمعیت سرکاری کی مدد دی۔ اور شاشب نقب لگاکر گڈہی کا ایک برج گرادیا۔ سرکاری جمعیت کو کامیابی ہوئی۔ اور دیسکہہ واکجر واطہری گرفتار ہوگیا۔ اور اس حسن کارگذاری کے صلہ میں سرکار سے نایک کو کالا پہاڑ لقب ملا۔ اس واقعہ نے راجہ کو بیچین کردیا۔ خصوص پہاڑ کا لقب نایک کے نام کے ساتہ یہہ ہرگز سننا نہیں چاہتا تہا۔ اور اپنے خاندان کی تحقیر کا باعث سمجہتا تہا کیونکہ پہاڑ سنگہ[2] اس راجہ کے جد اعلی گوپال سنگہ کے دادا کا لقب تہا۔ یہہ بہی سناگیا کہ انہوں فن عیاری کے متعلق نایک اور راجہ میں کچہہ بحث بہی ہوئی اور نایک نے کہا کہ قلعہ قندہار میں گہس آنا کیا بڑی بات ہے۔ اور یہہ ثابت کرنیکے لئے کہ باوجود استحکام قلعہ و سامان حفاظت شب کو

---

[1] نایک لفظ سنسکرت ہے سپہدار کو کہتے ہیں نایک کے مارے جانیکے واقعہ کی بہت بڑی مرہٹی زبان میں گیت بنائی گئی ہے جسکو (ناگوجی نایک کا پوانڑا) کہتے ہیں۔

[2] مآثر الامراکی جلد دوم میں راجہ گوپال سنگہ کے سلسلۂ کیفیت میں گوپال سنگہ کے دادا کا نام بہادر سنگہ اور بعض نسخہ میں بہادر سنگ لکہا ہے مگر راجہ کے خاندانی لوگ پہاڑ سنگہ کہتے ہیں۔

ناگوجی نایک راجہ کی خلوت تک پہونچ گیا تہا۔ دوسرے دن رات کی لائی ہوئی راجہ کی انگشتری راجہ کے پاس تحفتہً بہیجدی۔ ان واقعات سے راجہ کو نایک سے قلبی عداوت پیدا ہوگئی اور تا بو ڈہونڈہتا رہا مگر اسکو ناگوجی جیسے نایک پر قابو پا جانا کوئی آسان کام نہین تہا ناگوجی ایک بڑا چالاک آدمی تہا وہ راجہ سے دور ہی دور رہا۔ ایکدن راجہ کو خبر ملی کہ نایک بادشاہی رمنہ مین جو حدود قندہار کے شرقی شمالی جانب ہے موضع پانگری کے راستہ سے بغرض شکار آیا ہے۔ راجہ فوراً وہان پہونچا۔ مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مسلح پاکر راجہ نے اپنی پالیسی بدلدی۔ اور بہت ہی ملایمت سے پیش آیا اور کچہہ ایسے محبت آمیز الفاظ مین تقریر کی کہ نایک کو راجہ کیطرف سے اطمینان ہو گیا۔ اور دہوکا کہا گیا۔ راجہ اپنے قلعہ مین واپس آکر اس معاملہ کو طرح دے گیا اور اس سخت برہمی کو جو نایک کی جان لئے بغیر فرو ہو نیوالی نہتی ایسا ضبط کیا کہ نایک کچہہ سمجہہ نہ سکا۔ راجہ کچہہ دنون بعد سیر و شکار کے بہانے موضع انڈگی مین پہونچا۔ نایک سے ملاقات کی۔ راجہ نایک کے ساتہہ ساتہہ رسن گانون مین گیا نایک راجہ کے پاس بیٹہا باتین کر رہا تہا کہ راجہ کے سپاہیون نے چالبازی سے اسکے گڈہی اور گہر پر قبضہ کرلیا ادہر راجہ کے اشارہ کرتے ہی نایک گرفتار کرلیا گیا۔ قندہار پہونچتے ہی راجہ نے حکم دیدیا کہ نایک توپ کے منہہ سے باندہکر اوڑا دیا جاے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی نایک نے راجہ سے آخری التجا یہہ کی کہ توپ کے منہہ پر چہاتی سے باندہا جاؤن۔ راجہ نے بخوشی کشادہ پیشانی کے ساتہہ نایک کے التماس کو مان لیا اور نایک کا سینہ توپ سے باندہا گیا۔ قندہار مین راجہ کی اس بیرحمی نے ایک تہلکہ ڈال دیا۔ نایک کے طرفدارون کا واویلا اور ایکطرف تماشہ بینون کی کثرت نے ادہم مچا دیا۔ عمایدین شہر اور معتبر ساہوکارون نے راجہ کو اس خیال سے باز رہنیکی بہت نصیحت کی۔ مگر ضدی راجہ کے دل پر ان باتونکا خاک اثر ہوا

راماجی رنگاری کی حویلی | نقل مشہور ہے کہ راماجی رنگاری جو ایک متمول شخص تہا۔ جسکی عالیشان ویران حویلی بدواری بیس کے شارع عام پر ہے اسکے مالدار ہونیکا ثبوت دیتی ہے راجہ سے اس نایک کی جان کے معاوضہ مین اس نایک کے ہموزن زرخالص داخل کرنیکا وعدہ کرتا تہا مگر ضدی اور ہٹیلے راجہ نے نہ مانا اور اپنے حکم کو واپس لینا اپنی تہتک کا باعث سمجہا۔

ناگوجی نایک کی موت | حق تو یہہ ہے کہ ناگوجی نایک کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تہا اور اسکو صفحۂ

اور نگار میں جان سکے باہر لے نام چھوڑ جانا تھا وہ چھوڑ گیا۔ راجہ کے آخری حکم پر محمد سرور رنگولہ انداز نے توپ سر کردی آتش فشان توپ کے تسمہ کے بیچارے نایک کی کیا حقیقت تھی پرزہ پرزہ ہو کر اڑ گیا۔ گرد اڑائی پڑی اور زندہ بالی چھوٹی نایک کے وہ بیبیاں تھیں خاوند کے چند پریشان اعضا کو جو انہیں مل سکے جمع کرکے محبت اور عزت کی آگ میں اپنے مذہبی رسوم کے موافق جلتی آگ میں جیتے جی جل کر ستی ہوگئیں امرت چشمہ کے قریب تالاب میں انکا سمادہ ابتک باقی ہے سمادہ کے پتھر پر ایک مرد اور دو عورتوں کی تصویریں کندہ ہیں۔

ناگوجی نایک کی حویلی ناگوجی نایک کا عظیم الشان مکان قندہار میں شرقی و جنوبی حصہ کے فصیل کے اندر چاری باہیس کے قریب تھا۔ جسکو راجہ نے توڑ کر مسمار کروا دیا۔ اس مکان کی نشانی صرف ایک باولی ابتک باقی ہے۔

سیتا رام کی حویلی قندہار میں یوں تو بہت سے پختہ عالیشان مکان ویران پڑے ہوئے ہیں جنکی اینٹ اور پتھر کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی ہوئیں ہیں لیکن چھتیں گر گئی ہیں ان اجڑے ہوئے کھنڈروں میں سیتا رام کی حویلی اس لئے مشہور ہے کہ اسکی دیواریں بہت بلند ہیں معرکہ جنگ کے وقت قلعہ کی توپ کا گولہ اس عالیشان مکان کے درمیان سے نکل گیا اور دیوار پر سوراخ باقی رہگیا جسکا نشان ابتک موجود ہے اور دیوار قایم ہے سیتا رام بہت متمول شخص تھا اور اُس نے یہ عالیشان اور مستحکم مکان عربی دروازہ (بدواری عیس) کے شارع عام پر بنایا تھا راجہ کے جابرانہ طرز عمل سے سیتا رام کے خاندان نے اپنے وطن اور عالیشان مکان کو چھوڑ کر قصبہ بسمت میں اقامت اختیار کی مکان ویران ہوگیا سنہ ۱۲۶۲ھ میں اس ویران مکان کا بڑا چوبی دروازہ نکالکر حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ میں لگادیا گیا جو ابتک موجود ہے۔

حکیم کالی داس کی موت اس راجہ کی عہد میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ حکیم کالی داس ایک سیاہ منش آدمی راجہ کا ملازم تھا بھائی پورہ میں دل سنگھ کے مکان کے قریب رہا کرتا تھا۔ اور مصری علاج کیا کرتا تھا۔ روزانہ راجہ کے سلام کو جاتا۔ راجہ کے محلات کا علاج اسی سے متعلق تھا۔ ایکدن حکیم راجہ کے پاس سے واپس آکر ٹھہرا ہی تھا کہ پھر طلبی ہوئی حکیم جی کا ماتھا ٹھنکا کہ غیر وقت

اور خلاف معمول طلبی کیون ہوئی حکیم سنے ذرا جانے مین تامل کیا اوسوقت اتفاقی طور پر رانی کا
مزاج بگڑا ہوا تھا - راجہ نے حکیم کے آنیمین جسقدر جلدی ہو مناسب جانکر اور دو جوان بہیجدیے
راجہ کے تلون طبع سے اُسکے ملازمین کو بہی اعتبار نتہا حکیم صاحب کو اور بہی تردد ہوگیا -
دیر ہونے سے سختی کے ساتہہ دش جوان پہونچ گئے حالانکہ راجہ کو رانی کی علالت مزاج نے
تشویش مین ڈالا تہا - اور حکیم کی طلبی مین جلدی کررہا تہا - اس عجلت کو حکیم جی کی کسکی مزاج نے
کچھہ اور ہی سمجہا یا آتشیا رمین کہنے لگا کہ مین زندہ نہ چلونگا سپاہی تو تہا فوراً مسلح ہوگیا -
دو فرزند اور دو داماد بہی اُسکے شریک ہوگئے اور راجہ کے سپاہیون پر حملہ کردیا ایک ہنگامہ
بپا ہوگیا تمام سے جوانون کی امداد پہونچی اور جنگ شروع ہوئی بہرحال یہ پانچون شخص
اسوقت تک تلوار چلاتے رہے جبتک کہ بندوقون سے نہ مارے گئے -

ایک کمانی مسجد دل سنگہ راجہ کی فوجمین ایک راجپوت افسر تہا اسکا عالیشان مکان تہائی پورہ
مین تہا اس سنے ایک محرابی عاشور خانہ پختہ تعزیہ داری کیلئے تیار کیا تہا عشرہ شریف مین بڑی
دہوم دہام رہتی تہی - دل سنگہ کے مرنے کے بعد اسکا گہر تباہ ہوگیا عاشور خانہ ویران ہوگیا تہا
تہائی پورہ کے مسلمانون سنے اسکو ایک محرابی مسجد قرار دی ہے اور اس مین بانگ وصلوٰۃ ہوتی ہے

تہائی پورہ کی وجہ تسمیہ تہائی پورہ اس محلہ کا نام ہے مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کے روضہ کے ملحق
جو آبادی ہے وہ اور یہہ قدیم محلہ ہے اس آبادی کا بڑا حصہ بافندونکے مکانات ہتے جو عام لوگونکی
زبان مین مومن کہلاتے ہین (ہتہ) ایک آلہ ہوتا ہے جس سے بافت کے وقت بافندے مدد
لیتے ہین اسلئے قدیم لوگون سنے ہتہ کے لحاظ سے ہتائی پورہ محلہ کا نام رکہدیا ہے دلیل یہہ ہے
کہ ناندیڑ کے آبادی کے جس حصہ مین یہہ (مومن) بافندے رہتے ہین اسکو بہی ہتائی پورہ کہتے
ہین بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ راجہ کے ہاتی یہان باندہے جاتے تہے اس سلئے ہتائی پورہ نام ہے

کنور جے سنگہ کی ولی عہدی کی تقریب راجہ مہندر کو دنیوی عیش ونشاط ہر طرح حاصل تہا دولت وثروت وحکومت
سب کچھہ تہی مگر اولاد کے نہونے سے دل کا کنول مرجہایا تہا - بڑہاپے
کے آثار نمایان ہوئے اولاد سے اور ناامیدی ہوگئی - اسلئے اپنی جانشینی اور سرپاکرم ادا کرنیکے
لئے اپنے چہوٹے بہائی تیجا سنگہ کے بیٹے جی سنگہ کو متبنّے کیا یہہ تقریب سنہ ۱۱۹۴ھ مین بہت

دہوم دہام سے ہوئی راجہ صاحب کو آس راجہ صاحب ماہور اور اطراف کے راجہ اور زمینداران نامی شریک جلسہ ہوسے۔

ذکر حضرت بیریا شاہ درویش حضرت بیریا شاہ صاحب ایک مجذوب ستھے جنکی ذات بابرکات سے عوام کو فیض حاصل تہا۔ اکثر بہیکا شاہ صاحب کا بلی کے پاس تالاب کے کنارے رہا کرتے راجہ مہندر کے پاس ترسدی ایک شخص اسکے مصاحبون سے زیادہ اپنے حصول منفعت کیلئے اکثر اہل دول ملازمین راجہ اور ساہوکارون کو دام تزویر مین پہسائے رکہتا تہا۔ اور اقسام اقسام کے شعبدہ بازی سے لوگون کو اپنا معتقد بنالیا تہا خود ہی سحر کرتا اور کسیقدر قرار داد کے بعد معالج بنتا۔ جب بیریا شاہ صاحب کے کمالات اور کرامات کی شہرت ہوگئی سب لوگ ادہر رجوع ہوگئے اور شاہ صاحب کی دعا کی برکت سے صحت پاسنے لگے ترسدی کو شاہ صاحب سے سخت رنج پیدا ہوا اور اسنے عجیب کارسازی و شعبدہ بازی کی جسکا ذکر حضرت مولانا محمد امین الدین صاحب کثربت مرحوم نے اپنی تصنیف مین اسطرح فرمایا ہے۔

بروزے نشستہ مہندر بہ باغ — دما دم کشیدے بہ مستی ایاغ
ہمہ نوکران حاضر اندر حصار — ہمہ ملک در دست و ہم گیر و دار
بزیرِ درختے چو شیرے نشست — بساطِ غم و درد را در نوشت
کہ ترسدی آمد بصد مکر و فن — بنا کرد در پیش او یک سخن
کہ برخیز اے راجہ زینجا شتاب — کہ از بہرِ تو می رسد زہر ناب
مہندر از اینجا بہ برخاست زود — کہ آمد یکے منجنیقی فرود
درختے فتادہ بزیر زمین — مہندر از و گشت در خشم و کین
طلب کرد درویش را زان عقاب — برآورد او سالک دندانش ناب

مہندر نے ترسدی کے کہنے پر بیریا شاہ کو پکڑ منگوایا اور دانت گرادیئے شاہ صاحب اسی حالت سے تالاب کے کنارے پر واپس آئے بقیہ دانت بہی پتہر سے توڑ ڈالے اور اپنے منہ کا خون آلودہ پانی قلعہ کی جانب پہینکا۔ آپ کے معتقدین جمع ہوسے خوف تہا کہ ہنگامہ بپا ہوجاسے مگر شاہ صاحب نے منع کردیا۔ اور ناندیڑ چلے گئے۔

ارسطوجاہ کی وزارت اور راجہ مہندر کی دولت و حکومت کا زوال اور صدمۂ ذلت سے اسکا انتقال

نواب رکن الدولہ مدار المہام بہادر کا ۲۶ صفر ۱۱۸۹ھ کو ضرب کش رسے انتقال ہوچکا تہا اور نواب ارسطوجاہ بہادر امورات خدمت دیوانی کو انجام دیا کرتے تہے بتاریخ یکم شوال ۱۱۹۵ھ روز جمعہ بالاستقلال خدمت دیوانی[1] سے سرفراز ہوئے - راجہ مہندر کی بدعنوانیونکی شہرت ہوچکی تہی اور اس کے خاندان مین نقاص پیدا ہوچلا تہا اور جاگیرات ترکہ اولاد گوپال سنگہ اور نرپت سنگہ کے لحاظ سے متفرق طور پر بٹ گئے اور پرگنہ قندہار بہی چہین لیا گیا اور یہہ پرگنہ بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ درعوض تنخواہ رسالہ نواب شمس الامرا ابوالفتح خان بہادر پائگاہ خاص مین دیدیا گیا مگر قصبہ قندہار اور اسکی قلعداری راجہ مہندر کے نام باقی رہ گئی جو دس ہزار روپیہ سالانہ کی اصل کی جائداد تہی راجہ کا دل اس صدمۂ ذلت وندامت کی برداشت نکر سکا کثرت رنج والم نے اسے بیمار ڈالدیا اور اسی سال ۱۱۹۸ھ مین فوت ہوا اسکے بنائے ہوئے لعل باغ مین کنول تالاب کے کنارے دو قبرین راجہ مہندر اور اسکی رانی سون بائی کے نام سے مشہور ہین -

راجہ تیج سنگہ بہادر کی عملداری

تیج سنگہ راجہ لعل سنگہ ہندوپت مہندر بہادر کا چہوٹا بہائی اور قصبہ کنہر کہیڑہ کا جاگیردار تہا راجہ مہندر کے مرنیکے بعد اسکا متبنٰی فرزند کنور جی سنگہ مسندنشین ہوا اور پروانہ شاہی مورخہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ بعطائے خدمت قلعداری قندہار معہ قصبہ مجمع کامل آٹہہ ہزار چہہ سو بتیس روپئے ۸۶۳۲ اور خطاب راجہ جی سنگہ کو عطا ہوا کنور جی سنگہ کم سن تہا اسلیئے تیج سنگہ کو فوج شاہی مین ایک رسنکی عزت حاصل ہوئی

خاندیس کا سفر اور راگہو راؤ مرہٹے سے مقابلہ

۱۱۸۸ھ مین تیج سنگہ بہادر ہمراہ رکاب بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر آورنگ آباد تک گیا جب راگہو راؤ نے ہولکر اور سندہیا کو فراہم کرکے فوج کثیر کے ساتہہ دریائے نربدا کو عبور کیا اور صوبۂ خاندیس مین پہونچا شاہی فوج نے

[1] مؤلف حدیقۂ عالم نے لکہا ہے کہ (معین الدولہ مراد از ارسطوجاہ در جمیع مقدمات ملکی ومالی دخیل گشتہ عہدۂ خدمت مدار المہامی بدون آنکہ متعلق شود بخود متعلق گردانیدند ۱۲

اسکا تعاقب کیا تیغ سنگھ اس معرکہ مین فوج شاہی کے ساتھ تھا آگے فوج ظفر موج کی مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ گیا۔ نواب نظام علیخان بہادر نے تیغ سنگھ کو اس کارگذاری کے صلہ مین سرپیچ و جیغہ مرصع عنایت فرمایا۔

دریائے کشنا کی سیر اور سفر

۲۳ محرم سنہ ۱۱۹۱ھ کو نواب نظام علیخان بہادر حیدرآباد سے دریائے کشنا کیطرف بغرض سیر و تفریح روانہ ہوئے اس سفر مین تیغ سنگھ اور اسکا بیٹا بیچے سنگھ دونون ہمرکاب تھے جب ۷ جمادی الاول کو بعد سیر و شکار واپس ہو کر حیدرآباد داخل ہوئے تو بندگانعالی نے تیغ سنگھ اور بیچے سنگھ کو سرپیچ و دو رقم خلعت مرحمت فرمایا۔

کوہ مولا کی زیارت

سنہ ۱۱۹۱ھ کو راجہ لعل سنگھ شمشیر جنگ بہادر کے ساتھ جب راجہ تیغ سنگھ بلدہ حیدرآباد مین داخل ہوا اسوقت بندگانعالی زیارت کوہ شریف کیلئے تشریف فرما ہوئے تھے اور یہین تمام امرا و نواب راجہ دربار شاہی مین باریاب ہوئے اور راجہ تیغ سنگھ کو سرپیچ مرصع عنایت ہوا۔

تیغ سنگھ اور بیچے سنگھ کا مقابلہ فوج ٹیپو سلطان قلعہ بادامی مین محصور ہو کر رہائی پانا

سنہ ۱۲۰۰ھ مین بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر نے تیسری جمادی الاول کو پٹن سے عبور کرکے قلعۂ بادامی کا محاصرہ کیا۔ جائے بے موقع تھی۔ دونو جانب بڑے بڑے پہاڑ تھے جس سے غنیم کی فوج کے شبخون مارنیکا خوف تھا اسلئے وہان سے فوج ہٹا کر میدان مین خیمہ زن ہوے راجہ تیغ سنگھ و راجہ بیچے بہادر و کنور جسونت سنگھ فرزند تیغ سنگھ و نرپت سنگھ فرزند بیچم سنگھ قلعدار کولاس بھی ساتھ تھے۔ فوج مین غلہ کی کمی ہوگئی کیونکہ غلہ کسی قریب مقام سے آ نہین سکتا تھا لہذا بمقتضائے مصلحت وقت شرف الملک بہادر اور رفعت الملک بہادر و راجہ تیغ سنگھ وغیرہ کو اسی ہزار سوار جرار سے قلعہ کے محاصرہ پر چھوڑ کر بندگانعالی واپس ہوئے۔ اس فوج نے قلعہ بادامی کے محاصرین کو ہوشیاری سے تنگ کرکے بامن جان قلعہ خالی کروالیا یہ خبر سنکر ٹیپو سلطان بہادر ایک لاکھ پیادہ اور ساٹھ ہزار بار اور چھ ہزار سوار اور تین سو ضرب توپ و گرنال لیکر ۲۴ رجب کو فوج شاہی کے مقابل ہوا تیغ سنگھ وغیرہ افسران فوج شاہی قلعہ مین

---

[1] تزک آصفیہ صفحہ ۱۳۲ [2] تزک آصفیہ صفحہ ۲۵۵

محصور ہوکر ٹیپو سلطان بہادر کی فوج سے مقابلہ کرتے رہے اور باوجود محصوری کے مخالف
فوج سے ستر سردار اور پندرہ ہزار سوار و پیادہ بضرب تیر و تفنگ ہلاک کر ڈالا ایک مہینے تک فوج
شاہی محصور رہی اس عرصہ مین حیدرآباد سے لشکر فیروزی اثر بہ سرکردگی نواب شمس الملک بہادر
و نواب مشیر الملک بہادر محصورین کی امداد کیلئے پہونچا۔ اس لشکر مین راجہ چمنا بہادر اور
راجہ پدم سنگہ بہادر اور راجہ راو رنبہا اور بہت سے نامور افسر و رسالہ دار و منصبدار شریک تھے
معرکہ آرائی کے بعد فوج مخالف پسپا ہوئی۔ اور ٹیپو سلطان واپس چلا گیا تیج سنگہ و بیجے سنگہ و
پدم سنگہ و دیگر سرداران فوج شاہی کامیابی کے ساتھ واپس ہوکر مورد الطاف شاہی رہے[1]

جنگ رودرور

اوس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ جمعداران و افسران فوجکو جمعیت کی تنخواہ مین تعلقہ
یا پرگنہ بطور تنخواہ جاگیر دیدیا جاتا تھا جمعدار لوگ ضرورت کے وقت متفرق لوگون کو فراہم کرکے
فوج ترتیب دیکر پیش کردیتے بعد اجرائی کار ان ہنگامی ملازمین کو علیحدہ کرکے محاصل جاگیر
ذاتی فائدہ اوٹھاتے نواب مشیر الملک بہادر جب خدمت دیوانی پر مقرر ہوئے انہون نے فوجکی
تنقیح شروع کردی اور اس تنقیح مین اکثر جمعدارونکی کارسازی ظاہر ہوئی اس لئے اون افسرونکو
یکسالہ رقم محاصل تنخواہ جاگیرات خزانہ سرکار مین داخل کرنیکے لئے حکم دیا گیا۔ موہن راو جنکہ
جسکی فوجکی تنخواہ مین پرگنہ رودرور[2] دیا گیا تھا وہ اس قسم کا عادی تھا کہ ہمیشہ فوج نہ رکھکر تمام محاصل
جاگیرات ذاتی تصرف مین لاتا۔ اسنے رقم یکسالہ داخل خزانہ سرکار کرنے سے انکار کیا۔ اور
شب کے وقت فوج شاہی سے بھاگ کر رودرور چلا گیا اور وہان مفسدونکو فراہم کرکے آمادۂ
فساد ہوا۔ اسلئے اس باغی کے تنبیہ کیلئے قلعدار[3] اودگیر اور قلعدار قندہار کو حکم دیا گیا اور
فوج شاہی بھی راجہ بہار آمل کی ماتحتی مین پہونچی موہن راو چونکہ تھوڑی سی معرکہ آرائی کے بعد
بالکل کیطرح بھاگ گیا اور پرگنہ رودرور خالصہ سرکاری مین شامل ہو گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۲۰۲ کا ہے

---

[1] تزک آصفیہ مین اس لڑائی کی کیفیت صراحت کے ساتھ لکھی ہے ہمکو صرف تیج سنگہ کی کارگذاری دکھلانا مقصود ہے اس لئے ہم نے ضرورت کے موافق مضمون اخذ کیا ہے۔

[2] قصبہ رودرور تعلقہ بودہن ضلع اندور مین ہے اور یہان کے قاضی شاہ غلام انبیا صاحب ہین ۱۲

[3] حسام الدولہ قلعدار اودگیر تھے ۱۲

بیجے باڑی کی آبادی | تیج سنگھ حلیم الطبع اور سمجھدار آدمی تہا - نیکنامی اور خوش اسلوبی سے قندہار کی حکومت کی اور رعایا اور ملازمین کو نہایت خوش رکہا سنہ ۱۲۰۱ھ مین اور بعض قول سے سنہ ۱۲۰۲ھ مین اناجی باڑی کو اپنے بیٹے بیجے سنگھ کے نام سے موسوم کرکے بیجے سنگھ کو جاگیر دی -

بہوانی دیوی کا مندر | تالاب کے کنارے شاہ قرار کی مسجد کے پیچھے اُسنے ایک بڑا مندر[1] بنوایا ہے وہ ابتک موجود ہے -

مواضع پرگنہ قندہار پر پائگاہ کا قبضہ | سنہ ۱۲۰۵ھ مین مواضع پرگنہ قندہار نواب خورشید الملک خورشید الدولہ غلام بہادالدینخان امام جنگ شمس الامرا کے تفویض ہوئے اور سات سال پائگاہ کی حکومت اس پرگنہ کے مواضع پر رہی اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگھ کی حکومت تہی

مواضع پرگنہ قندہار پر یادہو راو کی حکومت | ۱۹ محرم سنہ ۱۲۱۲ھ کو راجہ راےرایان امیر الامرا شامراج بہادر نیابت پیشکاری پر سرفراز ہوئے جس زمانہ مین ارسطوجاہ بہادر پونہ مین تہے راجہ شامراج بہادر خدمت دیوانی کو بہی انجام دیتے تہے - راجہ صاحب نے مواضعات پرگنہ قندہار راجہ یادہو راو کے سپرد فرمایا تہا -

راجہ تیج سنگھ کی موت | قلعہ اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگھ بہادر کی حکومت بدستور رہی اور راجہ رعایا کی نظروںمین باوقعت رہا سنہ ۱۲۱۸ھ کے قحط مین اس نے رعایا کو بہت امداد دی کہتک لکھواکے غلہ اور نقد روپیہ رعایا اور دوکانداروں کو قرضہ دیا تہا قندہار کے رہنے والون کو آوارہ اور پراگندہ ہونے نہین دیا حالانکہ اس راجہ کی حکومت سواے قندہار دوسرے مواضعات پرگنہ پر نہ تہی - سنہ ۱۲۱۹ھ مین بعارضہ بخار دنیا سے کوچ کر گیا لاش جلا دی گئی اُسکا سمادہ اسکے اجدادی چبوترہ کے احاطہ مین بنایا گیا اوسکی تصویر کا پتہر بالاجی کے دیول مین موجود ہے -

راجہ کی اولاد | راجہ تیج سنگھ کے چار بیٹے تہے پہلا بیٹا بیجے سنگھ بیجے باڑی کا جاگیردار

[1] اس مندر مین بہوانی دیوی کی مورت تہی ہمنت سنگھ کے حملہ کے وقت روہیلون نے وہ مورت توڑ ڈالی تہی اس کے بعد برہمنون نے سنگ مرمر کی مورت بنوائی ہے جسکی پرستش جاری ہے ۱۲

جسکی اولاد کا سلسلہ باقی نہین رہا۔ دوسرا موتی سنگہ دابکہ کا جاگیردار۔ تیسرا جے سنگہ قندہار کا جاگیردار و قلعدار۔ چوتہا دیپ سنگہ

راجہ کنور جے سنگہ بہادر قلعدار و جاگیردار قندہار

یہہ راجہ مہندر بہادر کا فرزند متبنیٰ اور راجہ تیج سنگہ کا بڑا بیٹا تہا۔ مہندر کے انتقال کے بعد برائے نام مسند راجگی پر بٹہلایا گیا۔ اور نواب نظام علیخان بہادر کی پیشگاہ سے اگرچہ اسکو خطاب راجگی و تمغۂ جاگیرداری سنہ ۱۱۹۹ھ مین سرفراز ہوچکا تہا مگر راجہ تیج سنگہ کل کاروبار کا مختار رہتا جب سنہ ۱۲۱۹ھ مین تیج سنگہ راہئی ملک عدم ہوا تو جے سنگہ نے زمام حکومت اپنی قبضہ مین لی۔ اس راجہ کی حکومت سوائے قصبۂ قندہار کے اور کچہہ بہی نہتی مگر اسکا رعب تمام پرگنہ کے رعایا پر چہایا ہوا تہا۔ اس مین شک نہین کہ راجہ شجاع و جری تہا مگر ساتہہ ہی سخت گیر بہی تہا راجہ گوپال سنگہ کے عہد سے قندہار نہایت امن کی جائے تہی معتبر ساہوکار جمع ہوتے تہے دوکانداروں کو کسی قسم کی سختی کا برتاؤ نہین ہوتا تہا صرف اورنگ پورے مین قریب پانچسو مکان قوم راجپوت کے تہے اسکے علاوہ دہنائی پورہ مین بہی راجپوت اور بیدڑے مقیم تہے اورنگ پورہ غازی پورہ گولی پورہ کی آبادی تالاب کی چارون جانب سے گہری ہوی تہی۔ **درگاہ سے کوٹ** بازار و **پاگا** و **لال** لنگر تک آبادی کا سلسلہ چلا گیا تہا قلعہ کی مشرقی جانب **مالس پور** و جنوبی جانب **بہادر پورہ** و **تلنگ پورہ** اپنی اپنی آبادی کی شان علیحدہ علیحدہ دکہلا رہے تہے اورنگ پورہ و دہنائی پورہ مین جو راجپوت و بیدڑے مقیم تہے وہ سب راجہ کے ملازم نہ تہے بلکہ خوش باش تہے۔ جنکا ذریعۂ معاش دوسرے علاقون کی ملازمت پر تہا مگر ان کے اہل و عیال یہین مقیم رہتے اور اس آبادی کو اپنا وطن جانتے تہے ایسی آباد اور پرفضا بستی کی حکومت راجہ جے سنگہ کو ملی اس راجہ نے پہلے پہل یہہ سخت گیری کی کہ سنہ ۱۲۱۸ھ مین جو قحط سخت واقع ہوا تو راجہ تیج سنگہ نے رعایا اور اوسط درجہ کے ساہوکارون کو معزز اشخاص اور معتبر ساہوکارونکی ضمانت پر تمسکات لکہوا کر غلہ اور نقدی سے امداد دی تہی چونکہ قحط کا اثر بڑے بڑے معزز اور امیر لوگون پر بہی پڑہ چکا تہا انہین بہی تمسکات دیکر غلہ اور نقدی حاصل کرنے کا

اتفاق ہوا قحط کے دور ہونے پر رعایا ابھی سنبھلی نہ تھی مویشی کے مرجانے سے دوسرے جانوروں کے خریدنے اور بذریعہ کاشتکار کامل روپیہ ادا کرنیکی ابھی مقدرت حاصل ہوئی تھی کہ جے سنگھ نے وصول قرضہ مندرجہ تمسک مین سختی شروع کی اور یہہ رعایا اور مالازمین کی دلشکنی کا باعث ہوا۔ بعض لوگ اس سختی کے متحمل نہو کر جلا وطن ہونے لگے اس نے متفرق معاشداروں کی معاش بھی اپنے ادائی قرضہ مین ضبط کر لی تھی۔

نواب نظام علیخان بہادر کی وفات

نواب نظام علیخان بہادر نے ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ مین بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا صحن مکہ مسجد مین نواب مستطاب کی والدہ ماجدہ حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ کے مقبرے کے پاس مدفون کئے گئے اور غفران مآب کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے آٹھ فرزند تھے (۱) نواب عالیجاہ میر احمد علیخان بہادر (۲) نواب سکندرجاہ میر اکبر علیخان بہادر (۳) نواب فریدونجاہ میر سبحان علیخان بہادر (۴) نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر (۵) نواب جمشید جاہ میر جمشید علیخان بہادر (۶) نواب اکبر جاہ میر تیمور علیخان بہادر (۷) نواب سلیمانجاہ میر جہانگیر علیخان بہادر (۸) نواب کیوانجاہ بہادر

فرمانروائی نواب میر اکبر علیخان سکندرجاہ بہادر

آپ نواب نظام علیخان بہادر کے فرزند تھے سکندرجاہ بہادر آپ کا نام تھا عز رجب ۱۱۸۲ھ مین پیدا ہوئے اور بتاریخ ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ سریرآرائے سلطنت دکن ہوئے

وزارت میر عالم بہادر

۲۰ محرم ۱۲۱۹ھ مین نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ دیوان دکن نے بعارضہ بخار انتقال کیا اور رتنگے جانے پر ۴ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ کو ابوالقاسم میر عالم بہادر عہدہ دیوانی سے سرفراز ہوئے نواب رفعت الملک بہادر ضلعداری ناندیڑ پر مقرر ہوئے۔ دیہات پرگنہ قندہار بہ تغیر پانڈورنگ راؤ نواب صاحب موصوف کے تفویض کردئے گئے ماہ محرم ۱۲۲۰ھ مین راجہ کنور جی سنگھ بہادر نے دربار شاہی مین حاضر ہونیکی عزت حاصل کی اور نواب سکندرجاہ بہادر نے لعطائے سرپیچ جدید سند قلعداری معہ جاگیر بدستور سابق بنام راجہ مذکور تحریر فرمادی اور راجہ کامیابی کے ساتھ قندہار واپس آیا اور حکمرانی کرتا رہا

سادہو ہمنت راؤ مہاراج کی کیفیت

ہمنت راؤ قوم کا برہمن راناجی پنڈت کا بیٹا موضع کانرمکہیڑ تعلقہ بسمت ضلع
پربہنی کا دیسپانڈے تہا۔ راجہ بجے سنگ کے امتیازی ملازمین مین اسکا اتفاق تہا اوایل عمر کی
ہی اسمین آثار عزلت وخدا ترسی ظاہر تہے شب وروز اپنی اوقات عزیز کو خدا پرستی مین
صرف کرتا اکثر راجہ کو اسبات کا تجربہ ہوا کہ جب اسکو بلایا تو سنا کہ راؤ صاحب تو پوجا
کر رہے ہین راجہ کو راؤ صاحب کے مخالفین نے برہم کر دیا تہا راجہ کا خیال اس کے تخریب
کی جانب لگا رہتا تہا۔ اتفاقیہ طور پر مہکال دروازہ کے باہر راجہ انہین راؤ صاحب کے کمرہ
کے پاس آگیا۔ تو دیکہا کہ واقعی راؤ صاحب پرستش مین ایسے مصروف ہین کہ انہین راجہ کے
آنیکی خبر نہوئی۔ راجہ نے عتاب سے کہا کہ ہمنت راو آپ پوجا کرتے کرتے بالکل سادہو
ہی ہو گئے لفظ سادہو کچہ ایسے مناسب وقت پر راجہ کی زبان سے نکلا کہ اسکا اثر راؤ صاحب
کے لوح دل پر منقش ہوگیا اور وجد کی سی حالت طاری ہوگئی بیخودی نے غلبہ کر دیا اور لفظ
سادہو سادہو اونکے ورد زبان ہو گیا کپڑے اور ہتیار اوتار کر پہینکدئے اور اسباب
اوسیوقت لٹا دیا ترک وطن کرکے پنڈرپور کی جانب چل نکلے اور ایک عرصہ کی سیاحی کے
بعد اپنے وطن کو واپس آئے تارک الدنیائی نے انہین سادہو مشہور کر دیا اور اون کے
معتقدین بہی بہت سے پیدا ہوگئے سادہو اکثر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی خدمت مین
حاضر رہا کرتے اور شاہ صاحب بہی انکو دل سے چاہتے ہتے سادہو کی علمی لیاقت معمولی
تہی مگر سنا جاتا ہے کہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے فیض صحبت نے ان مین تصوف
کا رنگ بہر دیا تہا اور اون کے خیالات ظلمت کدہ کفر وشرک سے پاک ہوکر وحدانیت کے
وسیع میدان مین گہوم رہے تہے۔ سادہو نے اپنی بقیہ زندگی عمدہ طریق پر گذار کر تعلقہ عمرکہیڑ
مضافات برار مین جیت شدی ایکادسی سنہ ۱۲۱۲ف کو انتقال کیا قبر عمرکہیڑ مین ہے۔ سادہو
کے سمادہ کے اخراجات کیلئے سرکار آصفیہ کی جانب سے جاگیر موضع بیل کہیڑ تعلقہ دلپست عمرکہیڑ ضلع
باسم علاقہ عملداری برار مین ہے۔ ہمنت راو سادہو کے بعد بالا بہاؤ[1] جانشین ہوا اور سادہو کہلایا

[1] بالا بہاؤ سادہو کے بعد رگہنات تاتیا سادہو ان کے بعد بالا بہاؤ ثانی سادہو
اون کے جانشین ہمنت باپو سادہو ہوئے ۱۲

عشرہ محرم مین ہنگامہ آرائی اور راجہ کی ہاتی کا زخمی ہونا

راجہ جے سنگھ کے عہد حکومت مین سید میر نامی چہوٹے روضہ کے محلہ مین رہتے تہے۔ میر صاحب کے قیام کی اسمقام کو **میر کا دائرہ** مشہور کردیا۔ میر صاحب اپنے حسن اعتقاد کے سبب عشرہ شریف مین عاشور خانہ کو آراستہ کر کے مجلس کیا کرتے تہے اور بہت ہی پر تکلف اور خوشنما تابوت بنا کر نوین دسوین تاریخ کی شب مین نہایت دہوم دہام سے قلعہ کی جانب لیجاتے تہے۔ لیکن تابوت بلند ہتا اور قلعہ کی جانب جانیکے لئے ضرور رہتا کہ درگاہ پورہ کے شامیانہ کی طناب کہولی جاسے جسکی وجہ سے فساد ہونیکا اندیشہ لگا رہتا اسلئے اس تابوت کے ساتہ محلہ چہوٹے روضہ کے بیفکر خوش باش لوگون کے علاوہ گایکواڑ مرہٹے و راجپوت ہی رہتے۔ اس سال میر صاحب نے راجہ سے ملکر سرکاری تعزیہ کے ساتہہی اپنا تعزیہ سب کے آگے رکہنیکی تحریک کی تہی اور راجہ نے معقول نذرانہ حاصل کرنے کے بعد میر صاحب کو اجازت دیدی سرکاری تعزیہ کے پیچہے ہتائی پورہ کا تعزیہ جو سفید بامنون[1] کے چودہری کے عاشور خانہ مین بنایا جاتا ہے جلوس کے روز دستور سابقہ کے مطابق رہا کرتا تہا۔ راجہ نے محمد یوسف چودہری کو بلا کر سمجہادیا۔ چودہری نیک طینت اور سمجہدار آدمی تہا راجہ کا حکم مان گیا اور اپنے علاقہ کا تعزیہ میر صاحب کے بلند اور خوش نما تابوت کے پیچہے رکہنا قبول کیا ہتائی پورہ کے محلہ والے اس نئی تجویز کے خلاف ہوئے اور اپنے محلہ کے تعزیہ کو دستور کے خلاف دوسرے محلہ کے تعزیہ کے پیچہے رکہنا عار اور اپنے محلہ کی حقارت کا باعث سمجہے اور اس نئی بات سنے ان کے بیفکر اور بیکار دلونمین غیر معمولی جوش پیدا کردیا انہون نے ٹہان لیا کہ کچہہ ہی ہو مگر اپنے محلہ کی بات ہیٹی نہو۔ چنانچہ انہون نے ظاہر و باطن خوب تیاریان کین اور وقت کے منتظر رہے جب سرکاری تعزیہ چاوڑی کے آگے اوتار اگیا تو ادہر سے میر صاحب اپنے پر تکلف تعزیہ کو خود مختار جان نثار گروہ کے ساتہہ بازار مین لے آئے۔ ہتائی پورہ کا تعزیہ بہی معمول سے زیادہ جہمگہٹ اور خود سر فریق کے حمایت مین اپنی مقررہ جگہ پر ہونچا۔ ہرچند چودہری چلاتا رہا اور سرکاری سپاہیون نے بہی روکا مگر کسی نے مانا

---

[1] عام اصطلاح مین سرمن کہتے ہین ۱۲

فساد کرنے پر ہمہ تن مستعد ہو گئے۔ اس ہنگامہ کی خبر راجہ تک پہونچی۔ راجہ نے حالت غیظ مین
اپنی بات نباہنے کے لئے قلعہ کے محافظ سپاہی اور شکاری ہاتی ساتہہ دیکر ہتائی پورہ
والونکو روکنے اور ہنگامہ فرو کرنیکے واسطے بہیجا۔ سرکاری تعزیہ اور ہتائی پورہ کے تعزیہ
کے مابین ہاتی خوف دلانیکی غرض سے کہڑا کیا گیا۔ اور سپاہیون نے بہی دہمکی دی غرض
تہا کہ میر صاحب کا تعزیہ سرکاری تعزیہ کے پیچہے آجائے اور میر صاحب کی دلی تمنا حاصل ہو
اس انتظام سے ہتائی پورہ والے مخوف ہو گئے تہے لیکن غیرت نے انکے بیٹہے ہوئے
دلون کو ابہارا اور وہ دوبارہ جوش مین آئے یہہ جوش بہی انتہا درجہ کا تہا کہ تہم سکا
اور (دولہ یا علی) کہتے ہوئے بڑی بڑی لکڑیان اوٹہائے ہوئے اون سرکاری
سپاہیون پر پل پڑے وہ تو تہوڑے سے سپاہی تہے ایکطرف ہو گئے مگر ہاتی نہ ہلا
اس ہنگامہ مین ایک تیز دست بلوائی نے اپنی پوری قوت بازو سے تلوار کا وار ہاتی
کے سونڈ پر چلایا۔ زخم کاری لگا۔ اور ہاتی پلٹ کے چلاتا ہوا بہاگ نکلا۔ فتحمند
فریق نے اپنے تعزیہ کو دستور کے موافق مقررہ جاے پر لیجا کر کہڑا کر دیا۔ میر صاحب
ناکامیابی کے ساتہہ واپس ہوئے ان بلوائیون کا انتظام راجہ سے کچہہ بہی نہو سکا۔
تہوڑے سے نذرانہ کی لالچ مین خفت کے علاوہ نقصان کثیر اوٹہانا پڑا۔

نواب رفعت الملک بہادر کا قندہار کو آنا اور ہیبت راؤ نایک کی گرفتاری و رہائی

ہیبت راؤ نایک رسن گانؤن جو ناگوجی نایک کا جانشین تہا۔
اس نے پرگنہ قندہار مین دست درازی شروع کر دی تہی۔
ناگوجی راؤ نایک کے واقعہ نے جوش انتقام ہیبت راؤ کے رگ
و پے مین بہر دیا تہا وہ تعلقہ قندہار کے درپے خرابی تہا۔ چونکہ یہہ پرگنہ نواب رفعت الملک بہادر
کی تفویض تہا اسلئے انہین اسکی انسداد کی فکر ہوئی اور یہہ انتظام بجز گرفتاری
ہیبت راؤ ممکن نہ تہا نواب صاحب کو پرگنہ قندہار کے دورہ کی ضرورت تہی اس ضمن
مین نواب نے اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدینصاحب سے قندہار
حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کرنیکی اجازت چاہی۔ مولانا نے نواب کو حاضر
ہونیکی اجازت دی اور راجہ جے سنگہ کو نواب کے ارادہ سے باخبر کر دیا۔ گو راجہ کا

منشا رنہ تہا کہ نوابصاحب قندہار تشریف لائین کیونکہ راجہ کی تلون طبعی سنے اُسکے ذہن مین ڈالدیا تہا کہ نواب کہین قلعہ نہ چہین لین مگر مولانا کے ارشاد کے سامنے کر ہی کیا سکتا تہا خلاف عرض کرنیکی مجال نہ تہی مولانا کے فرمان کو مان لیا اور خود ہی نواب کیخدمت مین بذریعہ تحریر حضرت مولانا کے منشا سے مطلع کردیا۔ مگر اُس نے اپنے قلعہ کی پوری پوری حفاظت کرلی تہی موجودہ ملازمین کے علاوہ کچہہ ہنگامی کچہہ امدادی و رعایئی جمعیت سے تمام قلعہ و قصبہ بہر دیا تہا نوابصاحب ناندیڑ سے بالا بالا گشت لگاتے ہوئے رسن گاؤن پہونچے اور محاصرہ کرکے حکمت عملی سے بلا کشت و خون ہیبت راؤ نایک کو گرفتار کرلیا۔ نایک کی سفاکی مشہور تہی لہذا بخیال دور اندیشی اسکو لوہے کے پنجرہ مین قید کیا نواب قندہار تشریف لائے بہت سے سپاہی سوار پیادہ ساتہہ تہے شہر پناہ کے باہر عیدگاہ کی پیچہے نواب معہ فوج خیمہ زن ہوئے یہہ منظر دید کے قابل تہا۔ راجہ کے سپاہی قلعہ اور قصبہ کے ہر ایک برج پر مسلح ٹہل رہے تہے توپین بار کی گئین تہین۔ گولہ انداز گن فیر لئے ہوئے مستعد ہتے قصبہ کے دروازون اور آبادی کے چورا ستون پر دکہنی و راجپوت و مرہٹے گائیکواڑ و بیدڑے راجہ کے سپاہی جوق جوق کہڑے ہتے قصبہ کے فصیل کے برجون پر بہی خوب انتظام کیا گیا تہا۔ نوابصاحب نے اس راجہ کی فوجی انتظام پر جو بغیر ضرورت تہا نظر حقارت ڈالکر تبسم کیا اور فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد کے دولت خانہ تک ہم بہی جلوس سے چلینگے۔ دوسرے دن صبح مین جلوس کی سواری کا انتظام ہوا نوابصاحب کی فوج نہایت شان و شکوہ کے ساتہہ آبادی سے گذرنے لگی نواب کے جلوس مین فوج کے ساتہہ وہ لوہے کا پنجرہ بہی تہا جس مین ہیبت راؤ نایک اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کیلئے بند تہا حضرت مولانا کی خانقاہ پر پہونچکر نواب نے سعادت حاصل کی اور حضرت سے ملکر اپنی فرودگاہ پر اسی شان و شوکت سے واپس ہوئے۔ اور تا قیام روزانہ مولانا کی خدمت مین تنہا حاضر ہوا کرتے۔ ہیبت راؤ نایک نے بذریعہ مولوی محمد خیرالدین صاحب محتسب قندہار حضرت مولانا شاہ رفیع الدینصاحب کیخدمت مین اپنی رہائی کے لئے تحریک کی اور قابل رحم اور عاجزانہ حالت کا اظہار کیا۔ اس تحریک کے دوسرے دن جب نواب حاضر ہوئے تو

حضرت مولانا نے نایک کی رہائی کیلئے سفارش فرمائی۔ نواب کو اپنے مرشد کے ارشاد کی تعمیل فرض عین تہی تکمیل ضابطہ کیلئے حاضر ضمانت اور فعل ضامنی لینا ضرور تہا۔ راجہ جے سنگہ نے محتسب صاحب کی تحریک پر نایک کی حاضر ضامنی و فعل ضامنی نواب کے پاس لکہکر بہیجدی نواب نے نایک کو چہوڑ دیا اور ایک ہفتہ کے قیام کے بعد ناندیڑ روانہ ہوئے۔

ہندو مسلمانوں مین جہگڑا

بہادر پورہ کیجانب کمانی دروازہ کے ملحق ہنود کا ایک معبد ہے۔ راجپوتون نے اس دیوتا کی سیوا نکالی اور شہر مین لے چلے اس سیوا کے ساتہہ راجہ کے اکثر راجپوت ملازم بہی تہے حاکم کے بہر اور اپنی زیادہ گروہ کے غرور مین قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو سے باجا بجاتے ہوئے گذرنے کا قصد کیا چونکہ یہہ بات خلاف دستور قدیم تہی مسلمانون نے روکا راجپوتون نے اوس روکنیکی پرواہ نکی اور آگے بڑہنا چاہا زبانی بحث شروع ہوگئی اسعرصہ مین طرفین سے جوق جوق آدمی جمع ہوگئے بحث نے طول کہینچا اور دہشت مشت کی نوبت آگئی اور مسلمانون نے حملہ بہی کردیا اور سیوا توڑ ڈالی اور راجپوتون کو منتشر اور پسپا کردیا راجپوتون نے راجہ سے استمداد چاہی راجہ نے مولانا شاہ رفیع الدینصاحب کیخدمت مین اطلاع کی اور مسلمانونکی زیادتی ثابت کی چونکہ شاہ صاحب کو اسکا بخوبی علم تہا کہ ابتدا ہنود کے جانب سے ہوئی لہذا بات کو طرح دے گئے راجہ کو سوائے سکوت کے کچہہ نبن پڑا۔

اورنگ پورہ مین نہال سنگہ کی شادی اور خونریزی

کیسری سنگہ راجپوت راجہ جے سنگہ کا نسبتی بہائی اورنگ پورہ مین دولتمند اور ذی رتبہ شخص تہا۔ اور اسکا مکان عالیشان اورنگ پورہ کے مسجد کے قریب ہی تہا اُسنے اپنے کُنبہ مین رام سنگہ راجپوت سے اپنی کمسن لڑکی کی نسبت ٹہرائی تہی۔ رام سنگہ مرہٹون کے پاس ملازم ہوکر پونہ چلا گیا کئی سال گذر گئے کہ اسکو اپنے وطن آنے کا موقع نہوا۔ لڑکی بالغ ہوچکی تہی کیسری سنگہ نے باجازت راجہ صاحب اس لڑکی کو اپنے کُنبہ مین دوسرے شخص نہال سنگہ سے منسوب کیا اور شادیکی تاریخ معین ہوگئی۔ اتفاقاً رام سنگہ پونہ سے قندہار کے قریب آیا ہوا تہا۔ اسکو یہہ خبر لگی اس نے پورا پتہ لگایا اور شادی کے عین رسوم کے وقت جو بموجب بیان برہمن منجم کے

رات کے دس بجے کے بعد نیک ساعت قرار دیگئی تہی اور دولہا دولہن ہوتیون کا گشت لگا رہے تہے۔ رام سنگہ اپنے رفیقون اور مرہٹون کو ساتہہ لیکر اچانک آپہونچا۔ اور حملہ کیا۔ شادی کے گہر والے راجپوت غفلت مین تہے تاہم سنبہلے سنبہلے تک دولہ دولہن کے ارمان بہرے دلونکا قسمت نے فیصلہ کردیا اور سخت بیرحمی سے قتل کئے گئے قاتل رام سنگہ معہ اپنے ہمراہیون کے کامیابی کے ساتہہ جان بچا کر نکل گیا۔ قندہاری راجپوت دست تاسف ملتے رہ گئی۔ اور اس خبر کے سننے سے راجہ کو بہی صدمہ ہوا۔

قوم راجپوت و بیدار بخت کی تاراجی ۔

امر سنگہ نامی راجپوت راجہ جے سنگہ کا دیوان اور مالی و ملکی و فوجی معاملات مین پورا دخیل تہا اسکو جب اس بات کا پورا الیقین ہو گیا کہ راجہ کے سپاہی اور اہلکار راجہ کی سخت گیری اور تلون طبع سے شاکی ہین تو اس نے سب کو ہموار کرلیا دوپہر کے وقت راجہ صاحب استراحت فرما رہے تہے۔ یہہ کل باغی فوج کے ساتہہ قلعہ مین گہس گیا۔ پہرہ چوکی والے سب اسی کے طرفدار ہو گئے خندق دروازہ لوہا دروازہ تہیلی دروازہ طے کر چکا اب صرف مہاکالی دروازہ مین داخل ہوا چاہتا تہا کہ راجہ کو خبر لگی۔ فوراً مہاکالی دروازہ بند کرلیا گیا جو کچہہ ملازمین موجود تہے اون سے مدد لیکر برجون کے زنبورکے[۱] سر کئے اور بڑے بڑے پتہر اوپر سے لڑہکائے اس مرحلہ مین راجہ کی خواصین اور رانیان شریک تہین۔ اور خود راجہ نہایت تیزی سے باغیون کو پسپا کرنیکی کوشش کر رہا تہا باغیون کو شکست کے علاوہ ندامت ہوئی اور کوئی ٹہہر نہ سکا۔ سب دروازے راجہ کے قبضہ مین آگئے۔ راجہ قلعہ کے برج پر چڑہکر اپنے ہاتہہ سے توپین بہرتا اور سر کرتا رہا۔ اسوقت ایسے مشکل کام مین اکثر نازک نازک حنا آلود ہاتہہ بہی راجہ کے مددگار تہے۔ راجہ نے قلعہ کے برج پر سے اورنگ پورہ کی بڑی بڑی حویلیان چہوٹی چہوٹی دوکانین گرادین۔ راجپوت تاراج ہو گئے ہزارہا روپیہ کا مال تلف ہو گیا۔ عیال و اطفال کی جان بچا کے چلے بانکے سوائے کچہہ نہ تہا۔ جو رہ گئے وہ دنیا سے ہی گئے۔ راجہ نے راجپوت اور بیدر ثون کو چن چن کے مارا۔ قندہار کے راجپوت کچہہ تو

[۱] زنبورکہ ایک قسم کی چہوٹی توپ ہوتی ہے ۱۲

راجہ گوپال سنگہ سے بھی اگلے زمانہ کے تھے۔ اور بعض اونکے عہد مین ایسے تھے جنکی ہزارون سے
بھی زیادہ تعداد پہونچی تھی اس راجہ نے انکی بیخ کنی کردی۔

نواب منیر الملک بہادر کی دیوانی

۱۸ ماہ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ سے مہاراجہ چندو لعل بہادر عہدۂ پیشکاری
پر سرفراز تھے جب ۳۰ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ کو میر عالم بہادر کا انتقال ہو گیا تو اون کے داماد
منیر الملک بہادر کو بتاریخ ۱۵ رجب سنہ ۱۲۲۴ھ خدمت نیابت دیوانی ملی تھی مگر امورات دیوانی
مین مہاراجہ بہادر دخیل تھے۔ راجہ جے سنگہ نے قندہار کو خاطر خواہ ویران کرکے مہاراجہ کے
اجلاس مین یہ عرضداشت بھیجی کہ قندہار کے راجپوت اور بیدڑے مرہٹون مین شامل ہوکر
سرکاری علاقہ جات مین لوٹ مار کیا کرتے تھے انکو مناسب سزا دیگئی ہے۔ اور اب باقبال
سرکار اچھا انتظام ہو گیا ہے۔

گوڑیا لشکریوں کا قندہار پر حملہ

قوم راجپوت کے ساتھ راجہ نے جو بیرحمی اور سختی کا برتاؤ کیا تھا
اس سے دوسرے قومون مین بھی بیدلی کا اثر پہیلا اور وہ راجہ سے متنفر ہوتے چلے۔
دستور تھا کہ ہر ایک محلہ مین سرکاری جوان دیہاتی باجا جسکو (ہلکی و سینگہ) کہتے ہین بجاتے
ہوے دورہ پہرا کرتے تھے۔ چنانچہ اون سے اسکی مزاحمت کی اس اثنا مین راجہ کو کسی ضرورت سے
پرماتور جانیکا اتفاق ہوا راجہ کے جاتے ہی چھٹے روز رات کے بارہ بجے گوڑیا
ڈاکو اپنے بے تعداد ہمراہیون کے ساتھ قندہار پر اوٹ پڑا۔ اور لوٹ مار شروع کردی
یہ ہنگامہ کسیکے سمجھ مین نہ آیا۔ سبکو راجہ کی کارسازی کے تصور نے بدحواس بنادیا۔ کسیکو
مقابلہ کی جرات تھوڑی بہت سے لوگ شبا شب بھاگ گئے کچھ مجروح بھی ہوئے۔ اس ہنگامی
مین مستحکم مکانات کی دولت تو محفوظ رہی مگر متفرق غربا کے مکانات لوٹے گئے
تمام شب یہی ہنگامہ رہا۔ صبح کو کامیابی کے ساتھ گوڑیا اپنے ہمراہیون سمیت واپس چلا گیا
یہ واقعہ سنہ ۱۲۲۵ھ کا ہے۔ اور اس واقعہ مین بھی اکثر قدیم کتب وکاغذ انعامداران تلف
ہوئے جنکے محضر بعد کو تیار ہوئے ہین۔
چند روز کے بعد راجہ واپس آیا۔ اسنے رعایا کی تسلی کی مگر لوگون کے دلون سے
یہ خیال دور نہ ہوسکا کہ اسمین راجہ صاحب بے لوث ہین۔

گلاب باڑی اور سبحان باڑی

سنہ ۱۲۲۷ھ مین راجہ نے اپنے دو بیٹون کے نام پر دو باڑیان آباد کین گلاب باڑی اور سبحان باڑی جو ابتک اس راجہ کے یادگار ہین دونو آبادیان موجود ہین۔

راجہ جینگہ کی موت

راجہ نے اپنی سخت گیری و رعب وداب سے اپنی زندگی تک حکومت کی اور سنہ ۱۲۳۴ھ مین بعارضۂ پیچش و بخار فوت ہوا اسی سال مین سخت ہیضہ تمام دکن مین پہیلا ہوا تہا اسکی جلی ہوئی لاش کی باقی ماندہ ہڈیونکی سمادہ تیغ سنگ کے سمادہ کے برابر بنائی گئی ہے۔ اس راجہ کے پس ماندون سے تین بیٹے اور ایک بیٹی اسکی یادگار ہے۔ پہلی رانی دہرتیا بائی گلاب سنگہ و سبحان سنگہ اور ایک لڑکی تہی اور دوسری رانی چینا بائی سے ہیرا سنگہ تہا۔ جے سنگہ کے بعد گلاب سنگہ مسندنشین حکومت ہوا۔

راجہ گلاب سنگہ قلعدار و جاگیردار قندہار

کنور گلاب سنگہ سنہ ۱۲۲۱ھ مین پیدا ہوا اور اپنے والد کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۳۴ھ مین مسند حکومت پر بیٹہا قندہاری لعل دیوان اور غلام محی الدین خان کار پرداز راجہ کے صلاح کار تہے۔ چونکہ راجہ کم عمر تہا۔ اسلئے راجہ کی مان رانی دہرتیا بائی سے ہی امورات مالی و ملکی مین مشورہ لیا جاتا تہا یہہ راجہ خوبصورت و دلیر و تیز فہم چالاک تہا مسندنشینی کے پہلے ہی سال مین اسنے قصبہ سے کچہہ فاصلہ پر چندن کہوری کے جنگل مین شیر مارا مسندنشینی کے بعد عرضداشت و نذرانہ بذریعہ وکیل پیش کرکے پیشگاہ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر سے خطاب راجگی و سند قلعداری و جاگیرداری قندہار حاصل کی نواب منیر الملک بہادر دیوان دکن اور مہاراجہ چندولعل پیشکار بہادر کے دفاتر سے پروانہ حکومت حاصل کرکے قندہار کا باقتدار راجہ بن گیا۔

دوست علی خان جمعدار کی چند روزہ حکومت

راجہ کے جانب سے رقم نذرانہ دیوانی داخل خزانہ سرکاری ہوئی جس کے مطالبہ مین احکامات دیوانی پہونچے مگر راجہ نے اسکی پرواہ نکی۔ نواب منیر الملک بہادر دیوان تہے مگر مہاراجہ چندولعل بہادر امورات دیوانی مین پورے پورے دخیل تہے۔ راجہ قندہار کی بے پروائی سے مہاراجہ کو اس کے جانب

توجہ دلائی - دوست علیخان جمعدار کو دو سو جمعیت سوار و پیادہ علاقہ نواب سالار الدولہ بہادر کا افسر بنا کر قندہار پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا جمعدار مذکور اوایل سال ۱۲۶۷ء مین قندہار پہونچا - بہادر راجہ نے پہلے ہی انجام سوچ رکھا تھا اپنے موجودہ سوار و پیادہ جمعیت کے علاوہ کچہہ ہنگامی سپاہی بہی رکہہ لئے تہے - راجہ تجربہ کار تہا خانصاحب نے اپنے پرانے تجربہ اور حکمت عملی سے راجہ کو عیارانہ دہوکہ دیا چند منتخب سپاہی اور اپنے دونون فرزندون کے ساتہہ ملاقات کے بہانہ سے قلعہ مین داخل ہوگیا اور راجہ سے ملتے ہی اسکی پیٹہہ پر کٹار لگادی اور ہلاک کرنیکی دہمکی دی راجہ کچہہ ایسے بے موقع گہر گیا کہ ظاہرا اسکی زندگی کے کوئی اسباب نہین پائے جاتے تہے اس لئے راجہ کے اہلکارون نے بہی کسی قسم کی مزاحمت و حملہ خلاف مصلحت و باعث ہلاکت راجہ صاحب تصور کیا اور قلعہ خالی کردیا گیا اور راجہ صاحب معہ اپنے متعلقین کے جمعدار کی نگرانی مین رہے خانصاحب نے قلعہ اور قصبہ پر پورا قبضہ کرکے مہاراجہ بہادر کو بذریعہ عرضداشت کامیابی کی اطلاع دی خانصاحب کی حکومت کو تہوڑے ہی دن گذرے تہے کہ قندہار مین بے امنی پہیل گئی - خاندان راجگی کے سچے خیر خواہ رعایا نے بلاادائے زر تحصیل خود مختاری سے زراعت کا غلہ اوٹہا لیا - آناجی و دہناجی پٹیلان بیہج بارڈی نے بہت سے آدمیونکو فراہم کرکے علم بغاوت بلند کیا اور بستی کے معتبر ساہوکار و بقالون نے دوست علیخان کو گاؤن کے لوٹنے جانیکی دہمکی دی - خانصاحب نے دہوکہ کہایا اور حالت غیظ و غضب مین جمعیت موجودہ قلعہ کو باغیون کے مقابلہ کیلئے بہیجدیا اور کچہہ سپاہی حفاظت شہر کیلئے روانہ کردئے خانصاحب کی جمعیت قلعہ کے باہر گئی اور راجہ صاحب کے لوگ قلعہ مین داخل ہوگئے اور دوست علیخان کو گرفتار کرلیا - راجہ صاحب نے کہا کہ میرا کہانہ مانوگے تو موت کا مزا چکہاونگا غرض اس دہمکی سے رسید مطالبہ لکہائی اور خانصاحب کو قلعہ کے دروازے سے باہر نکال منحوس خیال کرکے ایک جہولے مین بٹھا کے فصیل قلعہ سے نیچے اوتارا دوست علیخان نے اپنی ذلت و ندامت کی تلافی مین پہر اپنی جمعیت فراہم کرکے مغربی دروازہ کیجانب سے صبح کے وقت قصبہ پر حملہ کیا - مگر راجہ کے سپاہی تو اپنی پہونچے ہی نہین تہے کہ دروازہ مذکور کے قریب جوقوم

دہیڑ کی جماعت کثیر اندرون فصیل بود و باش رکہتی ہتی اونکی عورتین اور مرد باتفاق بالائے فصیل سے حملہ آوردون پر سنگ باری مستعدی سے کررہے ہتے۔ لنگو دہیڑ اور سیٹی دہیڑ نے اپنی توڑے دار لامبنی لامبنی بندقون سے دل کہولکر خوب فیر کئے اس معرکہ نے خانصاحب کی فوجکو آگے بڑہنیکی جرأت ندی۔ اور انکا ہمشیرزادہ نامدار خان شجاعت کے جوش مین فصیل کے حصہ کو طے کرکے دروازہ کے اندر پہونچا ہی ہتا کہ گولی سے مارا گیا خانصاحب کی شکست نصیب فوج بہت ہی مایوسی اور ناکامیابی سے پیچہا پور کیجانب چلی گئی۔ راجہ نے کامیابی کے بعد پٹیلون کو بگرڈیان بند ہوائین اور اونکی بہت قدر کی۔ لنگو دہیڑ اور سٹی دہیڑ نے تین تین روپیہ ماہوار پر ملازمت راجہ مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی راجہ نے حقیقت مین عموراتوم دہیڑ کے نسبت اس معرکہ کے حسن کارگزاری کے صلہ مین یہہ حکم جاری کر دیا کہ بار برداری بیگار سے قندہار کے دہیڑ ونکے عورتین مستثنی سمجہے جائین اور صرف دہیڑونکے بیگار کا کام لیا جائے اور اس حکم کی تعمیل عمل جاگیرداری تک برابر ہوتی رہی بہرحال اس راجہ کی عملداری مین دہیڑونکی توقیر بڑہی ہوئی ہتی اور راجہ اپنے جلوس مین سواری کے وقت دہیڑونکو ہتیارون سے مسلح بناکر ساتہہ رکہا کرتا۔

حضرت محمد نجم الدین شاہ کی وفات

اسی سال ۱۲۴۰ھ مین مولوی محمد نجم الدین صاحب فرزند کلان حضرت مولانا شاہ رفیع الدینصاحب نے بعارضہ بخار انتقال فرمایا یہہ صاحب بہت عالم و فاضل ہتے۔ ان کے انتقال نے مولانا شاہصاحب کو دلی صدمہ پہونچایا آپ کا مزار داخلی محلہ کی مسجد مین ہے۔

فتح اللہ خان اوگہڑ کا قندہار آنا اور راجہ سے ملاقات

فتح اللہ خان اوگہڑ دکہنی سرکار نظام کے ایک نامور ملازم ہتے کئی مہینے سے اونکی اور ہمراہی سوارون کی تنخواہ نہ ملی ہتی۔ مہاراجہ بہادر نے سنہ ۱۲۴۰ھ مین خان مذکور کی تحریک پر راجہ گلاب سنگہ کے نام حکم لکہدیا جسکا یہہ منشا رہا کہ منجملہ رقم سرکاری باہتہ کا ہ و دانہ جو تمہارے ذمہ واجب الادا ہے اوسمین سے بارہ ہزار روپیہ فتح اللہ خان اوگہڑ کو رسید لیکر دیدئے جائین خان مذکور قندہار پہونچے۔ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے خانقاہ مین فروکش ہوئے۔

خان صاحب کو حضرت ممدوح کے مریدین مین شامل ہونیکا پہلے ہی سے فخر حاصل تہا۔ اپنے مرشد کیخدمت مین حاضر رہے اور احکام راجہ کے پاس بہیجنے کی کوشش کی راجہ کو بذریعہ اپنے وکیل کے اسبات کا علم ہوچکا تہا اس سنے اور اسکے کارپردازون سنے ایسا انتظام کردیا کہ راجہ کے پاس خانصاحب کا کوئی آدمی نہین پہونچ سکا چہ مہینے گذر گئے اندنون حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا مزاج علیل تہا راجہ اس بہانہ سے شاہصاحب کی خانقاہ پر چہ اپنے آزمودہ کار ہمراہیون کے بغرض عیادت پہونچا۔ خانصاحب سے ملاقات ہوئی پہلے حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی سے فراغت حاصل کرکے خانصاحب کے جانب متوجہ ہوا جب معلوم ہوا کہ خانصاحب کو آے ہوئے چہ مہینے کا عرصہ گذرا تو راجہ سنے تاسف ظاہر کیا۔ عزمان کی تعظیم کی۔ اور رکہ لیا خانصاحب پہلے ہی سے جہنجہلا ئے ہوسے ہتے زیادہ بگڑ گئے اور اپنا دلی منشا ظاہر کردیا۔ کہ راجہ بجز رسم ادا کرنے نجا سکینگے۔ راجہ کے ساتہ ہی بہت سے جان نثار ہتے۔ اور خانصاحب کے ہمراہی پچاس سوار موقع کے منتظر ہتے کچہ زبانی بحث ہوتے ہوتے ہاتہا پائی کی نوبت فتح اللہ خان اور راجہ مین آمیزوالی ہتی کہ راجہ نے دہوکہ مین اچانک دہکا دیکے خانصاحب کو چت گرادیا مگر پست ہمتی سے بدحواس ہوکر شاہصاحب کے بنگلہ پر تیزی سے چڑہ گیا۔ شاہصاحب سنے ہر دو کی تفہیم کرکے اوس فساد کو جسکی وجہ سے بہت سی جانین تلف ہوتیوالی تہین فرو کردیا اور بارا ہزار روپیہ کا فیصلہ نہایت بددیانتی اور غیر واجبی طریق پر راجہ کے ایما کے موافق اسکے کارپرداز قندہاری لعل سنے کیا خانصاحب کے چہ مہینے کے قیام مین اکادن گہوڑے کے کاہ ودانہ کا خرچ اور پچاس سوار اور خانصاحب کے خانگی ملازم وغیرہ کے اخراجات غلہ وغیرہ مین پورے دس ہزار روپیہ نہایت غیرواجبی اور بے رحمانہ طریق پر گران نرخ بتلاکر وضع کرلئے۔ باقی ایکہزار روپیہ نقد دے گئے اور ایکہزار کا ذمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب سنے اپنے سر لیکے اس شروفساد کو رفع فرمادیا فتح اللہ خان اوگہ کچہ کامیابی اور کچہ ناکامیابی کے ساتہ بلدہ حیدرآباد کی جانب چلے گئے راجہ سنے اصل رسید خان صاحب کی اپنے وکیل کے ذریعہ سے مہاراجہ کے ملاحظہ مین بہیجدی۔

مسٹر ایرک سدرلینڈ[۱] ناظم اضلاع مرہٹواڑی کا دورہ اور برہمن کہن بہٹ کے سرقہ کی تحقیقات

نوجوان راجہ گلاب سنگہ بہادر پرلے درجہ کا عیاش اور مسرف ہتا۔ بسمت اور نانڈیڑ کے طوائفین ہمیشہ راجہ کے دربار مین حاضر رہتین اور خوب ہاتہ رنگتی تہین۔ راجہ کا مزاج ہی فضول خرچ واقع ہوا ہتا خوب دولت لٹاتا۔ اور عیش مناتا ہتا راج محل مین دن اور رات عیش کا سامان مہیا رہتا۔ ماہ جبینان پری تمثال کے جلوہ نے محل کو پرستان کا نمونہ بنا دیا ہتا جس مین۔ دلبران طناز ہر وقت سرگرم ناز رہتی تہین۔ راجہ بہی ان پریون کے جہرمٹ مین راجہ اندر کیطرح زندگی کے مزے اڑاتا ہتا۔ ہولی کے دنون مین راج محل کے حوض کو رنگ ارغوانی سے لبریز کرتا اور لالہ رخون کے ساتہہ خوب رنگ رلیان مناتا۔ بزم عشرت آراستہ ہوتی تو مئے گلگون کے جام چلتے اور دخت رز کے متوالے عقل وخرد سے ہاتہہ دہوکر مست ہو جاتے۔ گلرخون کی اور بن آتی ہوش وحواس کے ساتہہ نقد وجنس کی قسم مین سے جو کچہہ ہاتہہ لگتا چہین لیتی تہین۔ راجہ کی طبیعت جو قدرتی طور پر سیر چشم اور بلند حوصلہ واقع ہوئی ہتی اپنا اثر دکہلاتی اور پانی کیطرح روپیونکا دریا بہاتی ہتی۔ پچہلے راجاون نے محنت اور جانفشانی سے جو کچہہ سرمایہ جمع کیا ہتا اس راجہ نے بہت آسانی سے سب کا سب برباد کر دیا راجہ کی کم توجہی سے آمدنی کے ذرایع روز بروز کم ہوتے جاتے ہتے۔ اور خرچ کی کوئی انتہا نہ ہتی سچ کہا ہے عالی ہمت سدا مفلس۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ قرضہ دینے سے ساہوکارون نے ہاتہہ روک لیا خرچ کی تنگی نے جب راجہ کو بہت ہی مجبور کر دیا تو کہن بہٹ برہمن سے جو ایک متمول شخص ہتا قرضہ طلب کیا کہن بہٹ برہمن جانتا ہتا کہ راجہ اس بات کا عادی ہے کہ جس سے قرضہ لیا پہر ادا نہین کرتا اور وہ کیونکر بہتی دستی اور اسراف۔ برہمن نے قرضہ دینے سے پہلو تہی اور صاف انکار کیا کچہہ عرصہ گذرا ہتا کہ اسکے مکان پر ڈاکہ پڑا اور اسکا کئی ہزار روپیہ کا اثاثہ لوٹا گیا۔ برہمن نے اس ڈاکہ کا باعث راجہ کو قرضہ نہ دینا خیال کیا۔ اسی قوی احتمال سے بلدہ حیدرآباد پہونچا۔ اور راجہ راے رایان جمنا راجہ رام بہادر کے ذریعہ سے سرکار مین عرضداشت پیش کی۔ جبپر مسٹر ایرک سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواڑہ کے

---

[۱] بعض کاغذات مین سدر لین لکہا ہے ۱۲

نام تحقیقات کا حکم ہوا مسٹر فاکور قندہار پہونچا - اور سراغ رسانی شروع کی شیخ جی و محمد مراد و شیخ امام و سیتلی و بہیڑ گرفتار کئے گئے مجرمین نے جرم سے اقبال کیا - اور اس واردات مین راجہ صاحب کے مصاحبین کا بھی شامل ہونا ثابت ہوا - صاحب بہادر نے مال برآمد کرکے مدعی کو دلوادیا - اور راجہ کو نیک روشی اختیار کرنیکی ہدایت دی اور رکہن بھٹ کو قندہار سے رخصت کردیا یہہ رکہن بھٹ موضع لوہا مین سکونت پذیر ہوا -

محمد خیر الدین صاحب محتسب قندہار کی وفات بتاریخ ۱۱ رمضان سنہ ۱۲۴۲ھ مولانا محمد خیر الدین صاحب ابن مولانا محمد فاضل صاحب محتسب قندہار کا حیدرآباد مین انتقال ہوا سید برہان اللہ شاہ صاحب کے تکیہ مین آپ کا مزار ہے آپ کے فرزند مولانا محمد رحیم الدین صاحب بموجب سند حمید یار خان بہادر مورخہ ۲۹ ذلقعدہ سنہ ۱۲۴۲ھ خدمت محتسبی پر مقرر ہوئے -

مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ کا وصال سنہ ۱۲۴۳ھ مین بتاریخ ۵ ارجب اور بقول بعض ۱۶ رجب کو مولانا حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے کئی روز کی علالت کے بعد شربت وصال جام و یداللہی سے سیرابی حاصل کی - انا للہ وانا الیہ راجعون -

گولی کی سزا راجہ کی بیرحمی بارش کے اخیر حصہ مین ہندونکی عید ہوتی ہے اور اس عید کا نام دیہات مین پولا مشہور ہے اس روز بھینس وگائی و بیلونکو نہلاکے ان کے سینگون کو رنگین بناتے ہین اور ان کے گلون اور سینگون مین پہوندنے آرایش کیلئے لگاتے ہین - یہہ پہوندنے (مثلاً درخت پلاس کے جڑ کی چہال عمدہ بنتے ہین سنہ ۱۲۴۴ھ مین اس تقریب کے وقت پہوندنے بنانیکی غرض سے بدقسمت دیبا گولی[1] نے قندہار کے تالاب کے اوپر کی جانب سے جہان سے ہاتی نالہ کا پانی آتا ہے زمین کہود کے پلاس کی جڑ نکالی - راجہ کو خبر مل گئی گولی بلوایا گیا اور اسکے ہاتہ کی چنگی پر بیرحمی سے ایسی سخت سزا دلگئی جس سے اسکی ایک انگلی بیکار ہو گئی الزام یہہ لگایا گیا کہ جڑ اوکہاڑنے اور زمین کے کہودنے سے بارش کے ایام مین وہ مٹی تالاب مین آجاتی ہے جس سے تالاب کے بہر جانیکا خوف ہے - راجہ کے عہد مین تالاب کے اوپر کے حصہ کی زمین افتادہ اسی خیال سے بلاکاشت چہوڑ دی جاتی ہتی کہ ہل چلانے سے وہانکی مٹی تالاب مین نہ آجائے

[1] دکن مین گوالے کو گولی کہتے ہین -

نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات

۷ ار ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ کو نواب سکندر جاہ بہادر نے (۲۶) برس حکومت کر کے ۶۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور صحن مکہ مسجد میں دفن ہوئے اور مغفرت منزل آپ کا لقب مشہور ہوا آپ کے نو فرزند تھے (۱) نواب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر (۲) نواب میر بشیر الدین علیخان صمصام الدولہ بہادر (۳) نواب میر گوہر علیخان مبارز الدولہ بہادر (۴) نواب تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ (۵) نواب میر منو علیخان منو ر الدولہ بہادر (۶) نواب ذو الفقار الدولہ بہادر (۷) نواب میر داور علیخان قمر الدولہ بہادر (۸) نواب میر فتح علیخان مظفر الدولہ بہادر (۹) نواب میر محمود علیخان بہادر۔

فرمانروائی نواب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر

آپ نواب سکندر جاہ بہادر کے فرزند تھے ۲۴ رمضان سنہ ۱۲۰۹ھ میں بمقام بیدر پیدا ہوئے اور اپنے والد کے انتقال کے بعد بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ کو تخت شاہی دکن پر جلوس فرمایا راجہ گلاب سنگہ نے پانچ اشرفی اور پانچسو روپیے نذرانہ اپنے وکیل کے ہاتھ مہاراجہ چندولال بہادر کے خدمت میں ارسال کیا اور مہاراجہ موصوف کے ذریعہ سے نذرانہ داخل سرکار ہوا۔ راجہ مورد الطاف شاہی ہو کر اپنی خدمت آبائی پر بدستور ممتاز رہا۔

کاشی رام کا حملہ

کاشی رام خزانہ راجگی کا موروثی خزانہ دار تہا۔ دوست علیخان جمعدار سے سازش رکہنیکی علت میں خدمت سے برطرف کر دیا گیا تہا کاشی رام اپنی بہت سی رقم داد راجہ کے ذمہ قرضہ بتلاتا تہا جب اسکو رقم ملنے سے مایوسی ہوئی تو اس نے ازقسم دکنی و عرب وسکہ دو سو سپاہی فراہم کر لئے اور اچانک عقبہ قندہار کی چاؤڑی پر قبضہ کر لیا اور متفرق طور سے جابجا مورچہ بندی کر کے پورے عقبہ پر قابض ہو گیا عاشور خانہ روضہ بزرگ پر چند سپاہی متعین ہو چکے تہے۔ صبح کو حسب دستور روزانہ حضرت سید شاہ اعز الحق محمد اکبر حسینی سجادہ روضہ بزرگ فاتحہ کیلئے مکان کے دروازہ سے برآمد ہوئے۔ عاشور خانہ کے اوپر سے سکہ جوان نے سجادہ صاحب پر گولی چلائی۔ سجادہ صاحب کی حیات باقی تھی گولی بازو سے نکل گئی اور محمد شریف صاحب خادم شمع افروز کے کولے اور ناف کے بازو کی حصہ سے

پانکل گئی سجادہ صاحب کے سپاہیون اور روضہ کے خادمون نے حملہ کرکے سکہون سے موضع خالی کروالیا۔ شمع افروز صاحب کا شمع زندگی بادحوادث روزگار سے گل ہونے نہ پایا خداوند حقیقی نے اپنے دامان حفاظت مین لے لیا۔ علاج سے زخم کا اندمال ہوا۔ مگر ناسور باقی رہ گیا تہا۔ اسعرصہ مین راجہ گلاب سنگہ نے ناندیڑ سے منڈائی والے پٹہانون کو بلواکر جدید جمعیت بہرتی کرلی خفیف مقابلہ ہوا کاشی رام کے چہہ سکہ مارے جاتے ہین اسکی ہنگامی فوج منتشر ہوگئی اور راجہ کامیاب ہوا۔

حضرت سید شاہ اعزالحق محمد اکبر حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ کی وفات

آپ قندہار سے حیدرآباد تشریف فرما ہوئے تہے علالت ترقی ہوئی اور ۱۲۴۵ھ مین آپنے وفات پائی۔ لاش سونپ دی گئی تہی کچہہ عرصہ گذرنے پر قندہار سے سید شاہ یوسف الحسینی مشایخ گلبرگہ شریف اور چند کر شاہ حسن درویش وچند خادمان روضہ بزرگ بلدہ حیدرآباد سے لاش مبارک کو قندہار لائے جمادی الاول ۲۶ تاریخ ۱۲۴۶ھ مین اندرون احاطہ روضہ بزرگ مسجد کے روبرو کے چبوترہ پر اپنے چچا سید شاہ عبدالغنی صاحب سجادہ کے مزار کے قریب دفن کئے گئے اور مسند سجادگی پر آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد محمد الحسینی بٹہائے گئے۔

شیر کا شکار

۱۲۴۷ھ کے موسم گرما مین سلیمان ٹیکڑی کے قریب گودڑ کے مٹھہ مین کہین سے شیر چلا آیا اور اسی پہاڑ کے شگاف مین اپنا مسکن مقرر کرلیا۔ کئی جانور رعایا کی مار ڈالے راجہ نے اپنے شکاریون سے اس مسکن کا پتہ پایا۔ مقابل ہوکر گولی سر کی۔ مگر شیر ہٹ گیا اور گولی اوسکے سر پر سے نکل گئی۔ شیر نے راجہ کو شکار بنانا چاہا۔ دوسری گولی چلی مگر کارگر نہوئی کچہہ اچٹتی اچٹتی ہوئی سیدہے پیر کو لگی۔ مگر شیر اپنی عادت کے موافق اپنے قاتل کے جانب جہپٹا۔ اگر راجہ اپنی تلوار سے کام نہ لیتا تو جان بر ہونا سخت دشوار تہا تلوار کام کرگئی اور شیر مارا گیا اور راجہ سلامت رہا۔

مہنکالی کا مندر اور راجہ کے تلوار کی صفائی

قلعہ مین مہنکال دروازہ کے قریب مہنکال دیوی کا مندر راجہ کے بزرگون کا بنایا ہوا ہے۔ سالانہ دسہرہ کے وقت اس دیول کے روبرو بہینسا مارا جاتا ہے گلاب سنگہ نے یہہ کام اپنے ذمہ لیا تہا گاؤ قصاب کے چودہری سے

سالانہ جاموش بلا حیثیت اس کام کے لیئے لیا جاتا تہا راجہ کی تاکید تہی کہ ایسا بہنیا ہوا چاہیئے جو اسپنے قاتل پر حملہ کر سکے اور صیقل گر کو تلوار کی صفائی کے بارہ مین ہدایت کی تہی کہ تلوار بہت ہی صاف اور تیز کی جا سکے۔ راجہ اپنے ہاتہ سے جاموش پر وار کرتا اگر جاموش کم جرأت یا کمزور ہوتا یا تلوار کی صفائی مین نقص پاتا تو ان بدقسمتون کو سزا کا مستحق ٹہیرتا ایکبار اس راجہ نے گاؤ مقابلہ کو اس جرم مین سزا دی تہی۔ چونکہ راجہ کا ہاتہ ہمیشہ اسی صفائی سے وار کرنیکا عادی تہا شیر کے مقابلہ مین بہی کامیاب ہوا۔

لال پگڑی باندہنیکی ممانعت قلعہ کے شمال رویہ فصیل پر ایک چہوٹا سا پر فضا محل ہے جو راجہ گلاب سنگہ کے قیام کیوجہ سے گلاب محل کے نام سے مشہور ہے۔ اس محل سے دور دور تک کوہستانی سبزہ زار خوب بہار دکہاتا ہے اور بہت ہی پر لطف منظر نظر آتا ہے۔ خندق کی کنارہ کنارہ باہر کے حصہ پر قندہار اور مانس پور کا شاہراہ عام ہے۔

راجہ اپنے محل پر بیٹہا کہڑا ہوا تہا۔ راستہ سے شیخ لعل موذن اور نگ پورہ جا رہا تہا۔ اور اتفاقاً اسکے سر پر سرخ رنگین دستار تہی۔ راجہ نے ذرا معمول سے زیادہ تمکنت اوا ز مین پوچہا کہ کون جا رہا ہے موذن نے انکساری سے جواب دیا کہ مین لعل ہون۔ اسکا لفظ لعل کہنا راجہ کو ناگوار گذرا بے ساختہ راجہ کے زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ حیدرآباد کا لعل راجہ چندو لعل ہے اور قندہار کے راجہ لعل گلاب سنگہ کا مین لعل ہون۔ یہہ تیسرا لعل پگڑی والا کون لعل ہے پکڑ لاؤ فوراً موذن کو راجہ کے ملازمین نے گرفتار کر لیا جب راجہ دربار مین آیا تو یہہ ناکردہ گناہ قیدی پیش کیا گیا۔ سزائے جرمانہ پر موذن کو رہائی ملی۔ راجہ نے ممانعت کر دی کہ آیندہ سے کوئی شخص سرخ رنگ کی دستار یا شملہ سر پر نہ باندہا کرے راجہ کی زندگی تک اس حکم کی برابر تعمیل ہوئی اور کسیکو لعل پگڑی باندہنی نصیب نہوئی۔

ہندو مسلمان مین دوبارہ جہگڑا عملداری راجہ جے سنگہ کے وقت قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو ہنود کے دیوتا کی پوجا کے وقت باجا بجانے پر جہگڑا ہوا تہا اور مسلمانون نے ہنود کو مغلوب کر دیا تہا اسکے بعد سے ہنود حسب عملدرآمد قدیم مسجد کے روبرو باجا بجاتے نہین تہے بلکہ خالی سیوا لیجایا کرتے تہے ۱۲۵۳ھ مین پہر راجپوتون نے خلاف دستور قدیم مسجد کے

سامنے باجا بجایا۔ مولانا شاہ علیم الدین صاحب فرزند شاہ رفیع الدینصاحب قدس سرہٗ اور مولوی محمد افضل الدینصاحب نے ہرچند سمجھایا مگر ہندون نے نہ مانا۔ اوسوقت مصلیان مسجد موجود نہ تہے مسلمان اپنے کام کاج مین بیٹھے ہوئے ہتے۔ آخر یہہ سیوا بازار تک پہونچ گئی۔ ہتائی پورہ کے مسلمان جمع ہوچکے تہے اور اونکے دلون سے سخت چوٹ کہائی تھی کہ ہنود کامیابی سے باجا بجاتے ہوئے چلے گئے۔ رہ رہکر مسلمانون کو غیر معمولی جوش ہونا شروع ہوا۔ آخر الامر برداشت نہو سکی اور یہہ مشورہ قرار پایا کہ اب سیوا قلعہ کے جانب روضۂ کلان کے روبرو سے جائیگی وہان روکنا چاہئے ابھی اونکا دیوتا برہمنی گہاٹ کے قریب کاغذ ساز کے مکان کے پاس پہونچا ہی تہا کہ مسلمانون نے چڑہائی کی اور مسلمانان درگاہ محلہ بھی شامل ہوگئے اتفاق عجب چیز ہے جب دو محلہ کے مسلمانون نے اکٹہا ہوکر راجپوتون پر حملہ کیا تو اونکی ہمت پست ہوگئی۔ سدھی فتح نے آگے بڑہ کے سیوا پر ہاتہہ چلایا تہوڑے سے غیر معمولی ہنگامے کے بعد پریشان ہوکر راجپوت تالاب کے کنارے سے ہوتے ہوئے قلعہ مین چلے گئے اور مسلمان کامیابی کے ساتہہ واپس ہوئے دوسرے سال سے مناسب انتظام ہوگیا مسجدون کے روبرو سے باجہ بند کردیا گیا اسکے بعد عمل جاگیرداری تک کبہی مسلمانون اور ہندوئین قضیہ نہین ہوا۔

کیجن باغ قندہار سے ناندیڑ کے راستہ مین حضرت محی الدینصاحب کے مزار کے آگے آم کے درخت مین۔ یہہ کیجن باغ کہلاتا ہے کسی زمانہ مین اس باغ کے بہارین دور دور مشہور تہین عمدہ باغ اور مشہور مقام تہا۔ راجہ جی ایک خوبصورت نازک اندام طوالف تہی حسن صورۃ کے علاوہ خوش گلوئی کے آوازے نے قسمت اور ناندیڑ سے نکال کر راجہ کبیر تی سنگ کے محلون تک پہونچایا اس راجہ کے قبضہ مین پرگنہ قندہار کے جملہ گانون تہے۔ راجہ جی نے اس جگہ کو پسند کرکے راجہ سے مانگ لیا اور وہان ایک باغ لگایا۔ راجہ جی کے دو بیٹیان تہین ایک لالن جی دوسرے خوبان جی جب راجہ لعل سنگ اور تیج سنگ کا زمانہ گذر گیا تو راجہ کے ساتہہ راجہ جی کی قدر دانی کا آفتاب ہی ڈہل گیا۔ اور کنور جے سنگ قندہار کا راجہ ہوا۔ اون دونوںمین لالن جی کو باغ حسن کیلئے موسم بہار رہا تہا۔ چنانچہ نوجوان راجہ کی انجمن خلوت مین اسکی شعاع حسن شمع محفل تہی جسکے جلوہ سے راجہ کا دل سیر نہوتا تہا نوجوان راجہ

اور رمہ جبین لالن کی رنگینی طبع نے جوش مارا تو اس باغ کو اور بھی آراستہ کیا گیا تاکہ دلچسپ مقام پر دل
کھول کر لطف زندگی حاصل کریں جہاں عیش کے بندے سامان طرب کا انتظام کریں وہاں کی آرایش اور انتظام
کیا پوچھنا چاہیئے غرض انکی آبیاشی کی توجہ سے باغ کی بہاریں بھی حد کمال کو پہونچ گئیں۔ آم کے درخت بہت
لگائے گئے باولی بنی۔ لالن جی نے راجہ سے کہکر باغ کا بیعنامہ بھی بذریعہ قاضی صاحب و بدستخط زمینداران
اپنے نام حاصل کرلیا اب تو خوب ہی جلسے اور جشن باغ میں ہونے لگے اگرچہ لالن جی اور اسکے مصاحب بہت
شوق سے اس باغ کو لالن باغ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے مگر عوام نے بلحاظ لالن جی کے موروثی پیشہ کے
اسکو کنچنی کا باغ مشہور کردیا جب زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا۔ کنور بیجے سنگہ کا انتقال ہو گیا اور لالن جی کی
بہار حسن پر بڑہاپے کی خزاں آگئی تو پیرانہ سالی نے بانی کے مرتبہ کو پہونچا دیا اور اسکی جگہ اسکی نوچی رجانوجی
محفل عشرت کی صدر نشین بنی۔ ادہر گلاب سنگہ اپنے باپ کی جگہ جانشین ہوا۔ یہ اپنے باپ دادا سے زیادہ عیاش
تھا۔ اس نے جانوجی کو خاندانی کے لحاظ سے بھی داشتہ بنایا اور اسکے سبب باغ بدستور جانوجی کے قبضہ میں رہا
راجہ گلاب سنگہ کی برادریوں نے اسکے اقتدار گھٹا دئے تھے اس موقع پر دیپا نامی نائکہ نے بالم سنگہ موضع بیرہ
اس زمین کے متعلق دعوی دایر کیا اس مقدمہ نے یہاں تک طول کھینچا کہ قضیہ مہاراجہ چندو لعل بہادر کے
ملاحظہ تک پہونچا اور جانوجی نے مقدمہ جیت لیا اور باغ پر قابض ہو گئی +

× جب راجہ گلاب سنگہ مرگیا اور جانوجی بھی کو چلی گئی تو دیپا نامی نے میدان خالی دیکھکر اس باغ پر اپنا قبضہ
اور اسکی اصلی حیثیت بگاڑ دی جب جانوجی کی بیٹی لالن جی ثانی نے ہوش سنبھالا تو دولت حسن اور
متاع خوش گلوئی کے سبب بہت سے خریدار جمع ہو گئے اور اس باغ کے حاصل
کرنیکی پیروی شروع ہوئی اور بہت کوشش سے لالن جی ثانی کا قبضہ اس ادہر سے
باغ پر ہو گیا۔ جب لالن جی ثانی بہت سے ارمان اپنے دل میں لئے ہوے دنیا سے گذر گئی تو
اس زمین پر اسکا بھائی شیخ مدار قابض ہو گیا۔ یہ نیک نیت اور خوش عقیدہ تھا حضرت
شاہ محمد قاسم المشہور بہ شیخ جی حالی صاحب قدس سرہ جنکا روضہ حیدرآباد میں بہ محلہ اردو ہے
ان کے خاندان میں مرید ہو گیا اور اس زمین کو حضرت موصوف کے روضۂ مقدس کی نذر کر دیا۔
اب حضرت عبدالله صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف کے قبضہ میں ہے۔ اس زمین کا پچیس روپیہ
سالانہ محصول ہے اور موسم پر آموں کی آمدنی ہوتی ہے اور مولانا سید شاہ محمد حسینی صاحب باغ کے منتظم ہیں

سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کی وفات

سنہ ۱۲۵۵ھ مین ۳ شعبان کو سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین روضۂ حضرت سانگڑے سلطان کا انتقال ہوا انکی جائے پر ان کے فرزند سید شاہ پیران حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

شہر آشوبی اور راجہ گلاب سنگہ کی موت

ملہار پنڈت قندہار کے راجہ کا دیوان معزول ہوکر موضع لوہا مین مقیم تہا۔ اسکے بیٹے جیون راؤ کو موضع مذکور کی پٹواری گری کی خدمت تہی اس نے موضع لوہا کے علاقہ کی زمین افتادہ بعنوان منقطعہ حاصل کرکے دہنل پارڈی آباد کیا۔ ان دنون قندہار مین گلاب سنگہ کے جابرانہ حکومت سے کاشتکار رعایا مین بدنظمی پہیل گئی تہی راجہ سے رعایا کو دلی تنفر پیدا ہوگیا تہا اکثر لوگ اپنے قدیم مسکن قندہار کو نہایت حسرت سے چہوڑ کر موضع لوہا اور دہنل پارڈی مین جا بسے۔ موضع لوہا کے پٹیل اور پٹواری مین خلاف تہا۔ اور پٹواری اون پٹیلون کے درپئے تخریب ہوگیا پٹیلون نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قندہار مین آکر پناہ لی اور راجہ نے انکو اپنا ہمرنگ پاکر بہت دلجوئی کی قندہار کے اطراف مین رہزنی اچھی طرح ہونے لگی خصوص لوہے کا راستہ اور کہاڑی کی گہاٹی اب خوفناک مقام بن گیا تہا کہ مسافر بغیر مناسب بدرقہ کے اس راہ سے نہین گذر سکتے تہے۔ جیون راؤ پٹواری اور اسکا فرزند بہاؤ راؤ پٹواری اس راجہ کے استیصال کے درپئے ہوگئے تہے۔ اور سرگرم تجاویز رہا کرتے تہے اور اسی شہر آشوبی کی حالت مین گوپالیہ کوتوال کی سازش سے سادہو مہاراج کے یہان چوری ہوگئی۔ اور بہت سا اثاثہ جاتا رہا اسی رنجش اور خوف سے جانشین سادہو مہاراج موضع شیواپور مین مقیم تہے۔ راجہ کے استیصال کے تجاویز ابہی پورے نہوے تہے کہ عیاش راجہ بہت سے امراض خبیثہ مین مبتلا ہوگیا اور مرض بہگندر نے راجہ کو نہایت بیتاب کر دیا روز بروز حالت ابتر ہوتی گئی۔ آخر سنہ ۱۲۵۵ھ مین کیفر کردار کو جا پہنچا۔ اسکی لاش جلا دی گئی اور اسکی قبر کی علامت راجہ گوپال سنگہ کی قبر کے احاطہ مین موجود ہے۔

سلہ بعض لوگون کا بیان ہے کہ رانی نے راجہ کو خاصہ دیا لیمونین بہیجا تہا جسمین سے ایک تہالی جو رانی کے خیال مین داشتہ کو بہیجی مخصوص تہی زہر آلود کیگئی تہی۔ اتفاقاً یہہ تہالی راجہ کے سامنے آگئی اور وہ مسموم ہوکر مرگیا ۱۲

راجہ سجان سنگہ جاگیردار قلعدار قندہار

سجان سنگہ راجہ گلاب سنگہ کا حقیقی چہوٹا بہائی گو مخبوط الحواس تہا مگر خوش اخلاق اور نیک نیت ہی تہا۔ رانی بسنت کنور راجہ گلاب سنگہ کی بی بی کا منشار تہا کہ اپنے رشتہ دار کا لڑکا متبنی لیکر مسند راجگی پر بٹہایا جائے مگر رانی دہر تیا بائی سجان سنگہ کی ماں نے اسکی ایک نہ چلنے دی اور اپنے چہوٹے بیٹے سجان سنگہ کو مسند پر بٹہایا۔ اور اسی ۱۲۵۵ھ مین پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی سے سند جاگیرداری و قلعداری حاصل ہوگئی۔ رانی دہر تیا بائی کے مشورہ سے کام انجام پاتا رہا۔ اور قدیم کارپرداز بدستور مامور رہے اس عملداری مین رعایا کو ہر طرح کا امن ملا۔ تین سال کی حکومت کے بعد راجہ نے قضا کی لاش جلانیکے بعد اسکا سمادہ ہی گلاب سنگہ کے سمادہ کے پاس بنایا گیا

رانی دہر تیا بائی کی حکومت

راجہ جے سنگہ کی بیاہتا بی بی رانی ہیرا بائی کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہتی دہر تیا بائی ایک معزز مرہٹے کی بیٹی ہتی جو موضع باچوٹی[1] مین رہتا تہا۔ اس لڑکی نے حسن و جمال کے بدولت ایسی شہرت پائی کہ راجہ تک اُسکی خبر پہونچی اور محبت کی کشش نے باچوٹی سے نکال کر جے سنگہ کی محل نکی رانی بنا دیا حسن خداداد کے ساتہہ اسمین حسن سیرت اور اخلاق حسنہ کے جوہر ہی قدرت نے کوٹ کوٹ کر بہرے تہے طبیعت مین بلاکی تیزی ذکاوت ہتی ملنساری کا یہ عالم تہا کہ غیر ہی اسکے گرویدہ تہے۔ اسیر عقل اور دوراندیشی نے اب رنگ چڑہایا تہا کہ اُسکی وقعت اور رعب کے آگے اور رانیوں کی کچہہ حقیقت نہ ہتی۔ اسکے بطن سے دو بیٹے۔ گلاب سنگہ اور سجان سنگہ تہے مگر افسوس ہے کہ یہہ دونو نونہال عین عالم بہار ہی مین مرجہا گئے اور چند روز ہی اونکو راجائی نصیب ہی ہوئی خواص چہپا بائی کے بطن سے ہیرا سنگہ تہا جو میراث آبائی کا ہر طرح مستحق تہا مگر

[1] موضع باچوٹی قندہار سے جانب شرق ۴ میل ہے ۱۲

دہرتپا بائی نے اسپر کنیزک زادگی کا دہبہ لگاکر قدیم کارپردازونکی حمایت سے امورات راجگی میں اسکو دخیل ہونے دیا۔ اور ایسی نگرانی رکہی کہ ہیرا سنگہ اپنی سرفرازی کیلئے انتظام نکر سکے اور خود کاروبار جاگیر انجام دیتی رہی ہیرا سنگہ کے خیرخواہوں نے ہی خفیہ طور پر حیدرآباد پہونچکر مہاراجہ بہادر کے پاس ہیرا سنگہ کی سرفرازی کیلئے تحریک کی تہی۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔

راجہ نین سنگہ تعلقدار کولاس کی فوج کشی اور رانی دہرتپا بائی کی چولی کا نشان

راجہ نین سنگہ تعلقدار کولاس جسکا جدی تعلق رجایان قندہار سے ہے۔ قندہار کے راجکی بے سروسامانی کی کیفیت سنکر ۱۲۵۹ سنہ میں سوار و پیادونکی مناسب فوج کے ساتہ بغرض تسخیر قلعہ قندہار موضع باچولی کے قریب پہونچا۔ دہرتپا بائی نے اپنے موجودہ سپاہیوں کے علاوہ کچہ ہنگامی جوان مقرر کرکے قلعہ اور بستی کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ اور قلعہ کے قدیم ابراہیمی برج پر راجاؤنکی عملداری سے گیروی رنگ کا نشان لگایا جاتا تہا۔ اسکو اوتار کر بجائے نشان کے اپنی انگیا (چولی) کو ایک اونچی لکڑی پر باندہکر بلند کر دیا۔ اس نشانی سے یہہ مراد تہی کہ عورت فوجی مقابلہ کیلئے مستعد ہے۔ کولاس کی فوج باچولی سے آگے بڑہی۔ رانی کی جمعیت نے پہول ملہ اور رودمنارہ کی مینڈ کے مقام پر غنیم کی فوج کو روکنیکی کوشش کی مگر فوجکی تعداد جو صرف قریب تین سو سوار و پیادونکے تہی نہ رکسکی۔ رود ناگ جہری پر پانس پوری کے آگے رانی کے سپاہیوں نے بندوقیں چلائیں اور قلعہ پر سے ہی توپیں سر ہونے لگیں۔ راجہ نین سنگہ نے اپنی فوجکو لعل باغ کے راستہ سے ہوا ئی کی ٹیکڑی پر لیجاکر مورچہ قایم کیا چہوٹی عنبر شاہی کی گولہ کی صدمہ سے ایک سوار و ایک پیدل سپاہی راجہ کی فوج کا ضایع ہوا۔ جب راجہ نین سنگہ کی نظر چولی کے نشان پر

سلہ گوپال سنگہ فوجکر راجہ امی چند گور راسنگے فرزند راجہ پدم سنگہ قلعدار و جاگیردار پرگنہ کولاس پدم سنگہ کے دو بیٹے بڑے بیٹے نرندر سنگہ المعروف سوائے پدم سنگہ۔ دوسرے بیٹے روپ سنگہ۔ روپ سنگہ لاولد تہے کنکی رانی نے بہتی سنگہ فرزند نین سنگہ کو متبنے کیا۔ اور موضع برکور جاگیر میں پایا۔ سوائے پدم سنگہ کے دو بیٹے لچہمن سنگہ لاولد فوت ہوئے۔ دوسرے نین سنگہ جو قلعہ قندہار پر فوج کشی کرکے ناکام واپس ہوئے۔ نین سنگہ کے دو بیٹے۔ دیپ سنگہ اور منی سنگہ۔ دیپ سنگہ سے بیٹی درجن سنگہ انہیں اولاد نہیں تہی۔ انکی بی بی رانی سرن کنور بائی کولاس پر حکمران ہے ۱۲

پڑی تو اسکے بہادر دل نے عورت پر فوج کشی کرنا پسند نہین کیا اور جمعیت کی واپسی کا حکم دیدیا اور کولاس کو واپس چلا گیا۔[1]

[1] مجھکو مسٹر سی لاڈر ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی کے ساتھ کولاس جانیکا اتفاق ہوا ہے یہ قلعہ پہاڑ کے بلند حصہ پر نہایت مستحکم ہے قلعہ کے نیچے پہاڑ و دامن ہوتے ہوئے آبادی قصبہ اور قلعہ کے مابین ایک ندی بہتی ہے جسمے قلعہ کے شرقی و شمالی جانب پہاڑ کے دامن مین قلعہ کے برج کے نیچے آمون کے درخت نہین ہتے۔ رانی سورن کنور بائی نہایت لائق اور منتظم ہے اسنے اپنی چھوٹی سی ریاست کو سلیقہ کے ساتھ آراستہ رکھا ہے اسکے کارپردازی با سلیقہ اور لیق پائے گئے۔ ہمارے کیمپ کا انتظام خوش اسلوبی سے کیا گیا تھا۔ مین پہلے روز ناظم کے ساتھ رانی صاحبہ کے ملاقات کو گیا تھا۔ دربار کا مکان کشادہ اور قدیم طرز کا تھا بڑی پھاٹک سے مکان کے دروازہ تک جوانان بے قاعدہ دو طرفہ صف بستہ تھے فوجی عہدہ دار جس مین اکثر راجپوت تھے تندیم لباس اور ہتیار کے ساتھ صحن مکان مین کھڑے تھے نقیب و چوبدار نقرئی طلائی کاری عصا لئے ہوئے عمر و دولت کی صدا لگا رہے تھے مالی عہدہ دار بھی اسوقت حاضر تھے شہ نشین پر چلمن پڑی ہوئی تھی اور اسپر سرخ باناتا کا پردہ تھا رانی کے ماموں پورن سنگہ ٹھاکر اور دوسرے قرابتدار چلمن کے دونو جانب بیٹھے تھے ہمارے پہونچنے کے بعد رانی صاحبہ چلمن کے اندر برآمد ہوئین اور اپنے ماموں کے توسل سے خیریت پوچھی اور ہمارے آنے کی خوشنودی ظاہر کی۔ ملاقات کے دوسرے دن رانی صاحبہ کیجانب سے دعوت کا سامان خیمہ پر بہیجا گیا۔ یہان دس مقام کئے گئے تھے اور ناظم صاحب نے یہان کے پہاڑ دن مین مادہ شیر کا شکار کیا۔

ف تاریخ قندہار مرتب ہو چکی تھی مین نے اس کتاب کے اخیر حصہ کو جسمین راجہ گوپال سنگہ سے راجہ سرنگ تک کیفیت درج ہے رانی صاحبہ کے ماموں ٹھاکر پورن سنگہ کو سنایا جب ٹھاکر صاحب نے اس کا ذکر رانی صاحبہ سے کیا تو دوسرے دن رانی صاحبہ نے مجکو خاص طور پر اپنے مکان مین بلوایا اسوقت ٹھاکر پورن سنگہ موجود تھے رانی صاحبہ نے متوجہ ہو کر راجایان قندہار کے جملہ حالات سنے چونکہ رانی صاحبہ کا تعلق اس خاندان سے ہے بعض واقعات مندرجہ کی انہون نے تصدیق اور راجونکی نام کی تصحیح کی خصوص راجہ بہار سنگہ اور راجہ گوپال سنگہ اور راجہ اجی چند گور کے حالات سنکر بہت ہی خوش ہوئین۔ بہار سنگہ کا نام بہارڑ سنگہ بیان فرمایا ۱۲

گنبد چلدا در ملک — داؤ بہوئی سنے جو قندہار کا رہنے والا تہا اپنی بہائی کو ساتہہ لیکر تلاش معیشت مین مسافرت اختیار کی حیدرآباد اور مختلف مقامات مین رہکر سرمایہ کافی حاصل کرکے قندہار واپس ہوا ان دونون بہائیون کو اولاد نہ تہی اور ان کے پاس دوہزار روپیہ سے زاید سرمایہ موجود تہا انہون نے رانی دہرمتا بائی کو دوسو روپیہ نذرانہ دیکر اپنے مکانون کے پاس حضرت سائلدے سلطان کے روضہ کیجانب مین کے دائرے کے روبرو شارع عام پر دلدار ملک کا چلہ قایم کیا اور اسپر خوشنما گنبد بنوایا یہہ گنبد بابن جی لسپر گنیش نلگیا ساہوکار کی اہتمام سے ۱۲۵۹ہ مین تیار ہوا ہے۔

راجہ ہیرا سنگہ جاگیردار و قلعدار

راجہ ہیرا سنگہ ایوان راجگی قندہار کا جہلملاتا ہوا آخری چراغ تہا اسکی سوتیلی مان دہرمتا بائی نے اسکے فروغ نہ پانیکی بہت تجاویز سوچ رکہے تہے مگر راجہ کی خیرخواہ راجہ کی کامیابی کی کوشش مین مصروف تہے

راجہ رام بخش بہادر کی پیشکاری — اسعرصہ مین ۱۱ شعبان ۱۲۵۹ہ کو مہاراجہ چندو لعل بہادر خدمت پیشکاری سے علیحدہ ہوئے اور اسی تاریخ راجہ رام بخش بہادر پیشکاری کی خدمت پر سرفراز ہوئے اس عزل و نصب کی پیرایہ مین راجہ کے سچے خیرخواہونکی کوشش کارگر ہوگئی اور ۱۲۶۰ہ مین پیشگاہ اعلیحضرت نواب ناصرالدولہ بہادر نظام الملک نظام الدولہ میر فرخندہ علیخان فتح جنگ آصف جاہ بہادر رستے بمہر نیابت دیوانی راجہ رام بخش بہادر پیشکار سند جاگیرداری و قلعداری سرفراز ہوئی۔ ہیرا سنگہ مستقل راجہ ہوگیا یہہ راجہ نہایت سنجیدہ اور حلیم الطبع تہا اسنے اپنی سوتیلی مان دہرمتا بائی اور دو متوفی بہائیون کے بیوہ یان رانی لسنت کنور بائی و رانی سیو سندرا بائی کے ساتہہ عمدہ سلوک کیا اور انکی اطاعت گذاری مین سرمو فرق نکیا

رانی دہرمتا بائی کی موت — بوڑہی دہرمتا بائی کو دو جوان بیٹون کے مرنیکے غم کے علاوہ سوتیلے بیٹے کو راج کرتے ہوئے دیکہکر سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ بیمار ہوگئی اور ایک سال تک عارضہ تپ دق مین مبتلا رہکر ۱۲۶۱ہ مین دنیا کو چہوڑا اسکا سمادہ بہی راجاؤن کے احاطے کے پاس ہے۔

ہیرا سنگہ کی عملداری مین بہولے سنگہ کوتوال شہر اور امان پور بیت جی کارپرداز مقرر ہوئے

شیخ لاڈلے دسکہہ اور بندہ علی دونو صاحب امتیازی ملازمین مین شامل تھے جلال بیگ گولہ انداز میر آتش مقرر ہوا جمال کارخانجات کے ملازمین بدستور اپنی اپنی خدمتون پر کارگذار رہے

راجہ پر پہلا قاتلانہ حملہ

دھرتیا بائی کے مرنیکے بعد بھی راجہ کو خانگی جھگڑون سے فرصت نہ ملی بعض راجپوت بسنت کنور بائی زوجہ راجہ گلاب سنگھ کے طرفدار بنے ہوئے رانی کو ہیرا سنگھ کا مخالف بنانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہہ خیال تھا کہ اگر ہیرا سنگھ مسند راجگی سے اٹھ جائے تو رانی کو خودمختار حاکم بنے رہنے کا حق حاصل ہو یا نہین تو وہ اپنے بھائی رتن سنگھ کو راجہ بنا سکتی ہے انہین خیالات والے طرفدار راجپوتون نے موقع پاکر راجہ پر قاتلانہ حملہ کردیا مگر عین موقع پر راجہ کے خیرخواہ ملازمین بھی پہونچ گئے طرفین سے تلوارین کھینچین۔ راجہ کو کسیطرح کا گزند نہین پہونچا مصلحتاً راجہ نے اپنی بھاوج سے صفائی حاصل کرلی اور اسکی اطاعتگذاری مین کوتاہی نکی۔

راجہ پر دوسرا حملہ

پہلے واقعہ کو گذرے ہوئے ابھی ایک سال پورا نہ ہوا تھا کہ ایک روز عین دوپہر کے وقت اپنی بھاوج بسنت کنور بائی کی طلبی پر راجہ گلاب محل مین گیا۔ وہان بجائے بسنت کنور بائی کے رتن سنگھ راجپوت کو مسلح پایا۔ راجہ اس راجپوت کی تیوری بدلی ہوئی دیکھکر واپس ہوا چاہتا تھا کہ راجپوت نے راجہ پر وار کردیا۔ راجہ پھرتی سے وار خالی دیکر دروازہ کے باہر ہوگیا۔ راجہ کے زندہ بچ جانے سے راجپوت پر خوف کے آثار نمایان ہوگئے راجہ کے حکم سے وہ گرفتار کرلیا گیا۔ کچہری مین راجہ نے اپنے معزز ملازمین اور عام سپاہیون کو جمع کرکے اس راجپوت کے چالبازی اور دہوکا دہی سے سبکو مطلع کیا۔ اور اس کے سیدھے ہاتھ کے پانچ انگلیون مین شعل باندہکر جلوادیا اور قلعہ سے نکالدیا اس سزا نے دوسرے مخالف گروہ کے دلپر خوف پیدا کردیا پھر کسیکو راجہ کے خلاف سازش کرنیکی جرأت نہین ہوئی۔

مستان شاہ صاحب کا وصال

بتاریخ ۲ شوال ۱۲۶۲ھ حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب کا قاضی محل کی مسجد مین انتقال ہوا آپکی لاش نیلی کہاٹ کے پاس تالاب کے کنارے دفن کی گئی ہے۔

قوم روا ہل کا حملہ او ہنمنت سنگہ کی حکومت

ہنمنت سنگہ دابکہ کا جاگیردار راجہ اجی چند گور راجۂ قندہار کے اولاد سے تہا[1] خاندان راجگی کے خانگی جہگڑے ضعف حکومت اور رعایا کی بددلی کے واقعات سن سن کر قندہار کے راجگی کی ہوس اسکو پیدا ہو گئی - مگر اس خیال کو پورا کرنیکے لئے زر کی ضرورت تہی اور اسی ضرورت نے اسکے دلی جوشش کو رد کردیا - اسعرصہ مین داجی راؤ محرر بہاؤ راؤ پٹواری لوہا گما شتہ دلیسکہہ جنکو گلاب سنگہ کے عہد حکومت سے خاندان راجکے ساتہہ دلی عداوت تہی ہنمنت سنگہ کے پاس پہونچے اور راجہ کی بے سرو سامانی کی حالت سے خبردار کرکے قلعہ قندہار پر حملہ کرنیکی ترغیب دی اور کامیابی تک اخراجات جمیعت کے خود کفیل بننے کا وعدہ کیا - ہنمنت سنگہ کے خیال کو اس غیبی تائید نے باثر بنا دیا اور اسنے نہایت خوشی کے ساتہہ اپنی مستعدی ظاہر کردی یہہ وہ غیر اطمینان زمانہ تہا کہ اضلاع مرہٹواڑی مین قوم روا ہل اور پنڈارے لٹیرے غول کے غول لوٹ مار کرتے ہوئے گشت لگاتے پہرتے تہے - اور ان لٹیرے سرغنونکی یہہ عین خواہش ہوتی ہے کہ کوئی سرپرست مل جائے اور وہ اپنے ناجایز حقوق کیلئے کسی قصبہ گرراجہ اور دلیسکہہ پر حملہ کرے تو یہہ جماعت ان کے لوٹنے اور بستی تاراج اور برباد کرنے مین شامل ہو داجی راؤ اور بہاؤ راؤ نے اپنی کفالت پر تین خان جمعدار روا ہل کے توسط سے قریب پانسو رو ہیلے کے فراہم کرلیا اور بیقاعدہ جمیعت دابکہ کو فوج جمع ہوئی اس مشورہ سے گوبند بڑوائی اور چنتامن بچپوار ساہوکاران قندہار واقف تہے انہون نے اپنا اثاثہ در زیورات و نقدی موضع گولی گالون مین جو قندہار سے جانب غربی -

[1] راجہ اجی چند گور کے بیٹے تیج سنگہ ان کے چار بیٹے - بیچے بہادر لاولد فوت ہوگئے (۲) موتی سنگہ جاگیردار دابکہ (۳) کنور جی سنگہ جاگیردار قندہار (۴) دیپ سنگہ لاولد فوت ہوئے - موتی سنگہ جاگیردار دابکہ کے دو فرزند ایک ہنمنت سنگہ جس نے قندہار پر فوج روا ہل کی حمایت مین قبضہ کرکے قید کی سزا پائی دوسرا کندن سنگہ اور کندن سنگہ کے بیٹے فتح سنگہ اور ان کے فرزند سونے سنگہ جاگیردار دابکہ ہین ، شوال ۱۳۱۵ھ مین بمقام کولاس مجہہ سے ملاقات ہوئی ہے خوش اخلاق ملنسار و خوبصورت ہین عمر تخمیناً بیس سال ہوگی ۱۲

چار میل پر ہے - نیلکنٹ بہاؤ ولد البسونت راؤ وکیل لسیمکہ کے اطمینان پر رکہوا دیا تہا -
غرہ صفر سنہ ١٢٦٢ میں یہہ فوج ہمنت سنگہ کی افسری سے شب کے اول حصہ مین چاری دروازہ سے
قصبہ قندہار مین داخل ہوئی ہمنت سنگہ کو دال بہاؤ راؤ ٹپواری سے ملا ہوا تہا جمیعت کی
آمد آمد کی خبر سنکر راجہ کے علاقہ کے جو ان کو جا وڑی سے اوٹہالیا اور قلعہ مین چلا گیا -

سید علی صاحب کی شہادت | سید علی صاحب راجہ کے قدیمی ملازم اور نہایت جری و عالی حوصلہ
شخص تہے - اگرچہ بڑہاپے نے اپنا پورا پورا اثر کر لیا تہا تاہم انکی جرأت اور بلند ہمتی مین
فرق نہ آیا تہا ان کے دو فرزند سید ولی اور سید محی الدین راجہ کے پاس فوجی ملازم تہے دروازہ
شہر پناہ کی نگرانی اور شہر کی گشت ان کے سپرد تہی - اتفاقاً اس روز یہہ دونون سپاہی راجہ کے
پاس شہر کی امن کی رپورٹ دینے گئے تہے راجہ نے انہین اپنے پاس قلعہ مین رکہہ لیا تہا
فوج روہلہ کی داخل آبادی ہونیکی خبر سید علی صاحب کو ملی - اس بزرگ نے قیاس کیا -
کہ ضرور دروازہ شہر پناہ پر اپنے دونو بہادر بیٹون سے مقابلہ ہوا ہوگا اور یہہ بہی اطمینان
تہا کہ اون دونون کے زندہ رہنے تک ممکن نہین کہ یہہ فوج آگے بڑہی ہو بیٹون کی مارے
جانیکا یقین ہو گیا سر دروازہ گلی کے قریب آپ نے تلوار کہینچکر روہیلون پر حملہ کیا روہیلون نے
ہر چند منع کیا اور سمجہایا مگر آپ نے نہ مانا ایک تو حیدری شجاعت کا غلو دوسرے بیٹون کی مارے
جانیکا غم بہلا اب ہٹ سکتے تہے - وار کرنا شروع کر دئے بیچارے تنہا اور وہ پانچسو روہیل
کام کر دہ کیا ہو سکتا تہا بیدریغ شہید ہوئے شہادت نصیب ہوئی روہیلون کا تسلط تمام شہر مین ہو چکا -
ہمنت سنگہ راجہ بنتے ہوئے تہے ان کے دو شیر دل جی راؤ و محرر بہاؤ راؤ ٹپواری دستور یمین
دستور یسار بنکر حکومت کر رہے تہے ہمنت سنگہ مین ہیرا سنگہ اپنی تہوڑی ہی فوج سے محصور ہو گیا
اسوقت مین سنگہ ٹہاکر کی نسبت کنور بائی کا بہائی موضع تلیگانون مین تہا ہیرا سنگہ نے اسکو
بلوا لیا اور مورچون کی تیاری کی اور مناسب مقامات پر ناکہ بندی کی - اور قلعہ مین رسد
پہونچنے کا بندوبست کیا اگرچہ کسی پر ظلم و زیادتی نہین کیگئی مگر ان کے خوف سے رعایا و
خوش باش لوگ دوسرے بستیونکو چلے گئے -

سله آپ کا مدفن عیدگاہ کی جانب کمان دروازہ کے اندر ہے ١٢

محمد امین الدین حنیفا کثرت کی وفات

ادہر تو یہہ ہنگامہ برپا تہا کہ دوسرا سانحہ یہہ پیش آیا ۲۲ ربیع الاول
سنہ ۱۲۶۲ھ کو مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب المتخلص کثرت برادر محتسب قندہار کا بعارضہ
بخار انتقال ہوا - آپ مشہور شاعر و عالم فاضل تہے آپکی علمی لیاقت و فضایل کمالات کی
وجہسے تمام روہیل آپکے معتقد ہوگئے تہے بہت تکلف سے آپکی لاش قاضی محلہ کی مسجد مین دفن کیگئی -
قلعہ قندہار کے محاصرہ کو پانچ مہینے گذر چکے - راجہ ہیرا سنگہ کی ہمراہی
محصوری سے تنگ آگئے - [illegible] ہوچکی اور ہنمنت سنگہ بہی روہیل کی تنخواہ کے تقاضہ سے
منتر دد ہوگیا تہا - ہیرا سنگہ اور ہنمنت سنگہ نے صلح کر لی - ہنمنت سنگہ قلعہ مین داخل ہوگیا - اور
برائے نام حکومت اسکے قبضہ مین آگئی روہیلون کا ہوا رعلی ہنمنت سنگہ ہی طرح دیکہا - روہیلو نکا
تقرر داجی راؤ اور بہادر راؤ کی کفالت پر ہوا تہا روہیلون نے ان دونوا فسرونکو گرفتار
کرلیا - اور تنخواہ کے طالب ہوئے جس قدر انکی اطاعت کی تہی اسیقدر انکے ساتہہ سختی
اور مخالفت شروع کی -

غارتگری اور قوم ہنود کی تباہی

قندہار کے معتبر ساہوکارون کے مکان لوٹے جانا اور اہل ہنود
کو انتہام کی اذیت پہونچنا اور انکی عورات کی بے حرمتی ہونا - اسکا الزام گروہ روہیل پر نہین آتا اس کی
بانی ہی دو مفسد داجی راؤ محرر و بہادر راؤ شوار ہی ہین - روہیلون نے مطالبہ تنخواہ مین ان
دونو کو پکڑ لیا اور اذیت رسانی شروع کی - ان مفسدون نے معتبر ساہوکارون اور برہمنون کے
مکانات کی نشاندہی کی جب غارتگری اور لوٹ شروع ہوگئی تو روہیلونکی خصوصیت باقی نرہی
سبہی قوم کے لٹیرے جمع ہوگئے اور اطمینان کے ساتہہ سارا گاؤن لوٹ لیا انہین خوفناک
دنونمین گوبند جی بہا ملک کا اجدادی دفینہ جسکی تعداد چہہ سو چہہتر ہزار نو سو ستانوے روپیہ بیان کیا جاتا ہے
بیان کی جاتی ہے بہت مشکل اور اذیت رسانی سے نکلوایا گیا - مثلاً بہا ٹنک کا بہی چار ہزار کا دفینہ
سراسے اثاثہ و زیور کے لوٹا گیا - انہین پر منحصر نہین ہے سبہی مہاجن بقال و برہمن لوٹے گئے
باوصف اسقدر غارتگری کے روہیلے اپنی تنخواہ از روی حساب ان دونون افسرون سے مانگے جاتے تہے

گاؤن کی تاراجی

روہیلون کی تنخواہ کے تقاضہ کیلئے داجی راؤ اور بہادر راؤ مع سیبت راؤ
نایک جانشین ناگوجی راؤ نایک متوفی سے مشورہ لیا - انہین یہہ خبر تہی کہ قندہار کے مہاجن کا اثاثہ

دلغدی کو لیگا نو نمین پوشیدہ کیا گیا ہے - نایک نے اسکی نشان دہی کردی اسلیئے ہمت سنگھ کے جانب سے نیلکنٹ بہادر راؤ کو لکہا گیا کہ جو کچہہ قندہار کے ساہو کارون کا مال بنظر حفاظت وہان رکہا گیا ہے بہیجدیا جاوے - ورنہ جبراً چہین لیا جائیگا - نیلکنٹ راؤ نے موجودگی مال سے انکار کردیا اسلیئے ہمت سنگھ کے حکم سے شیو پرشاد کارپرداز و مہتاب سنگھ وجیت سنگھ جمعدار سکہان و یٰسین خان جمعدار روا ہل نے اپنی اپنی جمعیت کے ساتہہ گو لیگا نون پہونچکر گڈہی کا محاصرہ کرلیا - گڈہی نہایت مستحکم تہی اور اسکے حفاظت پر دکنی اور کولی سپاہی متعین تہے انہون نے گولی چلائی رو ہیلے زخمی ہوئے مگر روا ہل کا گروہ زیادہ تہا گڈہی پر سخت حملہ کیا گیا - ایک کولی سپاہی نے اپنی بندوق سے بارہ رو ہیلے مار ڈالے تاہم رو ہیلون نے گڈہی فتح کرلی نیلکنٹ بہادر راؤ اور اسکے ہمراہی موقع پاکر بہاگ گئے - فتحیاب گروہ نے خاطر خواہ تمام بستی کو لوٹ لیا اور اسکی بربادی مین کوئی کمی نکی - رو ہیلے پہر قندہار مین جمع ہوگئے اور تنخواہ کا تقاضا پہر اپنے افسرون پر شروع کردیا -

نواب اعتضاد جنگ بہادر کا تسلط اور روا ہل کا اخراج

نواب سراج الملک کی وزارت ۷ اذیقعدہ سنہ ۱۲۶۷ھ چہار شنبہ کے روز نواب سراج الملک بہادر عہدہ دیوانی پر ممتاز ہو چکے تہے اور پیشکاری کی خدمت بدستور راجہ رام بخش بہادر کے سپرد تہی - اور پرگنہ قندہار کے دیہات و تعلقہ دیگلور وغیرہ کی تعلقداری مسند نواب اعتضاد جنگ بہادر کے تفویض تہی گوبے گانون کے لوٹے جانے سے ساہوکارون نے نواب صاحب کے خدمت مین عرضیان پیش کین نواب نے عالیجناب مدار المہام سے رو ہیلون کے اخراج کے لئے جمعیت کی امداد چاہی - اسعرصہ مین وقایع نگارون نے قندہار کی تاراجی اور روا ہل کے ظلم و زیادتی کی کیفیت دربار مدار المہامی تک پہونچائی - روا ہل کے اخراج کیلئے دفتر دیوانی سے نوابصاحب کے نام حکم پہونچا - اور جمعیت بہی امداد کے لئے ملی - نوابصاحب موصوف چارسو جمعیت پیدل علاقہ دیوانی اور دو سو پچاس سوار اور دو توپ ساتہہ لئے ہوئے فائز قندہار ہوکر عیدگاہ کے قریب خیمہ زن ہوئے - ہمت سنگھ نے رو ہیلون کو قلعہ مین جمع کرلیا اور مقابلہ کیلئے تیار ہوگیا نواب کی امداد

کے لئے مسٹر جان ہیگلس کپتان مرفخاص کے علاقہ کے چار سو جوانان لین باقاعدہ و جگمیر سنگہ صوبیدار ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۲ھ مین داخل قندہار ہوئے۔ اور نواب صاحب نے مورچہ عیدگاہ کی ٹیکری پر جانب غربی و جنوبی قلعہ بمقابل دشمن توڑ توپ قایم کیا اور گولہ اندازی شروع ہوگئی۔ اندنون فوج کنٹجنٹ متعینہ چھاؤنی ہنگولی سرکوبی روہیل اور پنڈارے و لٹیرے کیلئے اضلاع مرہٹواری مین گشت لگایا کرتی تھی۔ سرکار عالی کے حکم سے باقاعدہ لین کی چار کمپنیان اور چار توپ بیل گاڑی بسرکردگی کپتان ایڈے صاحب بہادر و اول رسالہ کا ایک اسکوارڈن یعنے دو سو سوار حسین مرزا و احد علی بیگ جمعدار ہی تھے۔ قندہار پہونچین۔ کنٹجنٹ کی فوج نے تالاب کے کنارے پر بمقابلہ عنبر شاہی توپ مورچہ قایم کیا۔ اور توپین استوار کرکے چھہ گولے بم کے مسلسل قلعہ مین اوتارے چار گولے تو بیکار گئے مگر دو گولے قلعہ کے بیچ مین اوترکر اپنی عادت کے موافق پھٹے محصورین کو ضرر نہین پہونچا قلعہ کے محفوظ مقامون مین لوگ چھپے ہوئے تھے مگر انکی مہیب آواز نے قلعہ والون کے دلون مین ہیبت ڈالدی ہمنت سنگہ نے اپنی فوجکو ہیبت زدہ دیکھکر صلح کا سفید جھنڈا عنبر شاہی برج پر کھڑا کیا جو تمام لشکر مین امن و صلح کی شہرت ہوگئی اور جگمیر سنگہ صوبہ دار لین نے قلعہ مین جاکر ہمنت سنگہ سے صلح کی شرائط پیش کئے۔ فوج افغان و سکھہ نے بعوض عطائے تنخواہ بقایا قلعہ خالی کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ نوابصاحب نے تنخواہ دینے کا وعدہ کرلیا۔ روہیلے اور سکھہ قلعہ کے باہر ہوگئے۔ نواب نے ہمنت سنگہ کے فوجکی کل تنخواہ کا تصفیہ کرکے انکا اخراج کیا۔ راجہ ہیرا سنگہ و ہمنت سنگہ۔ جان ہیگلس کے لین کے ساتھ۔ جگمیر سنگہ کی نگرانی مین حیدرآباد بھیج گئے کنٹجنٹ کی فوج معہ افسر اپنے مستقر پر واپس ہوگئی۔ نواب صاحب کا قبضہ قلعہ پر ہوگیا۔ نوابصاحب نے قندہار کے مسلمانونکی دعوت تکلف کے ساتھ راج محل مین کی۔

راجہ ہیرا سنگہ کا دوبارا قبضہ

ہمنت سنگہ کے غاصبانہ قبضہ اور قندہار کی غارتگری کی تحقیقات اجلاس مدار المہامی مین شروع ہوئی۔ قندہار سے شریعت پناہ اور معزز ساہوکار بلوائے گئے اگرچہ خدمت قضات

قاضی غلام محمد صاحب مولانا غلام علی صاحب کے بیٹے اور محمد سراج الدین صاحب کے پوتے کے نام تھی مگر بذات خود قاضی سراج الدین صاحب اور محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار حیدرآباد آئے اور نیز رام مہاجن علاقہ ہریاجی مہاجن دستیا جیں مہاجن وبالاجی سیٹھ وناگوجی مقدم وامرت راؤ پٹوار سی پانڈری و مہادیو راؤ پٹوار ی کالی شہادت میں حاضر ہوئے اس دریافت کا سلسلہ چھ مہینے تک جاری رہا ۔ ہمنت سنگھ پر جرم ثابت ہوا اور وہ مقید کر دیا گیا اور اسکی جاگیر موضع دانکہ بالعوض رقم بر جانہ ہیراسنگھ کے تفویض کر دیگئی رقم تنخواہ رسالہ و اخراجات فوجکشی اٹھارا ہزار روپیہ ہیراسنگھ کی جانب واجب الادا ٹھہرائے گئے اور اس رقم کی ادائی پر دوبارا قبضہ قلعہ قندہار پر دلانیکا حکم ہوا ۔ ہیراسنگھ نے بذریعہ اود ... سنگھ جمعدار چمنی لعل گماشتہ ساہوکار سے بکفالت محاصل بالاگذری قندہار قرض حاصل کیا ۔ رقم خزانہ سرکار میں داخل کر دیگئی اور راجہ ہیراسنگھ دوبارہ خدمت قلعداری و جاگیرداری سے سرفراز ہوکر قندہار واپس آیا اور موضع دانکہ کے ضبطی کی تاکید مورخہ غرہ رجب سنہ ۱۲۶۱ھ راجہ ہیراسنگھ کو ملی مگر موضع مذکور پر ہمنت سنگھ کا بھائی کندن سنگھ قابض رہا ۔ قندہار پر چمنی لعل گماشتہ ساہوکے جانب سے محمد عبداللہ ولد محمد حسین نائب مقرر

سید شاہ ... پیران ... سجادہ کی وفات

سنہ ۱۲۶۴ھ میں ۱۰ ذیحجہ کو سید شاہ صاحب پیران حسینی صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سلطان ... سلطان قدس سرہ نے وفات پائی آپکو کوئی اولاد نہ تھی اسلئے آپکے اہل برادری کی سید شاہ حیدر ... ابن سید شاہ غلام علی صاحب مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے ۔

سندھیوں کا ابتدائی قبضہ اور راجہ ہیراسنگھ کا انتقال

ہیراسنگھ کو دوبارہ راج پائے ہوئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ بقایائے رقم دربار خرچ و چوتھہ و قانون گوئی کا تقاضا دفتر مال کبھی تب سے شروع ہوا ۔ اور دفتر مال راجہ رام پرشاد لالہ بہادر سے متعلق تھا اور سندھیوں کے سررشتہ کا تعلق انکے بھائی راجہ آجاگر چند رائے بہادر سے تھا ۔ اسلئے راجہ محمد جمیل خان رسالدار سندھیوں کو حکم دیا کہ رقم بقایائے مذکور کے وصول کیلئے ہیراسنگھ جاگیردار قندہار پر جوانان سندھی متعین کئے جائیں ۔ رسالدار کے حکم سے فتح محمد جمعدار معہ دس جوان سندھی قندہار پہنچے ۔ اور انہوں نے رقم کا تقاضا کیا اسوقت راج کی حالت ابتر تھی ساہوکار کا

کار پرداز محمد عبد اللہ لگذاری کی تحصیل پر پورا قابض تہا۔ اخراجات معینہ کے سوائے۔
ہیرا سنگہ کو جاگیر سے کچھہ بہی نہین ملسکتا تہا اپنے خاندانکی پرورش بہت کفایت اور تنگی سے
کیا کرتا اس سنہ اتقاضے اور جوانان سزاولی کے اخراجات سے پریشان ہوگیا اور بدرجہ
مجبوری باستصواب راجہ صاحب موصوف محمد یحییٰ خان رسالدار سے قرضہ لیکر جمعنی لعل
کی استصوابی رقم دلیقایائے سرکاری دفاتر ن کو ادا کی۔ اور اوسے قرضہ مین اپنی سرورلی
جاگیر رہن دیدی صرف ایکسو روپیہ ماہوار اپنے خاندان کی پرورش کیلئے لیا کرتا اور قلعہ قندہار
مین اپنے بزرگون کے پرانے مکانون پر قبضہ کئے ہوئے زندگی کے دن پورے کر رہا تہا
نیابت قندہار پر ملک محمد جمعدار دوسرے اس راؤ پیشکار منجانب محمد یحییٰ خان رسالدار مقرر
تہے۔ بے لطفی سے زندگی بسر کرتے ہوئے راجہ کو زیادہ سال گذرے ہتے کہ اسکا مزاج
علیل ہوگیا۔ اور تمام جسم پر آبلے پیدا ہوگئے اور ان آبلونین بلاکی سوزش ہوتی گئی۔ آخر جلن
اسقدر بڑہ گئی کہ اسکے صدمہ سے راجہ جانبر نہوسکا اور سنہ ۱۲۶۵ھ مین مرگیا اس آخری راجہ
جلی ہوئی راکہہ کی سمادہ بہی اسکے بزرگون کے دائرہ قبور مین بنائی گئی ہے۔

محمد یحییٰ خان سندہی رسالدار کا قبضہ

ہیرا سنگہ کے مرنیکے بعد ٹہاکر مین سنگہ نے اپنی بہن لبنت کنور بائی زوجہ گلاب سنگہ کو مالک بنا کے
خود اسکی جانب سے حکومت کرنی چاہی۔ مگر اس تمنا کے پورے ہونے کیواسطے روپیہ کی
ضرورت تہی۔ اور روپیون کا اس خاندان مین قحط تہا تاہم مین سنگہ رسالدار کے خلاف
سازشون مین شریک تہا اور جو معاہدہ ہیرا سنگہ اور محمد یحییٰ خان مین ہوا تہا ٹہاکر مین سنگہ
نے اسکے خلاف عمل کرنا چاہا۔ اس لئے ماضیہ زمانہ کے طرز پر مصلحت وقت کے لحاظ سے رسالدار
نے مین سنگہ کو نظر بند کرادیا اور راہون پر بہی نگرانی رکہی کہ وہ کسی سے ملنے اور مشورہ کرنے
نپائین۔ اس جاگیر کی کفالت پر رسالدار بہت سا روپیہ قرضہ دیچکا تہا اسکے وصول کے علاوہ
ایسی زرخیز جاگیر وشہور قلعہ کو واپس دینا کب پسند ہوسکتا تہا۔ ۱۲۶۵

راجہ رام بخش بہادر کی دوبارہ سرفرازی	راجہ رام بخش بہادر بعد معزولی دوسرے مرتبہ ۲۳ شوال

مین خدمت دیوانی پر سرفراز ہوچکے ہتے۔ رسالدار کو مناسب موقع مل گیا۔

تبدیل سند جاگیر

اور اسنے کوشش کرکے سند جاگیرداری و قلعداری بشمول خرچ احشام وتنخواہ جوانان سندہیان بہ مہر نیابت دیوانی راجہ بہادر موصوف ۱۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۵ھ کو اپنے بیٹے عمر خان ثانی کے نام پر حاصل کی۔ رسالدار کیجانب سے ملک محمد جمعدار نائب قلعہ قندہار مین مقیم ہتا۔ اور سرپنوا آس راؤ بدستور پٹیکاری کی خدمت ادا کرتا ہتا سنہ ۱۲۶۱ف مطابق سنہ ۱۲۶۹ھ تک ملک محمد جمعدار نے بنہایت دیانت داری سے اپنی خدمت کو انجام دیا۔

محمد عمر خان کلان رسالدار سندہی کا ماضیہ حال

محمد عمر خان[1] ضلع لاڑ سندہ حیدرآباد کا رہنے والا ابتدا مین دو سو جوانان سندہی سے دکن مین آیا۔ اور سرکار نظام کے زمرہ ملازمین مین شامل ہوا اون ایام مین قلعہ کہمم کے زمیندار نے بغاوت کی ہتی اور اسکی گرفتاری کیلئے فوج شاہی متعین ہوچکی ہتی مگر وہ گرفتار نہین ہوسکتا ہتا۔ محمد عمر خان نے اپنے علاقہ کے منتخب سترہ سپاہیونکو ساتہہ لیکر قلعہ مین گہسکر زمیندار کو پکڑ لیا اس کامیابی کیوجہ سے محمد عمر خان کو رسالداری ملی اور رفتہ رفتہ اٹہارہ سو سپاہیونکا افسر ہوا۔ رسالدار کو کوئی اولاد نرینہ نہ تہی۔ محمد یحیل خان اسکا ہمشیرہ زادہ اور داماد ہتا رسالدار کے انتقال کے بعد یہی وارث قرار پایا۔

لاکہنا کا سندہ سے آنا اور سندہیونمین نفاق پیدا ہونا

اسعرصہ مین مسمی لاکہنا سندہی رسالدار مرحوم کا برادر زادہ[2] وطن سے آکر اپنے حقوق کا خواستگار ہوا اور سندہیون مین خانہ جنگی کی نوبت پہونچی اور یہہ معاملہ مہاراجہ بہادر کے روبرو پیش ہوا اور مہاراجہ بہادر نے عطائی خدمت رسالداری کیلیئے ایک لاکہہ روپیہ نذرانہ سرکاری پیش کرنیکا حکم دیا۔ محمد یحیل خان نے ساٹہہ ہزار روپیے فوراً نذرانہ کے داخل کر دیئے اور چالیس ہزار بعد دینے کا وعدہ کرلیا اسوجہ سے جمعیت سندہیون کی رسالداری کیخدمت اونکو سرفراز ہوئی اور حسب الحکم مہاراجہ بہادر رسالدار مرحوم کے جائداد سے دسہزار روپیہ مسمی لاکہنا سندہی کو دیکر اسکے وطن کو واپس کر دیا گیا اور محمد[3] یحیل خان جملہ ملک واملاک پر قابض ہوگیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ لقایا رہے

۱؎ محمد عمر خان رسالدار سندہی کا حال تاریخ گلزار آصفی مین لکہا ہے ۱۲

۲؎ بعض لوگ ہمشیرہ زادہ بیان کرتے ہین ۱۲

نذرانہ سرکاری بھی مہاراجہ بہادر نے معاف فرما دیا - باوجود اس تصفیہ کے بعض متعصب سنادیون نے رسالدار مرحوم کی بڑی بی بی کو کچھ کا کچھ سمجھا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ رسالدار مرحوم کا لاکہنا سندہی برادر زادہ ہے اور اسکے حقوق بہ نسبت محمد یحییٰ خان کے زیادہ ہین اسکو ملک و املاک کا مالک بنایا جائے - چنانچہ بڑی رسالدارنی اور محمد یحییٰ خان رسالدار مین کسیقدر رنجش بھی پیدا ہو گئی تہی - اس لئے سندہیو نمین دو فریق ہو گئے کچھہ تو مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار تہے اور کچھہ محمد یحییٰ خان کیجانب دار رہتے - یہہ خانگی مناقشہ کی چھیڑ ہو چکی تہی مگر محمد یحییٰ خان رسالدار سنجیدہ اور دوراندیش شخص تہا - اسنے مرحوم رسالدار کی بی بی سے مخالفانہ برتاؤ نہین کیا ملایمت سے پیش آتا رہا - اس لئے فریق مخالف کا پورا داو نہ چل سکا - رسالدار نے حکمت عملی سے مفسدون کے استیصال کی راہ نکالی اور ایک ایک کرکے کام سے علیحدہ کرتا گیا -

ملک محمد جمعدار کی بغاوت | ملک محمد جمعدار کے مخالفین نے اس موقع پر رسالدار کو سمجھا دیا کہ ملک محمد بھی فریق مخالف سے ملا ہوا ہے اور اسکے ساتہہ یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ ملک محمد رقم سرکاری اپنے ذاتی مصارف مین لاتا ہے اور رانی لبنت کنور بائی سے سازش رکہتا ہے مخالفین کی پر اثر تقریر نے رسالدار کے خیال کو ملک محمد کیجانب سے پلٹا یا اور اسنے بدگمان ہو کر سیری لو اس راؤ پیشکار کو معہ دفتر بغرض تفہیم حساب طلب کیا فریق مخالفین نے پیشکار پر سات سو روپیہ کی بدر نکالی اور اسکی اذیت رسانی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا - مگر پیشکار نے جمعدار کے خلاف کچھہ بھی نکہا - آخر پیشکار کو مقید کرکے ادخال رقم بدر کیلئے قلعہ قندھار مین بہیجدیا -

غلام محمد نائب کا تقرر | خدمت نیابت اور پیشکاری قندھار پر غلام محمد سکنہ آندول کا تقرر ہوا اور اسنے دیوان باڑہ[1] مین اپنی کچہری قایم کی - مالی وعدالتی اختیار نائب کو حاصل تہا - ملک محمد کے جملہ اقتدار سلب کر دئے گئے اور وہ بحیثیت ایک فوجی افسر کے قلعہ مین تہا - سرینو آس راؤ نے ملک محمد کو خبردار کر دیا اور رسالدار اور اسکے طرفدارونکا جو کچھہ اونکی نسبت خیال تہا وہ بھی بیان کیا - ملک محمد صاحب عزت آدمی تہا اقتدار کے چھن جانے سے اوسکو سخت خفت ہوئی - علاوہ اسکے پیشکار کے

[1] دیوان باڑہ آبادی قندھار مین ایک سرکاری مکان ہے راجاؤن کے دیوان اور کارپرداز اس مکان مین رہکر سرکاری کام انجام دیا کرتے ہتے ۱۲

خوف دلانے سے اوسکو خیال ہوا کہ کہین رسالدار کے ہاتون آبرو ریزی نہو اسنے رانی لبنت
کنور بائی اور ٹہاکر نین سنگہ سے مشورہ کیا ان دونون نے اوسکو اپنے مفید مطلب خیال کرکے
خوب بہکا یا اور رسالدار کی برائیان اور بدعہدی اور خود غرضی جتاکر لغاوت کرنیکی ترغیب دی
نین سنگہ نے تسلی آمیز الفاظ مین ناندیڑ سے سکہون کی جمعیت بلوانے اور بذات خود مقابلہ کیلئے
مستعد رہنیکی حامی بہری - اور یہہ ہی کہا کہ مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار سندہیون کو اپنے
جانب کرکے باقی سندہیون کو قلعہ سے نکال دیا جاوے - بعد کامیابی اس قلعہ اور جاگیر کے مختار
رسالدار کی بی بی اور اوسکا فرزند متبنیٰ لاکہنا سندہی ہو سکتا ہے -

قلعہ پر سکہون کا قبضہ اور ٹہاکر نین سنگہ کی حکومت

ملک محمد کے دل پر رانی لبنت کنور بائی اور ٹہاکر نین سنگہ کے خیرخواہانہ مشورہ نے پورا اثر کیا
اور نین سنگہ کو سکہون کے طلب کرنیکی اجازت دیدی اور انجام کچہہ نہ سوچا - سکہون کے قلعہ
قندہار مین داخل ہونیکی تاریخ ۳ چیت بدی ۱۷۷۵ سمت مطابق ۱۶ جمادی الاول ۱۲۶۸ھ سنہ
روز چہارشنبہ اوایل حصہ شب قرار پائی - نین سنگہ نے تاریخ اور وقت درج کرکے ڈیڑہ سو سکہون کیلئے
بقرارداد تنخواہ بارہ ۱۲ پندرہ ۱۵ روپیے منسا سنگہ جمعدار سکہان ناندیڑ کو خط لکہا - اور ملک محمد کا
مہری خط ہی اپنے خط کی تائید مین ملفوف کیا - یہہ خط موتی جی پٹیل موضع مانپور کے ذریعہ
صیغہ راز مین بہیجا گیا تہا - ملک محمد جمعدار نے اپنے مشورے مین سید حسن علیشاہ سندہی اور
بقادار شاہ سندہی کو ہی شریک کرلیا تہا - جن لوگون پر اعتماد نہ تہا انہین رخصت دیکر مکانون کو جانیکی
اجازت دیدی - تہوڑے سے سندہی قلعہ مین رہ گئے تہے - تاریخ مقررہ کے نو بجے شب کو ڈیڑہ سو
سکہ بسرکردگی سدا سکہہ امرتسری ناندیڑ سے آکر قلعہ کے قریب جام باغ مین ٹہرے رہے ملک محمد
کو اسکی خبر پہونچادی گئی - قلعہ کے پچہلی جانب سے کمندین لگا کر قریب ایکسو سکہ کے اندر بلوالئے گئے
باقی سکہ وقت کے منتظر باغ مین جمع رہتے - جب ملک محمد جمعدار کو سکہون کی فوج سے اطمینان ہوا
اسنے سندہیون کو جمع کرکے اپنا منشا ظاہر کردیا - ناواقف سندہی یکایک اس واقعہ کو سنکر
اور سکہون کو دیکہکر سخت متردد ہوے - محمد سمرن و محمد علی نمازی اور چند اشخاص اس

تجویز سے ناراض ہو گئے - ملک محمد جمعدار نے اونہین قلعہ سے نکالدیا - اور مین سنگہ کی بیرٹری کامکڑ ہتیار دے قلعہ پر سکہون کا قبضہ ہو گیا -

مین سنگہ نے مخالف سندہیون کو قلعہ کے باہر بہیجکر دروازون پر سکہون کے پہرے لگادئے رات کے بارا بجے کا وقت تہا - اسیوقت مین سنگہ قلعہ کے باہر نکلا عظیم خان روہیلے نے اسپر حملہ کیا - سکہون نے اسکو زخمی کردیا - اسواقعہ کے بعد دوسرے سندہی جو مقام جنبی کے پہرہ پر متعین ہتے منتشر ہوکر چپ چاپ چلدئے - سکہ لوگ جو جام باغ مین ہٹہرے ہوے ہتے مین سنگہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ یہ چہوٹی سی فوج لیکر بہادر پورہ کو جو قلعہ سے تہوڑے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے پہونچا - رعایا کے مکانون اور ساہوکارونکی دوکانون سے جسقدر غلہ فراہم ہوسکا اٹہوا کر قلعہ مین بہیجدیا - اس ضروری کام سے اطمینان حاصل کرکے آبادی قصبہ کیجانب متوجہ ہوا اور درگاہ محلہ مین شیخ حسین و محمد موسی کے مکان کا محاصرہ کیا کیونکہ اون سے اسکو دلی عناد ہتا مگر وہ نہ ملے وہان سے دیوان بارٹے پر غلام محمد نائب کی گرفتاری کی غرض سے پہونچا - اس کے قبل ہی نایب اور سید احمد ڈنڈیہ[1] بہاگ گئے ہتے جب مین سنگہ کو انکا پتا نچلا تو چاوڑی پر پہونچا چاوڑی کے محافظ سندہی بہی چلدئے ہتے مین سنگہ نے سکہونکا ٹہانہ بٹہا دیا - صبح ہو چکی ہتی ٹہاکر مین سنگہ ملک محمد کے عمدہ گہوڑے پر سوار ہوکر سکہون کی فوج جلو مین لئے ہوئے نہایت تمکنت کے ساتہہ تمام بستی مین پہرا اور مناسب جائے دیکہہ دیکہکر ناکہ بندی کردی قلعہ اور بستی پر ٹہاکر مین سنگہ کی حکومت اور سکہون کی عملداری ہو گئی ملک محمد منہہ دیکہتا رہگیا

غلام محمد نائب قندہار نے مین سنگہ کے ہاتون جان بچاکر حیدرآباد کی راہ لی اور محمد تجمل خان رسالدار کے پاس پہونچکر پورا واقعہ بیان کیا قندہار سے گئے ہوئے سندہی قصبہ لاٹ تعلقہ سارطار مین جمع ہوئے اور اپنی دردآمیز کہانی رسالدار کو لکہی -

سراج الملک کی وزارت راجہ رام بخش بہادر ۲ ذیحجہ ۱۲۶۲ھ کو خدمت دیوانی سے معزول ہو چکے ہتے - اور نواب سراج الملک بہادر ۲۸ شعبان ۱۲۶۲ھ مین دیوان بنائے گئے ہتے محمد تجمل خان

[1] راجاونکی عملداری مین ڈنڈیہ اس کاردار کو کہتے ہتے جو مذہبی پر حاضر رہکر ہرایک کام کیا کرتا تہا جسطرح دیہات مین مذکوری ہوتا ہے ۱۲

رسالدار نے وثیقہ جاگیرداری نواب موصوف کے ملاحظہ مین پیش کرکے مین سنگہ کی خودسری اور غاصبانہ قبضہ کی کیفیت اور سکہون کی زیادتی اور رعایا کی پریشانی کا حال عمدہ الفاظ مین نواب موصوف سے عرض کیا اور مین سنگ سے مقابلہ کرکے قلعہ واپس لینے کی تحریری اجازت چاہی نواب صاحب نے رسالدار کی خاطر خواہ احکام لکہدیے حکم کے ساتہہ ہی رسالدار نے اپنے آوردہ سندہیون اور سوارون کو جو متفرق مقامات پر متعین تہے قصبہ لاٹ پر جو قندہار سے دو میل ہے جمع ہونیکا حکم دیا ڈونگر سنگہہ کے علاقہ کے پچیس راٹہور دس دس روپیے ماہوار پر ملازم رکہہ لئے اور طرۃ باز خان جمعدار و نور خان رسالدار رواہل کے علاقہ سے چار سو روپیے لیکر یہہ معاہدہ کیا گیا کہ قلعہ قندہار پر قبضہ ہونیکے بعد پانچہزار روپیہ دیے جاینگے یہہ سب کی سب فوج قصبہ لاٹ پر پہنچی گئی جسکی تعداد بشمول پیدل و سوار دوہزار تہی اور یہہ فوج جیون خان جمعدار سندہی کے ماتحت آخر حصہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ سنہ مین لاٹ سے سرحد قندہار پر پہونچی۔

سندہیون اور سکہون کا فوجی مقابلہ

مین سنگہ کو سندہیون کے ارادہ کی خبر مل چکی تہی اس نے قلعہ مین رسد بہم پہونچانیکا مناسب انتظام کرلیا اور سکہون کو توپین سر کرنے اور ریکلے چلانیکی اس تہوڑی سی مہلت مین اچہی طرح تعلیم کی۔ اور اس مختصر مگر دل والی فوجکو ترتیب دیکر قلعہ اور شہر کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔ جب سندہیونکی فوج قندہار کے قریب پہونچی گول ٹیکری کے پاس سے اس فوج کے دوگروہ ہوئے۔ گروہ سواران امرت کنڈ و تالاب شہر کے بدواری دروازہ کے جانب رجوع ہوا اور دوسرا گروہ پیدلون کا اورنگ پورہ کی فصیل کے نیچے نیچے ہوتے ہوئے کوٹ بازار تک پہونچا۔ سوارون کی فوج ہاتی نالہ عبور کرکے دامن تالاب مین پہونچی۔ قلعہ سے گولہ باری شروع ہوگئی مگر سوار بہت تیزی سے میدان کنارہ تالاب سے نکل گئے بکی توپ کے گولون سے انہین کسیطرح ضرر نہین پہونچا البتہ ایک حجام کا لڑکا یابو سوار اون سوارون کے پیچہے چلا آرہا تہا توپ کا گولہ اپنی قوت زایل ہونیکے بعد زمین بوسی کو جہک رہا تہا یابو کی پیٹہہ کے پچہلے حصہ کو دہکا دیتا ہوا آگے بڑہ کے گر گیا اس صدمہ سے یابو تو مر گیا مگر سوار محافظ حقیقی کے حفاظت مین رہا۔ اور اوٹہہ کر چلدیا۔ سوارونکی فوج فصیل کے قریب

فتح برج کے مقابل پہونچی سکہون نے بندوقین سرکین - ادہر سے بہی جواب ملا - آنے والی فوج نے تیزی سے آگے بڑہتے ہوئے جلد جلد بندوقین فیر کین تعداد بہی زیادہ تہی - آخر سکہون کو برج چہوڑنا پڑا - سب سکہون نے جمع ہوکر بدداری دروازہ پر غنیم کے سوارون کو روکنیکی کوشش کی مگر بیکار گئی - سوار بالکل قریب پہونچ گئے اسقدر فوج کے روبرو تہوڑے سے سکہونکا مقابل ٹہرے رہنا قرین مصلحت نتہا - جان بچاکر چاوڑی کے متعینہ سکہون کو ساتہ لیکر قلعہ کیجانب چلدے - سندہیون نے بستی پر قبضہ کرلیا شاہ قرار کی مسجد اور چاوڑی کے مابین سدی سونکر کسی سکہہ کی گولی سے مارا گیا پیدل سندہیونکی جماعت کا تہوکوٹ بازار تک پہونچ گئی تہی ینین سنگہ کے ساتہ مقابلہ ہوا - اور اس معرکہ مین عمر سندہی داماد جیون خان اور اللہ رکہا سندہی و محمد ہاشم سپاہی مارے گئے اور سندہی آگے بڑہتے چلے ینین سنگہ سکہون کو قلعہ کے نزدیک ہٹالایا سندہی بستی مین گہس گئے - قصبہ پر سندہیونکا قبضہ ہوگیا اور سکہون نے قلعہ سنبہالا -

ان تینون سپاہیون کے لاشین توپون کے زد مین پڑی ہوئی تہین ان نعشون کے مطالبہ کیلئے جیون خان جمعدار نے محمد پیر خادم درگاہ دمذکر شاہ درویش کو ینین سنگہ کے پاس بہیجا ینین سنگہ نے اپنی فوجکی تعداد مین بہی تین سکہونکی کمی پائی اونکی نعشین مسلمانون سے طلب کین - جب تی مین سندہیون نے سکہون کی تلاش کی وہ تینون سکہ سری چند ساہوکار کی حویلی مین چہپے ہوے تہے زندہ دستیاب ہوئے - سندہیون نے اون تینون سکہون کو قتل کرکے نعشین ینین سنگہ کے پاس بہیجدین اور سندہیون کے تین نعشین سکہون سے لیکر دفنا دین -

سندہیون نے قلعہ کے اطراف دور دور تک ناکہ بندی کرکے رسد روکدی تہی - ینین سنگہ نے کئی بار سکہونکی جمعیت لئے ہوئے قلعہ سے باہر نکال کر سندہیو پیر حملہ کیا مگر اسکو کامیابی نہین ہوئی - جب محاصرہ مین دن زیادہ گذر گئے - ینین سنگہ اپنی بہن بسنت کنور بائی کو ساتہ لیکر سکہونکے مختصر جماعت کے ساتہ رات کیوقت قلعہ سے باہر نکل گیا اسکا یہہ قصد تہا کہ ناندیڑ جاکر سکہون کو فراہم کرکے اپنی جمعیت کی تعداد بڑہائے اور بہن کو حیدرآباد بہیجکر یہ داشت اور حق رسانی کی دادخواہی کرے اندہیری رات نصف کے اوپر گذر چکی تہی مگر وہ پہیلے و سندہیون نے اس مختصر جماعت کو گہیر لیا اور آگے بڑہنے نہ دیا - چالاک ینین سنگہ اپنی بہن کو سنبہالے ہوئے قلعہ مین واپس آگیا اس معرکہ مین

سندہیون کے ہاتہ ون دو سکہہ مارے گئے۔

قلعہ پر سندہیون کا تسلط راجہ کے خاندان کی بربادی اور محمد یحلی خان سندہی رسالدار کی عملداری

چہہ مہینے کے محاصرہ نے سکہون کو تنگ کر دیا اور غذا کے نہ ملنے سے انہین مونگ کے درخت کی جڑ بن اور مختلف چیزین کہانے پڑین۔ بیمار ہونے سے علیحدہ مختلف قوم و پیشہ کے لوگ جو قلعہ مین جمع ہتے غذا نہ ملنے سے باہر نکل گئے۔ بلا ہتیار آنے والونکی سندہیون نے مزاحمت نہ کی۔ قلعہ مین ہنن سنگہ اور خاندان راجہ کے لوگ اور سکہہ سپاہی رہ گئے ہتے۔ جیون خان کی تحریک پر محمد پیر صاحب خادم روضہ بزرگ اور مذکر شاہ درویش نے صلح کار بنکر سکہون کو سمجہایا سکہون نے تنخواہ کے دے جانے پر قلعہ خالی کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور جیون خان نے سکہون کی تنخواہ دلوادی۔ سکہہ قلعہ سے نکل گئے۔ ٹہاکر ہنن سنگہ کو سندہیون نے قید کر کے قلعہ مین روک لیا اور رانی بسنت کنور بائی[1] ہنن سنگہ کی بہن اور راجہ گلاب سنگہ کی بی بی سندہیونکی حراست مین محمد یحلی خان رسالدار کے پاس بہیجدی گئی۔ رانی روپ کنور راجہ سجان سنگہ کی بی بی اور اوسکی لڑکی شام سندر اور رانی چمپا بائی ہیرا سنگہ کی مان موضع بہوسی مین جاکر سکونت پذیر ہوے۔ اور اس خاندان کے باقی سب لوگ موضع دابکہ کو چلے گئے۔ ملک محمد جمعدار کو سندہیون نے ہر چند تلاش کیا مگر اسکا پتا نہ چلا۔ اتنی خبر ملی کہ کئی دن آگے ہی وہ قلعہ سے نکل گیا تہا۔ سندہی اور روہیلے قلعہ پر قابض ہو چکے جیون خان جمعدار نے روہیلون کو قلعہ سے علیحدہ کرنا چاہا اور پانچہزار روپئے وعدہ کے موافق طرہ باز خان اور نور خان کے پاس رسالدار نے بہیجے مگر روہیلون نے اس عذر پر روپیہ لینے سے انکار کر دیا کہ محاصرہ قلعہ مین چہہ مہینے گذر چکے اور چار سو روہیلے اس مدت تک تسخیر قلعہ کے لئے جان لڑاتے رہے۔ اس صورت مین پانچہزار روپیہ خرچ کیلئے کافی نہین ہین آخر یہہ طے ہوا کہ چار سو روہیلون کی تنخواہ چہہ مہینے تک کی

[1] رانی بسنت کنور بائی حیدرآباد مین کچہہ دنون رہکر پہر موضع دابکہ کو واپس آئی اور سنہ ۱۲۸۰ مین مرگئی۔

رسالدار سے دلادی گئی۔ اور وہ پہلے قلعہ سے نکل گئے۔ جب سندہیو نکا پورا تسلط ہوگیا تو جیون خان جمعدار اپنی اصلی خدمت جمعداری پر واپس ہوا امدادی فوج اور دوسرے تعلقات کے متعینہ سندہی اپنی جگہ روانہ ہوگئے

احمد خان نائب محمد بحیل خان رسالدار نے حفاظت قلعہ اور خدمت نیابت پر احمد خان کو مقرر کیا صرف دو مہینے تک اسنے کام انجام دیا۔ رسالدار نے احمد خان کو حیدرآباد بلوایا

محمد عثمان نائب احمد خان کی علیحدگی کے بعد محمد عثمان جمعدار کا تقرر ہوا۔ آدمی دیانت دار اور نیا سپاہی تہا سندہ سے آئے ہوئے تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا۔ ملکی زبان سے بہی ناواقف تہا نیابت جاگیر کا کام پٹیکار کے اطمینان پر چلتا تہا۔

ٹہاکر تین سنگہ کا مجلس سے فرار ہونا پچہلی دروازہ سے آگے مہکال دروازہ کے مقابل دیوار شمال سے راستہ جنوب تک چار کمانین پختہ لداوی ہین۔ جن مین سے ایک کمان کہلی ہوئی ہے۔ اور تین بند ہین قدیم سے اسکو انبار خانہ کہتے ہین اون بند کمانون مین سطح زمین سے پانچ گز بلندی پر ایک ہاتہہ عرض و طول کے تین دریچے ہین۔ تین سنگہ اس انبار خانہ مین قید تہا دروازہ سنگ و خشت سے بند کر دیا گیا تہا۔ اور دریچہ مین سے اسکے ہم قوم آدمی کے ہاتہہ سے پانی اور غذا جس مین آٹا کم اور نمک زیادہ ہوتا دیجاتی تہی۔ یہہ مضبوط قیدی کبہی کبہی ہوا کہانیکے لئے اوس دریچہ سے سر نکالا کرتا۔ اس مصیبت مین چہہ مہینے گذر گئے ۱۲۶۹ھ مین رات کا نصف حصہ گذرنیکے بعد جوانان پہرہ کو غافل پاکر دریچہ کے پتہرونکو نکال لیا جو کئی دن آگے سے ہی ان پتہرون اور اینٹون کے علیحدگی کا سامان فراہم کر چکا تہا قید خانہ سے نکل کر شمال رویہ خندق کیجانب جہان پانی کی خزانہ کا ستون ہے پہونچا اور کنگرہ دیوار پر کوٹ سے اپنی پگڑی باندہی۔ اور اسکے سہارے سے پاؤن مین زنجیر پہنے ہوئے خندق مین اوتر رہا تہا کہ پگڑی ٹوٹ گئی اور وہ دہم سے خندق مین گر پڑا اس دہاکے کی آواز سے خندق دروازہ کے پہرہ والے ہشیار ہوئے مگر انہون نے اسوجہ سے توجہ نہین کی کہ اکثر بڑی بڑی مچہلیان شب کیوقت خندق مین اوچہلا کرتی ہین خندق مین پانی کمر سے زاید تہا تین سنگہ خندق کے حصہ کو طے کر کے باہر آگیا اور قلعہ سے تہوڑے فاصلہ پر جانیکے بعد بیڑی توڑ ڈالی اور

موضع پہول پیل کے جنگل مین ایک شبانہ روز پوشیدہ رہا۔
یہان عثمان خان جمعدار کو صبح خبر ہوئی جوانان محافظ حراست مین سب کیے گئے۔ رسالدار کو رپورٹ کیگئی۔ ہین سنگہ صحرا لئے پہول پیل سے ناندیڑ گیا۔ تہنا سنگہ جمعدار سکہون کے پاس چند روز رہا۔ پہر حیدرآباد آگیا۔ سندہیون نے مختلف وقت اسکی گرفتاری کی کوشش کی اور گہیر ہی لیا۔ مگر ہین سنگہ اونکے ہاتہ نہ آیا۔ جب ہین سنگہ کو ہر طرح سے ناکامیابی ہوئی تو اپنے خاندان کے ساتہ موضع دابکہ مین رہنے لگا۔
ہین سنگہ کے فرار ہو نیسے غفلت اور لاپروائی کا دہبہ محمد عثمان جمعدار کے نام سے مٹ نہین سکتا تہا اور ملکی زبان نہ جاننے سے جاگیر کے انتظام مین خرابیان پیدا ہوگئی ہتین۔ اس لئے رسالدار نے خدمت نیابت جاگیر و حفاظت قلعہ پر امام بخش جمعدار سندہی کا انتخاب کیا۔ سنہ ۱۲۶۹ کے اوایل حصہ مین امام بخش جمعدار نے جائزہ خدمت حاصل کیا اور جمعدار کی ماتحتی مین غلام محمد کارپرداز مقرر ہوا۔

وزارت نواب سرسالار جنگ بہادر و پیشکاری مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر

سنہ ۱۲۶۹ مین ۷ اشعبان کو پنجشنبہ کے دن نواب سراج الملک بہادر نے رحلت فرمائی اور ۲۲ شعبان سنہ مذکور کو نواب سرسالار جنگ مختار الملک بہادر شنبہ کے دن خدمت دیوانی و وکالت سے سرفراز ہوئے اور اسی تاریخ مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر عہدہ پیشکاری پر ممتاز ہوئے۔

امام بخش جمعدار نایب قندہار

امام بخش جمعدار ایک سپاہی منش اور دلیر آدمی تہا گو لکہنے پڑہنے مین مہارت نہ تہی مگر معاملہ فہم خوب تہا۔ قندہار مین قلعہ کے اندر راجاؤن کے محل مین رہتا تہا اسکی طرز حکومت کا طریقہ

۱؎ ہین سنگہ کو مولف نے دیکہا ہے گندمی رنگ مایل بسیاہی اوسط قامت چوڑے سینہ والا مضبوط شخص تہا اسنے لڑائی کے واقعات جنون سا ہوکا سکے مکان پر میرے روبرو بیان کئے ہے۔ اور اپنے جسم سے دوہرا انگرکہ نکالکر متعدد زخم کے علامات دکہلائے تہے اور یہہ ہی ذکر کیا تہا کہ سندہیون نے قید مین بہت تکلیفین دین اور غذا مین ایک حصہ آٹا اور دو حصہ نمک دیا جاتا تہا ہین سنگہ سنہ ۱۳۱۰ مین بمقام دابکہ فوت ہوا ۱۲

راجاؤن کی عملداری کیطرح رہا گرد انداز اور کمند انداز (جو قلعہ کی دیوار ونکی گہانس اور جہاڑیون کو صاف کرتے ہین) بدستور مامور رہے - قلعہ کی مسجد مین بدستور پیش امام اور موذن کا تقرر ہوا۔ اور پنج وقتہ بانگ وصلوٰۃ پابندی کے ساتہہ ہونے لگی -

نقارخانہ جدید | نقارخانہ قدیم جو قلعہ کے اندر تہا امام بخش نے قلعہ کے لوہے دروازہ پر قایم کیا جسمین حسب عملدر آمد قدیم پانچ وقت نوبت بجائی جاتی ہتی -

جوگنی دیوی | راجاون کے عملداری مین قلعہ کے دروازہ کے پاس جنسی کے سفالپوش مکان کے سامنے پیپل و نیم کے درخت کے نیچے پتہر کے تراشے ہوئے بت بہت سے رکہے تہے اور سب بتون کے بیچا بیچ ایک خوبصورت زنانی مورت تہی - کسی قدیم بت تراش نے بہت ہی صفائی سے بنایا تہا اس دیوی کا نام جوگنی تہا اور راجپوت اسکی پرستش کیا کرتے تہے - امام بخش نے سب کے سب توڑ ا کے پہنکدئے - البتہ مہکالی دروازہ کے پاس مہکالی دیبی کا چبوترہ قایم رکہا - اور قدیم عملدرآمد کے موافق ہنود کی عید دسہرہ کے روز اس دیبی کے پاس پٹیل و پٹواری وغیرہ جمع ہو کر بہینسہ قتل کردایا کرتے -

تبدیل نشان قلعہ | راجاون کی عملداری مین قلعہ کے برج پر سالانہ دسہرہ کے روز گیروا رنگ کا نشان کہڑا کیا جاتا تہا - امام بخش نے اپنی عملداری مین سبز رنگ کا نشان بنوایا -

عاشورخانہ ڈہال صاحب | امام بخش جمعدار نے جنسی کے روبرو ایک عاشورخانہ بنوایا ہے - تالاب کے مینڈ پر ایک پرانی مسجد کالے آسودولوں کے پاس تہی مسجد کی چہت گر گئی تہی صرف دیوارین کہڑی تہین جمعدار نے ان دیوارون کے پتہر منگوا کے اس عاشورخانہ کی دیوار ونمین لگائے اور بہت ہی سرگرمی سے اسکو تیار کیا - ماہ محرم مین پانچوین تاریخ ایک جوڑی سپر کو سیدہی سیف بیچ مین اور دو تیغے دو بازو اور اسکے ترتیب دو جھبیہ باندہکر علم اتادیا - جسکو عوام ڈہال صاحب کا علم کہنے لگے اسکے قریب مٹی کا شیر بہی بنایا تہا اور جدید نقارخانہ بہی تیار کیا تہا بہرحال عشرہ شریف کے تکلف اور سوانگ کو انہون خوب ترقی دی -

ہرن کے سینگو نکا برآمدہ | جمعدار کو نشان اندازی کی پوری مشق تہی شکار کا بہت شوق تہا اسکی

سلہ ۱۲۷۷ میں اسی ہی نمونہ کا علم بنا یا گیا ہے جسکو منو لوہار نے تیار کیا وہ اب تک موجود ہے ۱۲

ہاتون سرزمین قندہار کے اسقدر ہرن شکار ہوئے کہ ہرن کے سینگونکو فراہم کرکے بجاے چوبی کلچیون[1] کے سینگون سے چھوٹا سا برآمدہ تیار کیا گیا تہا -

سید حیدر علیصاحب کی وفات | سنہ ۱۲۷۱ھ مین ۲۷ شعبان کو حاجی سید حیدر علیصاحب کا انتقال ہوا یہ مشایخین قندہار سے تہے جنکا مکان عقب روضہ بزرگ ہے آپکے پانچ فرزند ہوئے (۱) سید شاہ ولی الدین صاحب[2] (۲) سید اکبر علیصاحب جو اپنے والد کے روبرو قضا کرگئے (۳) سید شاہ صاحب حسینی صاحب بہت ہی لائق حلیم الطبع و نیک النفس ہین آپ سررشتہ سرکار عالی مین سمت جنوبی و سمت شمالی کے مہتمی کی خدمت پر مامور رہے اب قندہار مین مقیم ہین کتاب لغمہ پیر آپ ہی کی تصنیف کی ہوئی ہے (۴) سید مشایخ حسینی صاحب آپ بسمت مین رہتے ہین اور اپنے خالہ زاد بہائی سید شاہ عفیف الدین قادری کے جانشین اور ان کے معاش پر قابض ہین (۵) سید پیران حسینی صاحب حیدرآباد مین مقیم ہتے انکا انتقال ہوگیا -

رحلت نواب ناصر الدولہ بہادر | ماہ رمضان شریف کی ۲۲ تاریخ سنہ ۱۲۷۳ھ مین نواب ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر نے انتقال فرمایا عمر آپکی ۶۶ برس کچہہ مہینونکی تہی - ۲۸ برس دس مہینے پانچ روز بادشاہت کی - بعد انتقال کے غفران منزل آپکا لقب مشہور ہوا صحن مکہ مسجد حیدرآباد مین آپکا مقبرہ ہے آپ کے دو[3] فرزند تہے -

فرمانروائی نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر

افضل الدولہ بہادر نواب ناصر الدولہ کے فرزند ہین سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ مین پیدا ہوئے

[1] جسکو اہل دہلی و لکہنو کھپچیان کہتے ہین [2] سید شاہ ولی الدین صاحب کو گلبرگہ شریف کے مشایخ سید شاہ عز الدین صاحب اولاد حضرت قطب العالمین سید شاہ حسام الدین حسینی تیغ برہنہ قدس سرہ کی لڑکی منسوب تہی اور آپ مرید و خلیفہ اپنے خسر شاہ عز الدین صاحب کے تہے بہت دنون تک آپنے حیدرآباد مین رہکر عروج حاصل کیا بہت سے لوگ آپکے مرید ہوئے کہتے ہین کہ سنگ عنبر خان سامان علاقہ نواب مختار الملک مرحوم آپکے زمرۂ مریدین مین شامل ہوا تہا بتاریخ ۲۲ رجب سنہ ۱۲۹۸ھ آپکا انتقال ہوا آپکی قبر آپکے مکانکے صحن مین ہے آپکے انتقال کے چار روز بعد ۲۸ رجب کو آپکی بی بی مریم بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا تہا دونو قبرین برابر بنی ہوئی ہین [3] ایک نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر (۲) نواب میر جہانگیر علیخان روشن الدولہ

بعد انتقال اپنے والد کے ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ کو تخت پر جلوس فرمایا۔

اظہار روہیلونکے مارے جانیکا واقعہ

اسی ۱۲۷۳ھ مین روہیلون کی قوم سے بافسری محبوب خان جمعدار روہیلہ اضلاع مرہٹواڑی کے مختلف مقامات پر خوب لوٹ مار مچای اور بہت سے بستیان ویران و رعایا کو تاراج کر دیا۔ مقامی جمعیت سے اسکا انتظام نہو سکا۔ روز بروز روہیلون کی ظلم و زیادتی بڑہتی چلی اسلئے لٹیری جماعت کی سرکوبی کیلئے فوج کنٹجنٹ متعینہ ہنگولی کو کرنل ولڈم صاحب بہادر نے تعلقات مرہٹواڑی برگشت کر کے روہیلونکو گرفتار کرنیکے لئے مقرر کر دیا تہا۔ ضلع ناندیڑ کے تعلقات کے انتظام کیلئے چار کمپنیان مقرر کیگئی ہتین سید علی ورام دین لالہ دسنرام سنگہ چہتری و مسٹر ٹاماسرل یہہ چارون کمپنی کے صوبہ دار دو ضرب توپ کے ساتہہ ہنگولی سے سندگی ہوتے ہوئے ناندیڑ پہونچے۔ دہان سے مانجرم و سالگرہ آسے سلگرہ مین شب کیوقت توپ کی گاڑی کے چار بیل چوری ہوگئے۔ دوسرے بیل اسی موضع سے تجویز کر کے یہہ جمعیت ناندیڑ واپس ہوا چاہتی تہی کہ اس اثنا مین خبر ملی کہ قصبۂ بارا ہلی کی گڈہی پر روہیلون نے قبضہ کر لیا ہے بلغار پہونچکر فوج نے گڈہی کا محاصرہ کر لیا۔ روہیلون نے مقابلہ کیا بہت سے مارے گئے تہوڑے سے مجروح ہو کر گرفتار ہوئے اور باقی موضع لنگی کی جانب بہاگ گئے۔ اس معرکہ مین۔ فوج کنٹجنٹ کا ایک سوار مارا گیا موضع لنگی کا محاصرہ کر کے فوج نے روہیلون کو گہیر لیا جمعدار محبوب خان اور اوسکے ہمراہی روہیلے گرفتار ہوگئے اون قیدیونکو ناندیڑ مین لا کر بمقام سرا کنارہ رود گنگ رکہا گیا اس عرصہ مین جو فوج دہارور سے روہیلونکی گرفتاری کیلئے متعین تہی قیدیونکو لیکر ناندیڑ پہونچی بارش کا موسم شروع ہو چکا تہا۔ پندرہ روز تک یہہ فوج سکہون کے باغ مین ٹہری رہی۔ پیشگاہ سرکار سے قیدیون کو محبس قندہار مین رکہنے کا حکم پہونچا لہذا قیدیون کو عربونکے تفویض کر کے فوج کنٹجنٹ ہنگولی کیجانب چلی گئی۔ عربونکی حراست مین یہہ روہیلے قیدی قندہار پہونچے۔ امام بخش جمعدار نایب قندہار نے اون قیدیونکو قلعہ کے محبس مین جو ایک خوفناک اور محفوظ مقام ہے مقید کر دیا قیدیونکی نگرانی پر سرکاری عرب کا پہرہ متعین تہا ایکدفعہ

یہہ قیدی محبس قلعہ مین رہے - دوشنبہ کے روز قصبہ مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے -
خرید و فروخت کیلئے اطراف دیہات سے آدمی جمع ہوتے ہین - اوس دن اتفاقاً عرب
محافظ سب کے سب بازار چلے گئے - صرف ایک عرب اطمینان کے ساتھہ مسمی کیرو باحجام
کے روبرو بیٹھا ہوا سر کے بال کٹوا رہا تھا - روہیلے موقع پا کر محبس کا دروازہ توڑ
کر نکل گئے - حجام تو بھاگ گیا مگر اس سپاہی کو روہیلون نے پتھر سے مار ڈالا - اور قہوہ
خانہ مین گھس کر عربون کے ہتیارون پر قبضہ کر لیا اور قلعہ کے دروازہ کیجانب بڑہے اوس وقت
امام بخش جمعدار کچہری مین بیٹھا ہوا تھا حجام غل مچاتا ہوا بدحواس پہونچا روہیلے بھی قریب ہی
آ چکے تھے - جمعدار مذکور نے حواس قایم رکھکر قلعہ کا دروازہ بند کر دیا - اور نہایت پہرتی
اور چالاکی سے اپنا بچاؤ کرکے راستہ سے گلاب محل پر چڑہ گیا - اس عرصہ مین
محبوب خان جمعدار اور اوسکے ہمراہی روہیلے کچہری کے روبرو پہونچ گئے محبوب خان
روہیلون کے جمعدار نے دروازہ قلعہ کیجانب بڑھنے کا قصد کیا - محمد امام بخش جمعدار
سندہی بلند اور محفوظ مقام پر پہونچ چکا تھا اوپر سے تاک کر محبوب خان کو گولی مار دی
مجروح محبوب خان زخم خوردہ شیر کیطرح قاتل کیجانب جھپٹا - مگر امام بخش نے اتنی
مہلت نہ دی مسلسل فیر کرتا رہا محبوب خان اور چند روہیلے مارے گئے باقی روہیلے
فصیل قلعہ کیجانب پلٹ گئے اور خندق میں کود کر نکل جانیکی کوشش کرنے لگے اس
عرصہ مین قیدیون کے فرار کی کیفیت مشہور ہو گئی محافظ عرب و جوانان سندہی جمع ہو گئے
اور روہیلون کو گھیر لیا پھر جانبین اس ہنگامہ مین اٹھارہ روہیلے مارے گئے اور باقی
مجروح و گرفتار ہوکر داخل محبس ہوئے -

عمر باڑی | سنہ ۱۲۷۰ھ مین سرزمین قندہار مین دو باڑیان آباد ہوئین - ساتیا جنگم نے ایک آبادی قایم کی - اور اسکا نام عمر باڑی رکہا گیا کیونکہ جاگیردار قندہار محمد عمر خان رسالدار تھا اسکے نام پر یہہ آبادی قایم ہوئی - پٹیلگی کی سند ساتیا جنگم کے نام - ۱۱ رمضان سنہ ۱۲۷۰ کو منجانب جاگیردار لکھدی گئی ہے اور اس مزرعہ کا محاصل (۷۵ روپے)

ؔ سندہیونکی عملداری بدل جانے سے باڑی کا نام بھی بدل گیا ہے بجائے عمر باڑی جنگم باڑی کے نام سے مشہور ہے ۱۲

قرار دیا گیا - اسکی حدبندی اسطرح پر ہوئی مغرب کی جانب زراعت گرباجی پٹیل اور مشرق کے جانب سرحد باچوٹی اور جنوب کے جانب سرحد پھول پہل اور حد شمالی پر مینار ندی ہے -

امام باڑی — سنہ ۱۲۶۶ھ مین مزرعہ ہنگر باڑی کا نام امام بخش کے نام کے لحاظ سے امام باڑی قرار دیا گیا - اور سند ۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۶ھ کو بجانب جاگیردار لکہدی گئی اور مزرعہ کا محاصل دو سو پچاس روپیہ قرار پایا حد بندی اسطرح پر کیگئی جانب مشرق پہاڑ اور رنگ پورہ شمال کیجانب - موضع بہوسی کی کہنڈی جنوب میں باقی نالہ مغرب کی سرحد راستہ دہرما پوری -

تین قیدیونکو پھانسی کی سزا — گوکل پورہ کے پاس کرکوڑی کے راستہ پر املی کے پانچ درخت تہے جسمین سے اسوقت تین درخت باقی ہین حکامان سلف خونی قیدیون کو اسمقام پر پھانسی کی سزا دیتے تہے اور رسالہ کی عملداری مین بہی وہی مقام قصاص گاہ تہا - امام بخش جمعدار کے عمل مین تین ڈاکو خونی - والٹر صاحب کے گرفتار کئے ہوئے بغرض حفاظت قلعہ قندہار کی جلس مین ناندیڑ سے بہیجے گئے تہے جسمین ایک مرہٹا اور ایک روہیلا اور ایک دکہنی سپاہی تہا سنہ ۱۲۷۵ھ مین انکے جرایم کی تحقیقات کی تکمیل ہوئی - اور مثل مقدمہ نواب سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی کے ملاحظہ مین پیش ہو کر ان کے قتل کا حکم جاری ہوا اور یہہ حکم بتوسط محمد یحییٰ خان رسالدار امام بخش جمعدار کے پاس پہونچا - جمعدار نے قدیم دستور کے موافق ان درختون مین تینون قیدیونکو پھانسی دیدی -

قاضی محمد سراج الدینصاحب کی وفات — شریعت پناہ قاضی محمد سراج الدین صاحب ثانی ابن محمد بدر الدین ۱۲ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۶ھ مین انتقال ہوا - آپ مولوی محمد فیض الدینصاحب محتسب قندہار کے نواسے اور مولانا شاہ رفیع الدینصاحب کے داماد تہے آپ کے دو فرزند ہوئے (۱) بڑے فرزند قاضی غلام حسین استاد نواب خورشید جاہ بہادر تہے انکے دو فرزند قاضی غلام محمد اور نور الحسین دونو والد کے روبرو قضا کرگئے (۲) شریعت پناہ کے چہوٹے فرزند مولوی حافظ محمد شجاع الدینصاحب تہے آپ کے دو فرزند ہوئے بڑے فرزند مولوی حافظ محمد انوار اللہ خان بہادر استاد حضور پرنور صاحبزادہ بلند اقبال مدظلہ العالی آپ کے فرزند قاضی عبد القدوس تہے جو عین عالم شباب مین مدینہ منورہ مین انتقال کرگئے حافظ محمد شجاع الدین صاحب کے چہوٹے فرزند مولوی محمد امیر اللہ صاحب ہین جو اسوقت مسند قضاءت پر جلوہ افروز ہین -

تقرر عبد القادر منشی و تبادلہ پٹیکاران جاگیر

سنہ ۱۲۷۸ء مین امام بخش جمعدار نے غلام محمد منشی کی شکایت مین رسالدار کے پاس رپورٹ پیش کی۔ جسپر منشی مذکور خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور عبد القادر ساکن تبت کوہ جائے ملی۔ اور راجیسر راؤ پٹیکار کا تقرر ہوا دو سال تک راجیسر راو کار گزار رہکر سنہ ۱۲۷۹ھ مین امام بخش جمعدار کی تحریک پر خدمت سے موقوف کیا گیا اور اس جاے پر رام راؤ پٹیکا مقرر ہوا۔

سید شاہ حیدر صاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی۔

سنہ ۱۲۷۸ء مین سید شاہ حیدر صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی آپ لاولد تھے اسلئے اُنکی اہل برادری سے سید شاہ رحمت اللہ حسینی سجادہ نشین ہوئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب سید شاہ برہان اللہ حسینی کے فرزند تھے برہان اللہ حسینی صاحب کا ۵ محرم سنہ ۱۲۷۰ھ مین انتقال ہوچکا تھا اسلئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب نے خلافت و اجازت سید شاہ بدیع الدین صاحب[1] ابن سید شاہ غلام محمد صاحب[2] سے حاصل کی اور سجادہ نشین ہوئے سید شاہ بدیع الدین صاحب مشائخین روضہ جوزو اور حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی اولاد سے ہین۔

درویش بانوا اور اہل طبقات کا جھگڑا

بتاریخ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۷۹ء حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے عرس مین فقراے بانوا اور اہل طبقات مین بڑی لڑائی ہوئی۔ قدیم سے دستور ہے کہ عرس کے ایام مین دور دور سے ہر ایک طریقہ کے فقیر جمع ہوتے ہین۔ اور روضہ مقدس کے

---

[1] سید شاہ بدیع الدین صاحب کا بتاریخ ۵ محرم سنہ ۱۳۰۹ھ بمقام حیدر آباد انتقال ہوا شاہ صاحب موصوف مؤلف کے حقیقی ماموں تھے آپ کے دو فرزند اور ایک دختر بڑے فرزند سید شاہ عنایت اللہ حسینی المعروف صاحب عالم صاحب اور چھوٹے فرزند سید شاہ ہدایت اللہ صاحب المعروف سید یعقوب صاحب دختر کا نام روشن بی بی صاحبہ تھا اور وہ مولف کے برادر کلان مولوی محمد امین الدین صاحب سے منسوب ہوئی تھین ۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۵ھ مین عارضہ ہیضہ سے انہون نے قضا کی قبر قندہار کے قاضی محلہ کی مسجد مین ہے۔

[2] سید شاہ غلام محمد صاحب کا ۴ شوال سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین انتقال ہوا آپ کی قبر حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کے گنبد کے پیچھے ہے۔

بیرونی خانقاہ مین جو فقیر دلکا چوک کہلاتا ہے قیام فرماتے ہین ناندیڑ مین فقیرونکے دو گروہ
ہین - ایک بانوا فقیر کی جماعت ہے جس مین قادریہ وچشتیہ وغیرہ طریقہ کے فقیر شامل ہین اور انکے
سرگروہ کا مستقر ناندیڑ ہے سنہ ۱۲۷۹ھ مین بانوا گروہ کے سرگروہ انگارہ شاہ صاحب درویش
تہے دوسری جماعت اہل طبقات کی ہے جس مین مداری فقیر شامل ہین - اور ناندیڑ گروہ اہل
طبقات کا بڑا مقام ہے یہان حضرت شاہ میران مکہادلی[۱] قدس سرہ کا مزار ہے اور اسپر بہت
بڑا گنبد بنایا گیا ہے - حضرت مکہادلی صاحب فرقہ عاشقان نو روزی اہل طبقات سے ہین اور
حضرت عبد الغفور داد اکپور رگوالیاری کے طریقہ پر ہوسئے اور حضرت شاہ مرتضے دین پناہ
قدس سرہ کے خلیفہ ہین - جنکا سلسلہ طریقت حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سے ملتا
ہے اور حضرت شاہ میران مکہادلی کے خلیفہ وجانشین جو یکے بعد دیگرے گذرے ہین وہ اپنی
عمر عالم تجرد مین صرف کرکے "تارہ بند" کہلاتے ہین - ان کا جانشین ان کا مرید وخلیفہ
ہوتا ہے اسوقت شاہ جعفر صاحب درویشان اہل طبقات ناندیڑ کے پیشوا ہینے گروہ بانوا کے
سرگروہ کا دستور ہے کہ جب کسی بزرگ کا عرس ہو - اپنی جماعت کے ساتہہ ہر چوک وچوکنڈی پر تشریف فرما
ہوتے ہین - اور ان کے جلوس کے ساتہہ جو لوازمہ فقرائی رہتا ہے اگر اسکو شاہانہ تزک کہا جاے تو
نامناسب نہوگا - نقیب وچوبدار وکوتوال وخزانہ دار یا بخشی جسکو بہنڈاری کہتے ہین انکے ہمراہ
رہتا ہے ضرورت کے وقت یہہ اپنے ماتحت فقیرون پر فوجداری عمل کرنیکے بہی بطور خود مقتدر ہین یہ
سب فقیر ان کے حکم کو واجب التعمیل جانتے ہین کسی فقیر کو گروہ فقرا سے علیحدہ اور خارج کرنیکا انکو حق حاصل

بنائے فساد اہل بانوا و اہل طبقات

ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۵ھ مین عید کی نماز ادا کرنیکے لئے شاہ جعفر صاحب
پالکی مین سوار ہوکر اپنے گروہ اہل طبقات کو ساتہہ لئے ہوئے عید گاہ جا رہے تہے - اور انکی

[۱] حضرت میران مکہادلی صاحب کا بتاریخ ۱۰ محرم سنہ ۱۰۳۰ھ وصال ہوا انکے خلیفہ حضرت شاہ فتح اللہ صاحب نوری نے
سنہ ۱۰۶۴ھ مین رحلت فرمائی ان کے خلیفہ شاہ عبد اللہ صاحب نے سنہ ۱۱۱۶ھ مین وفات پائی اور انکے خلیفہ حضرت شاہ عظمت اللہ صاحب نے
سنہ ۱۱۳۰ھ مین انتقال کیا - ان کے خلیفہ شاہ عبد الملک صاحب نے سنہ ۱۱۶۲ھ مین وفات پائی ان کے خلیفہ حضرت شاہ سرور
صاحب نے سنہ ۱۱۸۰ھ مین دنیا کو چہوڑا - انکے خلیفہ قایم شاہ صاحب نے سنہ ۱۲۴۰ھ مین ملک جاودانی کو سدہارے انکے خلیفہ شاہ جعفر صاحب
جنکے وقت مین گروہ اہل بانوا سے بمقام قندہار تنازع واقع ہوا تہا سنہ ۱۲۷۹ھ مین جنت نصیب ہوے ان کے خلیفہ حضرت حاجی
شاہ امیر الدین صاحب ناندیڑ مین موجود ہین ۱۲

سواری کے ساتھ نقیب بولتا جارہا تھا۔ اُن دنوں قلندر شاہ نامی بانوا درویش قادریہ طریقہ کا
حضرت میٹھے شاہ صاحب حیدرآبادی کے زمرۂ مریدین سے اتفاقیہ طور پر قندہار آگیا تھا اسنے
اہل طبقات کے ساتھ نقیب کا رہنا سخت اعتراض کی نظر سے دیکھا اور اسکو یہ طریقہ خلاف طریق فقرا
نظر آیا۔ اور اسیوقت درویشان اہل بانوا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اہل طبقات نقیب ساتھ رکھنے
کے مجاز نہیں ہیں اور نقیب اہل بانوا کیلئے مخصوص ہے اس تقریر کو ایسے موثر الفاظ میں ادا
کیا کہ بہت سے درویشان بانوا اسکی جانب دار ہوگئے۔ جب قلندر شاہ نے اپنی جماعت کو مستعد
دیکھا تو غیظ وغضب کے جوش میں مختصر سی جماعت کے ساتھ اہل طبقات کے نقیب پر حملہ کیا
مگر فریق مقابل کی تعداد زیادہ تھی یہ کوشش بیکار ہی نہیں گئی بلکہ خفت وندامت بھی اوٹھانی پڑی
قلندر شاہ اسکی تلافی قندہار کے ایام عرس پر منحصر رکھکر حیدرآباد چلا گیا اور اس فساد نے ہر
فریق کے دلوں میں عداوت کا بیج بو دیا ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوگئے ۱۲۹۷ھ میں جب
عرس کا میلہ ہوا۔ اور ہر یک طریق کے فقرا چوک میں جمع ہوئے شاہ جعفر صاحب بھی گروہ اہل طبقات
کے ساتھ پہونچے اس روز قلندر شاہ موجود نہ تھا اسلئے کوئی نئی بات نہیں ہوئی دوسرے روز
(چراغوں کے دن) قلندر شاہ حیدرآباد سے داخل چوک درویشان ہوا۔ بانوا فقیروں میں ایک
تازہ جوش پیدا ہوا اور وہ ہمہ تن مستعد ہو کر وقت کے منتظر رہے۔ تیسرے روز جب حضرت
حاجی سیاح سرور مخدوم کے قل کی فاتحہ ہو چکی تو شاہ جعفر صاحب بغرض زیارت روضہ حضرت
شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ پالکی میں سوار ہو کر جارہے تھے انکے نقیب کی صدا کے ساتھ ہی
قلندر شاہ اور درویشان بانوا کا جوش موجزن ہوا۔ اور انہوں نے نقیب اور شاہ
جعفر صاحب کی پالکی پر حملہ کردیا ادہر بھی جماعت برابر کی تھی دونوں فریق کے فقیروں نے
دنیا داروں کے طرح خوب دل کھول کر ہاتھا پائی کی اور لکڑیوں اور لاٹھیوں کو
لڑائی میں کام لیتے گئے اس ہنگامہ میں شاہ جعفر صاحب کی پالکی کی لکڑی ٹوٹ گئی
جب بلوہ عظیم ہوگیا تو سید شاہ آجو حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور
مخدوم برآمد ہوئے اور امام بخش جمعدار بھی موقع واردات پر پہونچ گیا۔ اور یہہ ہنگامہ
فرو ہوگیا اور شاہ جعفر صاحب اس واقعہ کے دوسرے دن جانب ناندیڑ روانہ ہوئے

انکا تو اسی سال انتقال ہوگیا مگر اسکے جانشین حاجی شاہ امیر الدین[1] صاحب قندہار کی چوک پر ہین آئے

وفات محمد رحیم الدینصاحب محتسب قندہار

مولانا مولوی محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار کا بتاریخ و ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ انتقال ہوا انکے فرزند حاجی مولوی بہاء الدینصاحب ۱۲۸۰ھ آمین جب سلسلہ بموجب محی الدولہ محمد یار خان بہادر صدر صوبہ جات دکن مورخہ ۱۵ ذیحجہ ۱۲۸۰ھ[2] خدمت محتسبی قندہار پر مقرر ہوے جو اسوقت مسند عہدۂ احتساب پر رونق بخش ہین

ضلعبندی

نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی سنے ملک کی قدیم نظم و نسق کی اصلاح کے متعلق اسکیم تیار کی اور قدیم آئین ضلع داری و نیابت کو جدید قواعد و ضوابط سے بدل دیا۔ ملک کے حصون کو چودہ ضلع پر تقسیم کیا۔ اور ہر ضلع مین کئی تعلقہ ضرورت کے موافق قرار دئے ممالک محروسہ مین ضلعبندی کا زبردست بندوبست قایم ہوگیا[3] اور ۱۲۸۲ھ مین ناندیڑ مستقر ضلع قرار پایا۔ اور مسٹر برزو جی و یکاجی اول تعلقدار ضلع ناندیڑ مقرر ہوکر آئے اور انہون نے باضابطہ جدید قواعد جاری کئے۔ اس نئے انتظام کے لحاظ سے پرگنہ قندہار ایک تعلقہ تحت ضلع ناندیڑ مقرر ہوا۔ چونکہ قصبہ قندہار رسالدار سندہی کی جاگیر ہی اور محمد پچل خان رسالدار کا مدار المہام سرکار عالی کے پاس رسوخ تہا۔ اسلئے تحصیل کچہری کا مستقر قصبہ مکہیڑ قرار پایا اور مرزا علی اکبر بیگ اس تعلقہ کے تحصیلدار ہوئے اور نیا قانون جاری ہوا۔

رحلت نواب افضل الدولہ بہادر

۱۲۸۵ھ مین تیرہ ذیقعدہ کو جمعہ کے دن نواب افضل الدولہ بہادر نے رحلت فرمائی۔ آپکی عمر ۴۲ سال کی تہی ۱۲ سال ایک مہینہ ۲۰ روز بادشاہت کی بعد انتقال کے مغفرت مکان آپ کا لقب مشہور ہوا۔ صحن مکہ مسجد حیدرآباد مین دفن کئے گئے۔

---

[1] مجھکو حاجی شاہ امیر الدینصاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے آپ نہایت متقی اور پابند صوم و صلواۃ حلیم الطبع اور خوش اخلاق ہین آپکی سواری کا جلوس ہی مین نے دیکھا ہے جلوس مین سب سے پہلے اونٹ پر نقارہ بج رہا تہا اور مداری فقیر ڈنکا جگہٹ خوب ہی تہا ڈنکا شاہ فقیر ہی پابوس سوار جلو مین تہا آپ کی پالکی کے آگے ماہی مراتب تہا اور نقیب ہی صدائین لگا رہا تہا۔

[2] مولانا رحیم الدینصاحب کا مزار قاضی محلہ کے مسجد مین ہے۔

[3] از تاریخ مختار الاخبار

تخت نشینی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلداللہ ملکہ

ماہ ذیقعدہ کی ۱۶ تاریخ کو اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر خلداللہ ملکہ اپنے باپ کی جائے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اجرائی جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر المہامان و صدر تعلقداران

۲۶ رجب ۱۲۸۶ھ م ۱۲۷۹ف کو جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی جاری ہوا اور قدیم مجلس مالگذاری برخاست کیگئی۔ اور چار صدر المہام مقرر ہوئے۔ ایک صدر المہام مالگذاری۔ دوسرے صدر المہام کوتوالی تیسرے صدر المہام عدالت۔ چوتھے صدر المہام متفرقات اور ملک کے پانچ سمت قرار دیکر پانچ صدر تعلقدار کا تقرر ہوا صدر تعلقدار سمت غربی کا مستقر بیدر رہا۔ ضلع ناندیڑ اسی سمت مین شامل ہوا۔ اسی سبب سے تعلقہ قندھار صدر تعلقدار سمت غربی مستقر بیدر کے ماتحت ہوگیا۔ مولوی محمد عبدالکریم صاحب صدر تعلقدار اور مولوی آزاد و جعفر صدر مددگار عدالت بتقریب دورہ قندھار تشریف لائے تھے۔

غلام جیلانی صاحب کی وفات

۱۲۸۶ھ مین غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوا مادہ تاریخ وفات دغفور ہے آپ مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت کے منتخب شاگردون سے بڑے عالم تھے بہت سے لوگون نے آپ سے تعلیم پائی شہر استاد آپ کا لقب مشہور رہا آپکے فرزند حسین الدین صاحب بہت خوبرو آدمی تھے علمی لیاقت آپکی اچھی تھی آپ نے بہی خوب مدرسی کی انکا انتقال ہوگیا ان کے فرزند غلام جیلانی حسینی موجود ہین۔

وفات شاہ راجو حسینی صاحب و مسند نشینی شاہ اسداللہ حسینی صاحب

۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ کو حضرت سید شاہ راجو حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ العزیز نے دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور آپ کے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسداللہ محمد الحسینی نے مسند سجادگی کو رونق بخشی۔

تغیر و تبدل پیشکاران قندھار

محمد بچل خان رسالدار نے رام راؤ پیشکار کی جائے پر دھنپل راو کا تقرر کیا اس تقرر کو ایک سال گذرا تہا کہ وہ ناقابل ثابت ہوا اور اننت راو کا تقرر کیا گیا۔

ۜ نواب میر محبوب علیخان بہادر بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ سہ شنبہ کے دن پیدا ہوئے ۱۲

امام بخش کا تبدل اور محمد باگو کا نیابت قندہار پر تقرر

نواب سرسالار جنگ بہادر کی مدبرانہ طرز حکومت اور روشن خیالی نے قانون اور ضابطے سے امن وچین کی روشنی تمامی قلمرو سرکار نظام خلد اللہ ملکہ مین پہیلا دی ہتی۔ ہر ایک موضع کی رعایا کی نظرون سے پہلی جابرانہ طرز حکومت کی تاریکی شگفتگی ہتی اور اون کو عدالت اور انصاف کے دروازہ کہلے نظر آنے لگے تہے اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کا مزا ال چکا ہتا۔ جب دیہات خالصہ سرکار متعلقہ قندہار کے رعایا کی زندگی اطمینان سے بسر ہونے لگی تو اسکا اثر خاص قصبۂ قندہار کی رعایا اور ساہوکارون پر پڑا۔ اور اونکو امام بخش جمعدار کی جابرانہ حکومت کی برداشت نہوسکی رعایا اور ساہوکارون مین تشویش پہیل گئی باوجود اس کے امام بخش جمعدار نے اپنا طرز عمل نہ بدلا۔ قدیم آدمی تہے قدیم رواج کے پابند رہے۔ آخر انکی سخت گیری کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمامی رعایا و ساہوکاران قندہار ایکدل ہوکر بعرض استغاثہ جاگیردار کے پاس حیدرآباد روانہ ہوئے۔ محمد یحلی خان رسالدار نے ساہوکارون اور رعایا کو سمجہایا اور دلاسا دیا اور امام بخش جمعدار کو تبدیل کردیا اور نیابت قندہار پر محمد باگو۔ عرف بابو میان مقرر ہوکر آئے جو محمد یحلی خان رسالدار کے نسبتی بہائی تہے گو تحریر سے عاری تہے مگر تیز فہم ہشیار روز کی تہے۔ باوجود لکنت کے بڑا اثر تقریر مین ساہوکارون اور رعایا کی دلجوئی اور اظہار ہمدردی کیا کرتے۔ خلیق اور حلیم الطبع تہے۔ نیابت جاگیر کا کام بہت ہی خوبی سے انجام دیکر نیکنام رہے۔ انکے عمل مین پیشکاری قندہار کی جاے بہادر راؤ کو ملی

محمد یحلی خان رسالدار کا قندہار آنا۔

قندہار کی خوبی اور جنگی قلعہ کے اوصاف اور بزرگان دین کے مقدس مزارونکی زیارت کے شوق مین محمد یحلی خان رسالدار قندہار ۱۲۸۰؁ھ مین آئے قندہار کے سندہیون نے اپنے سلیقہ کے موافق شہر اور قلعہ کے صفائی کا اہتمام کیا اور رسالدار کو بڑی دہوم دہام و فوجی اقتدار کے ساتہہ آبادی قندہار سے گذرتے ہوے قلعہ مین لیگئے رسالدار نے

سلہ قندہار پر ضبطی سرکاری ہونے کے بعد امام بخش جمعدار آکر قیام پذیر ہوئے جب خالصہ سرکاری ہوگیا تو امام بخش یہین مقیم رہے معمولی حیثیت سے رہا کرتے تہے قندہار مین انتقال ہو اکوٹ بازار کے پاس انکا مزار ہے ۱۲

اطمینان کے ساتھ قلعہ کی سیر کی۔ اور بزرگان دین کے مقدس مقبور کی زیارت سے مشرف ہوکر۔
ہر ایک روضہ مین غلاف و نذرانہ پیش کیا کچھ دنون قندہار مین رہکر پھر حیدرآباد واپس چلے گئے۔

تقرر ڈپہ خانہ　۵۸ ف م ۱۲۹۲ھ باہ شہریور قندہار مین ہنگامی ڈپہ خانہ قایم ہوا محمد شریف الدین متصدی کا تقرر ہوا۔ ایک سال گذرنیکے بعد دے ماہ الہی ۱۲۸۶ ف کو یہان مستقل ڈپہ خانہ مقرر کیا گیا

محمد لشکریخان کی حکومت　محمد لشکریخان محمد بخل خان رسالدار کے چھوٹے بیٹے تھے۔ بغرض تفریح اپنے متعلقین کے ساتھ یہان آئے۔ اور قلعہ کے گلاب محل مین سکونت اختیار کی مگر جب یہانکی آب وہوا موافق آئی اور حکومت کا مزا ملا تو آپنے یہین قیام فرمایا ان کے عمل مین دیوان باڑے کی مرمت کروائی گئی اور اونہون نے شیخاپور کے جانب ندی کے کنارہ کی زمین سیٹھی کو انعام دیدیا تھا محمد باگو برائے نام نایب تھے۔ محمد لشکری خان نے عیش وعشرت کا لطف خوب ہی حاصل کیا۔

محمد بخل خان کا انتقال قندہار پر سرکاری ضبطی

بتاریخ ۱۰ رجب ۱۲۹۱ھ محمد بخل خان رسالدار کا حیدرآباد مین انتقال ہوچکا تھا۔ ان کے خاندان مین خانگی تنازع پیدا ہوگئی۔ مگر دو سال تک انکے بیٹے محمد عمر خان کا قندہار پر قبضہ رہا اور محمد باگو اور محمد لشکری خان قلعہ قندہار مین بدستور رہے۔ دو سال کے بعد بموجب احکام سرکار مورخہ ۲۸ صفر ۱۲۹۳ھ شامراو رامچندر تحصیلدار التعلقہ قندہار اور سید علی موسی رضا صاحب اول تعلقدار نے قصبہ قندہار کو ضبط کرلیا اگرچہ محمد لشکریخان کو قبضہ دینے مین تامل تھا اور بمقابلہ سرکار امادہ فساد تھے مگر ان کے بھائی محمد عمر خان رسالدار نے انکو بلوالیا۔ وصول مالگذاری کیلئے پانڈورنگ راؤ وبھاکر راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوئے مگر جابرانہ حرکات کیوجہ سے زیادہ روز نہ رہ سکے انکے بعد بلونت راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوا ۱۲۹۴ھ مین بسبب امساک باران قحط ہوا اور مویشیان تلف ہوئین۔

ط ۵ ڈاکخانہ

سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی

۱۲۹۵ھ میں ۲۲ جمادی الثانی کو دوشنبہ کے دن سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت سانگڑہ سے سلطان نے ۲۶ سال تین مہینے کی عمر میں انتقال کیا آپ کے فرزند سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کم عمر تھے اپنے باپ سے بیعت اور خلافت حاصل نہ کر سکے اس لئے سید شاہ عالم صاحب سے خلافت حاصل کر کے بتاریخ ۱۶ رجب ۱۲۹۵ھ سجادہ نشین ہوئے جو اسوقت تک مسند سجادگی پر متمکن ہیں

سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور شاہ محمد حسینی صاحب کی مسند نشینی

۱۲۹۶ھ میں ۲۲ رجب کو سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ، حاجی سیاح سرور مخدوم نے عالم جوانی میں دار فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی بنے میاں سید شاہ محمد حسینی صاحب سجادہ مقرر کئے گئے۔

تقرر مدرسہ سرکاری

اسی ۱۲۹۶ھ میں مدرسہ سرکاری قایم ہوا اور سید لعل صاحب مدرس مقرر ہو کر آئے اور کچھ دنوں کے بعد شیخ حسین صاحب مدرس کے مددگار مقرر ہوئے تو مدرسہ کو ترقی ہوئی۔

تقرر مجلس امتحان طلبا مدرسہ

ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ میں بموجب مراسلہ مہتمم صاحب مدارس و معتمد صاحب صدر تعلقات سمت غربی مدرسہ قندہار کے طلبا کے ہر سہ ماہی امتحان کیلئے ایک مجلس مقرر ہوئی جسکے ارکین حسب ذیل ہیں۔ تحصیلدار صاحب میر مجلس محمد سالار صاحب کرنت ممتحن۔ سید صاحب حسینی صاحب معتمد۔ غلام محی الدین صاحب رکن محمد عبد الواحد صاحب رکن شاہ غلام انبیا صاحب رکن۔ ضبطی کار کن رکن۔ کوتوال قصبہ رکن۔

صوبیداری اورنگ آباد کا تعلق

جب ۱۲۹۸ھ کے اواخر اور ۱۲۹۹ھ کے اوایل مطابق ۱۲۹۱ف میں محکمہ صدر تعلقداری سمت غربی تخفیف ہوا۔ ضلع ناندیڑ اور ہمارا قندہار صوبیداری اورنگ آباد کے تحت ہو گیا بلونت راو ضبطی کار کن نے کوئی دو سال کام کیا۔ اسکے بعد

سلہ سید شاہ عالم صاحب ابن سید شاہ عبد القادر صاحب مشایخین روضہ خورد او حضرت سانگڑہ سے سلطان قدس سرہ اولاد سے تھے آپ کا انتقال ۲۲ رجب ۱۳۰۲ھ کو ہوا آپکی کوئی اولاد نہیں ہے ۱۲

بالکشن راؤ ضبطی کارکن کا تقرر ہوا - اس کے ایک سال بعد سنہ ۱۳۰۱ھ مین نارائن راؤ کو ضبطی کارکنی کی خدمت ملی -

سرسالارجنگ مختار الملک کا انتقال

سنہ ۱۳۰۰ھ مین نواب مختار الملک سرسالار جنگ بہادر کا ۲۴ ربیع الاول کو بروز پنجشنبہ انتقال ہوا - مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر پیشکار منصرمانہ خدمت مدارالمہامی کا کام انجام دیتے رہے - اسی سنہ مین دنبالہ دار ستارہ آسمان پر نمود ہوا تھا -

جلوس فرمان روائی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

سنہ ۱۳۰۱ھ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی عمر ۱۹ سال کی ہوئی اور اسی سنہ کی تاریخ ۱۶ ماہ صفر کو آپنے کلکتہ کا سفر کرکے لارڈ رپن گورنر جنرل سے ملاقات کی اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے ریاست کے نظم و نسق کے کل اقتدارات عطا ہوئے آپنے تخت نشینی کی تقریب مین شریک ہونیکے لئے لارڈ صاحب بہادر کو دعوت دی اور ۷ ماہ ربیع الاول روز شنبہ سنہ ۱۳۰۱ھ کو آپ بڑے تکلف سے تخت شاہی پر جلوہ فرما ہوئے - لارڈ صاحب بہادر اس تقریب مین شریک تھے - اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے حضرت کے کمر مین تلوار باندہی اور مبارکباد کے ساتھہ اقتدار ریاست آپکے سپرد کئے اس جلسہ کا تکلف اور شان و شکوہ شاہانہ طریق کے موافق قابل دید تھا

وزارت نواب لائق علیخان بہادر

اعلیحضرت نے زمام اقتدارات شاہی قبضہ مین لیتے ہی نواب میر لائق علیخان بہادر کو عہدہ دیوانی پر سرفراز فرمایا انکے عہد مدارالمہامی مین ہمارا قندہار بدستور ضبطی سرکار مین رہا - نارائن راؤ ضبطی کارکن کی معزولی کے بعد سیتارام چندر منصرمانہ کام کرتا رہا - آخر سنہ ۱۳۰۲ھ مین پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوا - اور مناسب طور پر جملہ کام انجام دیتا رہا -

وزارت نواب سر آسمانجاہ بہادر | سنہ ۱۳۰۱ھ مین ۲۴ رجب کو نواب میر لایق علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک عماد السلطنت بہادر خدمت دیوانی سے سبکدوش کیے گئے - اور نواب محمد مظہر الدینخان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر سر آسمانجاہ بہادر ۲۴ شوال سنہ ۱۳۰۵ھ مین خدمت دیوانی پر ممتاز ہوئے - قندہار ضبطی سرکار مین تہا اور پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن سنہ ۱۳۰۳ء تک کارگذار رہا اسکے بعد مادہو دیو راؤ کا تقرر ہوا

قندہار شریک خالصۂ سرکاری ہوگیا

ضبطی قندہار کی مثل نواب مدار المہام سرکار عالی کے زیر ملاحظہ تہی - بعد تحقیقات یہہ ثابت ہوا کہ قصبہ قندہار در عیوض تنخواہ جوانان سندہی محمد یحیل خان رسالدار سندہیان کے قبضہ مین دیا گیا تہا چونکہ سندہی جوانون کی تنخواہ کا تعلق محکمۂ نظم جمعیت سے متعلق ہوگیا تہا اس لئے محمد یحیل خان کی اولاد کے حقوق اس جاگیر پر ثابت نہین ہوئے اسکے متعلق تفصیلی گذارش بذریعہ نواب مدار المہام سرکار عالی اعلیحضرت بندگانعالی کے ملاحظہ مین پیش ہوئی اور پیشگاہ سرکار سے قصبہ قندہار شریک خالصہ کرنے کا حکم نافذ ہوا اس عرصہ مین نواب مقتدر جنگ بہادر صوبہدار صوبہ اورنگ آباد بہ تقریب دورہ قندہار تشریف فرما ہوئے تہے - سنہ ۱۳۰۷ء مین بموجب حکم سرکار قصبہ قندہار نے شریک خالصہ ہونیکی عزت حاصل کی - لالہ بشیشر ناتہہ تحصیلدار اور سید امر اللہ شاہ صاحب اول تعلقدار نے حکم زبان سرکار کا اعلان کیا اور ضبطی کارکن کو علیحدہ کر کے کاروبار قصبہ پٹیل و پٹواری کے سپرد کر دیا - آبادی مین چادر ٹی پر نصف جوق کو توالی کا تہانہ قایم رہا - قلعہ ویران اور بیچراغ ہوگیا

* * *

بدل دیتا ہے اپنا رنگ دم بہر مین جہان کیا کیا
دکہا دیتے ہین نیرنگی زمین و آسمان کیا کیا

وہی گلشن جو تہا پہولا پہلا اپنی بہارون پر
ہوا ہے دیکہتے ہی دیکہتے وقف خزان کیا کیا

انقلاب زمانہ

زمانہ کا رنگ عبرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا کی عروج و زوال کا چکر نہ صرف انسان بلکہ دنیا کی تمامی افراد کے ساتھ برابر لگا ہوا ہے۔ وہ قندہار جو ایک زمانہ مین عروج و شان کی آسمان کا آفتاب تہا جسکا جنگی قلعہ اور بہادر سور ما شہرۂ آفاق تہی۔ جسکی دولت و سطوت اور سامان عیش کی انتہا نہ تہی۔ جسمین بڑے بڑے نامور بہادر بڑی بڑی لایق صاحبدل بزرگ اچہی اچہی علما و فضلا اور بڑے بڑے امرا جلیل القدر رہتے تہے جنکی سامان عیش اور رنگ لیان راجہ اندر کی محل کا نمونہ تہین جس شہر کی وسعت سرسبزی اور جسکی باغات کی خوبی اور دلفریبی دیکہکر جنت ہمیں یاد آتی تہی۔ آج وہ مقام وہ نزہت گاہ ایک چہوٹا سا قصبہ اور برائے نام تعلقہ ہے۔ جسکے باغات کے نشان اور عمارات کے نقش صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہین جو باقی ہین وہ بہی دن بروز مٹے جاتے ہین کوئی جانتا ہی نہین کن اولوالعزم ہاتون نے انکو آراستہ کیا۔ اور کن منچلون نے انہین بسایا تہا۔ قندہار کی خاک مین کیسی کیسی لایق و فایق اشخاص ملے ہوے ہین اور ان مین کا ہر ایک ذرہ اور ہر ایک کنکر کسی ایسی پرانی عمارت کا جزو ہے کہ اگر حرف ہوتا تو اپنی گذشتہ عظمت ایک زمانے خود ہی ظاہر کرتا یہ عظیم الشان قلعہ سیاہ رنگ کے مضبوط پتہرونکی کالی وردی پہنے ہوے انقلاب اور عظمت و شان سے اپنے بہادرونکے دل بڑہانے اور ضرورت پر انکی حفاظت کا کفیل اور ذمہ دار بنے رہنیکے لئے مستعد کہڑا تہا اب اون بہادرون اور جوانمردون کے چل بسنے سے وہی قلعہ بہیانک صورت بنائے ہوے غبار آلود حالت مین پڑے پڑے ہرے ہرے درختون اور سوکہے گہانس کی چادر کے تودہ کے تودہ خجالت سے اوڑہے ہوے اونچی اونچی دیوار و کنگرہ سے گردن اوٹہا اوٹہا کے محرابون اور دروازونکی انکہون کو پہاڑ پہاڑ کر اپنے بنانے والے اور اپنے لئے جان فدا کرنیوالے بہادرونکو دیکہہ رہا ہے مگر افسوس ہے کہ ایسے برے وقت مین کوئی قدردان نظر نہین آتا۔ زمانہ کے ہاتون وہ گردنیان کہاں ٹین کہ جابجا سے چولین اوکہڑ گئین۔ اور صورت بگڑ گئی افسوس ہے کہ جو قلعہ ایک زمانہ مین وسیع آبادی اور بہادر سپاہیون اور لایق علما و فضلا کے جان کی حفاظت کرتا تہا۔ آج بے سر و سامانی اور زمانہ کی کایا پلٹ سے خود ہی اپنی حفاظت کا محتاج ہے۔

قندھار کی سرزمین نہ صرف بہادر اور شیر دلیران کی رزم گاہ تھی بلکہ بہت سے مقدس اور صاحبدل ہی اسکی تسکین بخش خاک کے دامن مین استراحت فرما ہین اور بہت سے ایسے بے بہا اور انمول جواہر مدفون ہین جنکی نظیر اب شاید ہی مل سکے بستی کے آباد اور ویران حصے اور اس کے حدود کے باہر جا بجا اُن بزرگوارون کے چھوٹے بڑے شاندار پُرانوار اور خوبصورت مزار اسبات کا پتا دیتے ہین کہ ان کے تقدس اور پاک باطنی کے کرشمون نے یک زمانہ کو اپنا معتقد اور مسخر بنا لیا تھا اور اب تک بھی عوام الناس اُن کے روحانی فیوض سے محروم نہین ہین کچھ حضرات تو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ کے پہلے رونق افروز ہوے اور اکثرون نے آپکی تشریف فرمائی کے بعد اس مقدس سرزمین کو باعث انوار برکات خیال فرما کے ہمیشہ کے لئے استراحت فرمایا ان حضرات نے دنیائے فانی سے نفور رہکر اپنی شہرت نہ چاہی اور اپنے طرز عمل کو بالکل پوشیدہ رکھا جیسا کہ اولیاء باخدا لوگونکا عام طریقہ ہے یا شاید حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے دینی کمالات اور دنیوی فیض و کرامت اور عام شہرت کے مقابلہ مین انکو فروغ نہ ہو سکا یہانتک کہ ان بزرگوارون سے کسی کے ملفوظات اور ان کے حالات کا ذخیرہ قندھار مین باقی نہین رہا۔

ہماری اس تحریر کے ایکسو آٹھ سال پہلے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ نے قدیم بیاضوں اور اپنی قوت کشف و اشراق سے چند بزرگوار دکنی کے مختصر حالات اور بعض کے نام وغیرہ کا پتا کتاب انوار القندہار میں تحریر فرما دیا ہے اور یہ بات مان لی گئی ہے کہ قندہار کی تاراجی کے باعث بزرگان دین کے ملفوظات برباد ہو گئے انوار القندہار فارسی میں لکھی گئی ہے جو ابتک چھپی نہیں اس لئے ہم اپنی کتاب کے آخری حصہ میں تیمناً و تبرکاً بزرگان دین اور اولیا کاملین کا تذکرہ لکھدیتے ہیں کتاب انوار القندہار کے علاوہ دوسرے قدیم بیاضوں اور کتابوں سے جو کچھ کیفیت ملتی ہے وہ بھی درج کردیجاتی ہے۔

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی کفار بھنجن[1] قدس سرہٗ

آپ حسینی سادات سے ہیں آپکا شجرۂ نسب (۴۲) واسطوں سے جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔

شجرہ نسب حضرت سید سعید الدین ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی ابن حضرت سید محمد رفاعی ابن حضرت سید یحییٰ رفاعی ابن حضرت سید عبداللہ رفاعی ابن حضرت سید ابراہیم الاغرب قدس سرہ ابن حضرت علی السکران رحمتہ اللہ علیہ ابن حضرت سید السادات سید احمد کبیر معشوق اللہ رفاعی قدس سرہ العزیز ابن حضرت سید ابی حسن علی نور الدین مکی ابن حضرت سید یحییٰ ابن حضرت سید ثابت ابن حضرت سید حازم ابن حضرت سید ابی علی ابن حضرت سید حسن معروف سلطان مہدی ابن حضرت سید ابو القاسم محمد ابن حضرت سید حسین ابن حضرت سید احمد الاسد ابن حضرت سید موسیٰ الثانی ابن حضرت سید ابراہیم مرتضیٰ المشہور بالمجاب ابن حضرت امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ ابن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابن حضرت

[1] بھنجن لفظ سنسکرت ہے جسکی معنی توڑنا ۔ یا توڑ نیوالا ہے قدیم محاورہ میں لفظ بھنجن بجائے لفظ شکندہ کے کہا جاتا تھا یعنے کفار کش چنانچہ ابتک بھنجن کے لقب سے آپکو یاد کیا کرتے ہیں ۱۲

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ ابن سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین ابو القاسم حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مخدوم کا سلسلہ خلافت

آپ کا سلسلہ خلافت اسطرح ہے آپ مرید اور خلیفہ اپنے پدر بزرگوار حضرت سید ابراہیم نجم الدین کے ہیں اور وہ خلیفہ اپنے بھائی حضرت سید شمس الدین یحیی کے وہ خلیفہ اپنے بھائی حضرت نجم الدین عبدالرحیم کے وہ خلیفہ اپنے خالو حضرت تاج الدین محمد کے اور وہ خلیفہ اپنی چچا حضرت شمس الدین احمد کا اور وہ اپنی بھائی حضرت نجم الدین احمد کے وہ اپنے چچا حضرت قطب الدین ابی حسن علی کے اور وہ اپنے بھائی حضرت سید محی الدین ابراہیم کے (بعض کتاب میں فخر الدین لکھا ہے) وہ اپنے چچا حضرت سید مہذب الدین عبدالرحیم کے وہ اپنے بھائی حضرت سید سیف الدین علی کے وہ اپنے خالو حضرت سید السادات سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔

حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ خلافت

۱ حضرت سید احمد کبیر رفاعی ۲ حضرت شیخ علاء الدین علی القاری الواسطی ۳ حضرت ابی الفضل محمد بن کامخ ۴ حضرت شیخ ابی علی المعروف بالعلام ۵ حضرت شیخ علی لبازبادی ۶ حضرت شیخ مجلی العجمی ۷ حضرت شیخ ابو بکر محمد شبلی ۸ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی ۹ حضرت شیخ ابی عبداللہ سری السقطی ۱۰ حضرت شیخ معروف الکرخی ۱۱ حضرت امام علی موسی رضا ۱۲ حضرت امام موسی کاظم ۱۳ حضرت امیر المومنین جعفر صادق ۱۴ حضرت امام باقر ۱۵ حضرت امام زین العابدین ۱۶ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۷ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۱۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

حضرت سرور مخدوم کا مادری نسب نامہ

حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے آپ کا نسب نامہ مادری اسطرح لکھا ہے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بی بی بنت شیخ المشائخ حضرت عزیز الدین گنج شکر قدس سرہ ابن حضرت سلیمان ابن حضرت شیخ ابن حضرت شیخ قاسم ابن حضرت شیخ عبداللہ ابن حضرت فرخ شاہ ابن حضرت

ابو محمد واعظ ابن حضرت قاسم ابن حضرت عبد اللہ ابن حضرت سالم ابن حضرت عبد اللہ ابن حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اختلاف نسا | کتاب اخبار الاخیار۔ وکتاب تذکرہ مشایخ مین حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کی دختر حضرتہ فاطمہ بی بی صاحبہ کا عقد بدر الدین اسحاق سے ہونا بیان کیا ہے۔

حضرت شیخ المشایخ شیخ فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد کا ذکر

مولا بخش چشتی نے کتاب تذکرۃ المشایخ مین اور نیز مولف مناقب المحبوبین نے بحوالہ بیان حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی لکھا ہے کہ حضرت گنج شکر کے بہت سی حرم تھین۔

ا شیخ کے بڑے فرزند کا نام نصیر الدین جنکے والدہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ (شاہ روکی کنیز تھین) بعضون کا قول ہے کہ (ام کلثوم) جو ایک بیوہ شیخ کے نکاح مین آئی تھین انکے پہلے شوہر سے نصیر الدین ہین جنکو شیخ نے بمنزلہ اپنے فرزند کے پرورش کیا ہے۔ ۲ دوسرے فرزند شیخ کے شہاب الدین ہین جنکے پانچ لڑکے ہوئے۔ ۳ تیسرے فرزند بدر الدین سلیمان ہیں انکے چھہ لڑکے۔ اور پانچ لڑکیان تھین۔ انکی اولاد قصبہ تاج سرور مین مقیم ہے۔ ۴ چوتھے فرزند شیخ کے نظام الدین انکے دو بیٹے ہوئے۔ ۵ پانچوین فرزند شیخ یعقوب ہیں سب سے چھوٹے اور اپنے باپ کے محبوب اور منظور نظر تھے انکے بھی دو بیٹے تھے۔ حضرت شیخ فرید شکر گنج کی تین دختر تھین۔

ا۔ پہلی دختر کا نام بی بی مستورہ ہے شیخ عمر صفدری سے منسوب تھین انکو ایک فرزند ہوا جسکا نام شیخ محمد تھا ۲ دوسرے بیٹی کا نام بی بی شریفہ تھا جو عین جوانی مین بیوہ ہوگئین اور پھر دوسرا نکاح نہین کیا۔ ان کے شوہر کا نام کتاب اخبار الاخیار مین مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے شیخ علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ بتلایا ہے ۳ تیسری دختر شیخ کی فاطمہ بی بی تھین جنکا عقد سید بدر الدین اسحاق سے ہوا تھا ان کے دو فرزند ہوئے ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ موسیٰ یہ دونو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔

بی بی عایشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج | کتاب تذکرۃ المشایخ اور مناقب المحبوبین مین حضرت

گنج شکر سے اولاد کا جسقدر حال لکھا ہے اوپر بیان کر دیا گیا لیکن بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت
شکر گنج کا ان کتابون مین ذکر نہیں ہے اس کتاب کی تالیف کے وقت مجھکو قدیم کتب اور
بزرگان دین کے پرانے ملفوظات کی تلاش تھی اور اس شوق کی تکمیل کے لئے بہت سے قدیم
قلمی کتابون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جب مجھے یہہ کیفیت ملی کہ جناب رونق علی صاحب
صدر مدرس مدرسہ سرکاری خلد آباد - بزرگان عظام و اولیائے کرام خلد آباد کا تذکرہ لکھہ رہے
ہین اور قدیم ملفوظات کا ان کے نزدیک بڑا ذخیرہ جمع ہے تو مین خلد آباد گیا اور صاحب
موصوف سے ملا آپ نہایت وسیع معلومات کے ذی علم لائق و فاضل ہین اور اعلیٰ درجہ کے
خوش اخلاق و ذی مروت ہین آپ نے خلد آباد کے بزرگان دین کا تذکرہ بہت عمدہ طرح
پر مرتب کیا ہے آپ کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ مین فتوح اولیا ایک قدیم کتاب دیکھی گئی
جسمین حضرت سید علاءالدین نبیرۂ حضرت بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج
کا حال لکھا ہے اس مین شک نہین کہ یہہ کیفیت دلچسپ ہے مگر طوالت کے لحاظ سے
اور نیز اس خیال سے کہ میری اس کتاب سے اسکو چندان تعلق نہین ہے مین پورا واقعہ
بیان کرنا ضرور نہین سمجھتا البتہ اسکی خلاصہ کیفیت عرض کئے دیتا ہون -
حضرت برہان الدین غریبؒ نے جب دولت آباد کے جانب ارادہ کیا تو ان کے مرشد نظام الدین
اولیا نے ارشاد فرمایا کہ پیرزادی صاحبہ (عائشہ بی بی) دولت آباد مین ہین انکی اطاعت
اور خدمت گذاری کیا کرنا حضرت برہان الدین غریب دولت آباد پہونچنے کے بعد
مرشد کے ارشاد پر بی بی عائشہ صاحبہ کے خدمت مین جمعہ کی نماز کے بعد حاضر ہوا کرتے
تھے اور بی بی صاحبہ کو خواجہ صاحب کے دختر تصور کرکے حق خدمت بجا لاتے تھے - بی بی
عائشہ صاحبہ کی صاحبزادی چہار دہ سالہ عابدہ و زاہدہ تھین اور سیاہ لباس مین
رہا کرتی تھین ایکروز شاہ برہان الدین غریب کی نگاہ صاحبزادی صاحبہ پر پڑی -
آپ نے تبسم فرمایا بی بی صاحبہ نے برہان الدین غریب سے ملتانی زبان مین کہا
(اسان - ذہے - کنے - دسن - جی - ضرورت - کیڑہی - آہی) جسکا یہہ مطلب
تھا کہ " میری لڑکی کے طرف دیکھنے کی ضرورت کیا ہے شاہ برہان الدین غریب کے

جسم مین لرزہ پڑگیا اور آپ نے معافی چاہکر عاجزانہ لہجہ مین عرض کیا کہ صاحب زادی صاحبہ کے
بطن مبارک سے ایک ولی مادر زاد پیدا ہوگا اور تبسم حیرت آمیز اسلئے تہا کہ صاحبزادی کا ارادہ
نکاح کرنے کا نہین ہے پھروہ ولی کسطرح پیدا ہوگا۔ صاحبزادی صاحبہ نے استخارہ کے
بعد دوسرے دن والدہ کے اصرار پر فرمایا کہ عنقریب ایک شخص اس شکل وشمایل کا آنے والا
ہے میرا نکاح اس سے ہوگا۔ حاصل یہہ کہ حضرت ضیاء الدین شاہ صاحب تشریف فرما ہوئے
اور بی بی صاحبہ نے گھر سے کہنہ بوریا بہیجکر بہت خاطر سے دروازہ کے باہر بٹھایا برہان الدین
غریب تشریف لائے اور کشف باطنی سے انکو پہچانا اور بی بی صاحبہ سے مشورہ کرکے نکاح کا وقت
مقرر کیا بی بی صاحبہ نے صاحبزادی کا سیاہ لباس نکالکر برہان الدین غریب کو دہونے کے
واسطے دیا اور مولانا اسکو دہونے کیلئے لے چلے تہے مگر اس عرصہ مین مریدین جمع ہوگئے اور
انکو واپس لائے بعد ازان سامان نکاح فراہم کرکے صاحبزادی کا عقد حضرت ضیاء الدین صاحب
سے کردیا تین روز تک دولہ و دلہن ملکر رہے اس کے بعد صاحبزادی صاحبہ عبادت مین مشغول
ہوئین اور ضیاء الدین صاحب سیاحی کو نکل گئے۔ صاحبزادی کی بطن سے مدت ختم ہونے کے
بعد حضرت سید علاء الدین صاحب مادرزاد ولی پیدا ہوئے جنکو خرقہ خلافت ونعمت حضرت خواجہ
رکن الدین گجراتی قدس سرہ سے ملا ہے آپ کے گرامی خلفا مین سید نظام ادریس ہے جو مونگی
پیٹن مین انکی تربت ہے حضرت سید علاء الدین صاحب کا مزار موضع روضہ پڑارطہ تعلقہ انبڑ ضلع
اورنگ آباد مین ہے بی بی عایشہ اور انکی صاحبزادی کی قبر خلد آباد کے حصار کے باہر گوشہ
غرب وجنوب مین امیر حسن صاحب شاعر دہلوی کے مزار سے جنوب کے طرف واقع ہے۔
مضمون بالا نقل کرنے سے میری یہہ غرض ہے کہ حضرت مولانا شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ
کثیر العیال تہے اہل تصانیف کو جو کچھہ حالات کی صحت ہوتی رہی ہے وہ اپنے کتاب مین درج کرتے
ہین اس سلئے اکثر کتب مین لکہا ہے کہ انکی تین صاحبزادیاں تہین مگر مولف فتوح اولیا نے چوتہی
دختر کی بہی نشاندہی کی ہے جسکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے
جو حضرت سرور مخدوم کو حضرت شیخ فرید شکر گنج کا نواسہ لکہا ہے تعجب نہین کہ کوئی اسی قسم
کی قدیم کتاب آپ کے نظر سے گذری ہوگی آپ نے اس سے مضمون لے لیا ہے لیکن

اسوقت وہ کتاب ہمین نہین مل سکی مولانا صاحب خود صاحب باطن تھے البتہ انہون نے تحقیقات اور اطمینان کے بعد ہی لکہا ہوگا

حضرت سرور مخدوم کی حالات آپ کے بزرگ ملک عراق - اور بصرہ کے رہنے والے تھے پہر ہندمین آکر دہلی کی اقامت اختیار کی حضرت مخدوم کو سیاحی کا شوق نہایت سے ملکونکی سیر کے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین کچہہ عرصہ تک اقامت فرمائی پہر دہلی مین تشریف لائے اگرچہ آپکو خرقۂ خلافت اپنے والد بزرگوار مولانا ابراہیم نجم الدین قدس سرہ سے ملا ہے مگر حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر استفادہ حاصل کیا

واقعہ از مکتوبات حضرت مخدوم حضرت مخدوم قدس سرہ نے ایک موقع پر اپنے مکتوب مین یون تحریر فرمایا ہے کہ مین ایک روز حضرت شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر تہا دیکہا کہ بہت سی مخلوق خداخدمت مین حاضر ہے - اور ہر ایک آگے بڑہ بڑہ کے آپ کی قدمبوسی کی سعادت حاصل کر رہا ہے حضرت شیخ الاسلام نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے حاجی سعید الدین جانتے ہو یہہ ہجوم خلق کیون ہے مینے عرض کیا کہ یہہ مریدین درگاہ حسن عقیدت سے حاضر ہوے ہین - ارشاد فرمایا کہ ہر ایک شخص کا آنا غرض سے خالی نہین مگر اہل ارادت بہت ہی کم ہین - اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد جب حضرت شیخ کا وصال ہوا اور مین روضۂ شیخ مین اسی مقام پر ٹہیرا رہا تیسرے روز بوقت اخیر شب مراقبہ مین کیا دیکہتا ہون کہ ایک محافہ آسمان سے زمین پر اترا - مین نے اس محافہ کے نزدیک جاکر دیکہا تو حضرت شیخ محافہ مین بیٹہے ہین مین نے اپنے قدیم عادت کے موافق سلام ادا کیا شیخ نے بہی قدیم رسم کے موافق خیریت پرسی کی اور فرمایا کہ اے حاجی سعید الدین مجہکو تم او تامین وضو کرلو - مین نے حضرت کی بازو سنبہال کے صحرامین اوتارا اور وضو کرادیا اور مصلے بچہایا تاکہ شیخ نماز سے فارغ ہوجائین جب مین نے دوسرے جانب پلٹ کر دیکہا تو اس پرفضا صحرا مین ایک عمدہ مکان ہشت دری کی وضع پر نظر آیا مین متحیر کہڑا تہا کہ شیخ نے جا نماز کے نیچے سے کنجی نکالی اور مجہکو دیکر فرمایا کہ جا اور اس گہر کا دروازہ کہول کر دیکہہ کر اس مین کیا ہے جب شیخ کے حکم کے موافق مین نے اس مکان کا دروازہ کہولا دیکہا کہ اس مکان مین نہی نہی چہوٹی چہوٹی دیگچیان ایک پر ایک رکہی ہوئی ہین - جنکا سلسلہ

مکان کی چھت تک لگا ہی جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا شیخ نے فرمایا کہ جا اور دیکھ کہ ان دیگچیوں میں کیا رکھا ہے
ارشاد دیگچیوں کو کھولکر دیکھا تو وہ تمام خالی ہیں شیخ سے عرض کیا کہ وہ سب خالی ہیں شیخ نے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو
میں نے دروازہ بند کر دیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گیا - ارشاد فرمایا کہ محافہ میں سوار
کرا دے - میں نے حضرت کو محافہ میں سوار کرا دیا اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو بندہ بھی ہمراہ
چلے اسپر ارشاد فرمایا کہ دا ہی تجھکو کام ہے اسلئے ساتھ آنے کی اجازت نہیں دیجاتی ہے پھر
میں اسیطرح کھڑا رہ گیا شیخ کا محافہ آسمان کی طرف چلا گیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت
کے محافہ سے بہت آدمی لپٹ گئے ہیں اور محافہ پکڑے ہوئے لٹک رہے ہیں - جیسے جیسے محافہ
بلند ہوتا گیا ایک ایک شخص اس محافہ سے جدا ہو کر گرنے لگا اسیطرح بہت سے شخص نیچے گر گئے
اور بہت ہی کم اس محافہ کے ساتھ چلے گئے - جب مراقبہ سے ہوش میں آیا تب مجھکو حضرت کا
وہ ارشاد یاد آیا جو حضرت نے فرمایا تھا کہ (اہل ارادت معدودے چند ہیں) میں نے خیال کیا
کہ وہی اہل ارادت کامل تھے جو شیخ کے محافہ کے ساتھ چلے گئے اور وہی لوگ رہ گئے جو خالی
دیگچیوں کی طرح جمع تھے - اس مکتوب کے مضمون سے آپکا دہلی میں قیام پذیر ہونا ثابت ہوتا

دکن میں تشریف آوری اور قندہار میں قیام

جب ۷۲۵ھ ہجری میں حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا قدس سرہ
کا دہلی میں وصال ہوا - اور اسی سال غیاث الدین تغلق کا بھی انتقال
ہوا اور اسکے بیٹے سلطان محمد تغلق نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا - اس بادشاہ نے دکن کی
جانب توجہ کی اور دیوگیر کا نام دولت آباد رکھ کر اسکو اپنا دارالسلطنت بنایا اور تمام دہلی کے
باشندوں کو دولت آباد جانے کا حکم دیا اسی زمانہ میں حضرت مخدوم حضرت شیخ ابراہیم
سپہ سالار کے ساتھ دہلی سے نکل گئے اور ملتان پنجاب اور مختلف مقامات پر فوج اسلام میں
شامل ہو کر کفار کے ساتھ آپ نے جہاد کیا اسوقت دکن میں مسلمانوں کی ابتدائی عملداری
تھی - راے بیجن مہاراجہ کرناٹک کی فوج اور مختلف راجاؤں کے چھوٹے چھوٹے گروہ
اسلامی فوج پر حملہ کرتے تھے - جب آپ دکن میں آئے تو اپنی ذاتی بہادری سے مخالف فوج کے
نامور افسروں کو قتل کر کے ان کے لشکر کو پریشان اور منتشر کر دیا اسلئے آپ کا لقب
کفار بھنجن یعنے کفار کش مشہور ہو گیا - آپ سے کرامات اور خرق عادات کو

دیکھہ کر بہت سے کافرون نے اسلام قبول کیا۔ انہین دنون مین حضرت سید یوسف حسینی المعروف شاہ راجو قتال قدس سرہٗ حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کے والد ماجد اپنے کنبے کے ساتہ نایز دولت آباد ہو چکے تہے۔ اوسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۱۴ سال کی تہی۔ اور حضرت شیخ الاسلام شیخ بابو قدس سرہ بہی دولت آباد مین موجود تہے۔ حضرت سید مخدوم مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوے اپنے کنبے کے ساتہ رونق بخش قندہار ہوے اور اپنے قیام گاہ کیلئے اس مقام کو پسند فرمایا اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے بہی حضرت کے ساتہ یہین اقامت اختیار کی اسوقت قندہار راجہ ورنگل کے قبضہ سے نکل چکا تہا۔ اور قندہار بیدر دولت آباد وغیرہ پر سلطان محمد تغلق شاہ کی جانب سے قتلغ خان صوبہ دار مقرر تہا قندہار ہندو کا معبد تہا یہان دیوتا کا بہت بڑا مندر تہا بعض کہتے ہین کہ دیوال کی عمارت راجہ پانڈو کے وقت کی تہی۔ بعض لکہتے ہین کہ گنپتی دیو راج مہاراجہ ورنگل نے یہہ مندر بنایا تہا۔ اس مندر کے علاوہ سیاہ پتہر کا بہت بڑا دیوتا مانس پور کے قریب بنا ہوا تہا جسکے مختلف اعضا کے ٹکڑے اس مقام پر ابتک موجود ہین حضرت کے فیض قدوم نے ان سب بت خانون کو ویران و تباہ کر دیا اور انوار کرامات نے یہانکی ظلمت کفر کو نور اسلام اور فیض و برکات سے منور کیا۔ حضرت مخدوم نے اوس دیودیو کے پنڈ کو نکال کر اسی مقام مین قیام فرمایا جب آپکے کشف و کرامات کی شہرت ہوئی تو معتقدین اور ارادتمند ہر طرف سے جمع ہونے لگے ہزارہا مخلوق کو ذات بابرکات سے دولت دارین حاصل ہوتی رہی۔

حضرت مخدوم کا وصال اور دفن

جب آپ کا وقت وصال قریب پہونچا تو اپنے چہوٹے پوتے سید شاہ نجم الدین کو پاس بٹہلاکے اپنے سر کا عمامہ لیکے سر پر رکہا اور تسبیح مسواک۔ مصلی۔ عصا مرحمت کیا۔ اسلئے شاہ نجم الدین کی اولاد مین سجادگی کا سلسلہ جاری ہے اور بڑے پوتے سید سراج الدین کی اولاد معاش و جاگیر پر قابض رہی اور سجادگی سے اونکو کوئی تعلق نہ تہا۔ ۷۳۱ھ ہجری ۱۲ ماہ رجب مین آپکا وصال ہوا۔ کتاب انوار القندہار مین مولانا شاہ رفیع الدینصاحب قدس سرہٗ نے اور کتاب تحفۃ الاحمدی مین مولانا محمد بن۔

---

[1] یہہ دیوتا بدہ مذہب والون کے عہد کا پایا جاتا ہے ۱۲

سید حسینی احمدی رفاعی نے آپکی تاریخ وفات (۱۷) ماہ رجب ۱۲۳۶ھ لکھی ہے۔
(خلیل اللہ) مادہ تاریخ وفات ہے۔ آپ کے فرزند نے جسم مبارک کو غسل دیا اور مریدین و معتقدین کے ساتھ نماز پڑھی اور اس پرانے مندر سے چند قدم فاصلہ پر دفن کیا مزار مبارک پر خوش وضع عالیشان گنبد تیار کیا گیا۔ اور اوس قدیم مندر کی مسجد بنائی گئی جسمین حضرت نے ابتداً اقامت فرمائی تھی چنانچہ ابتک اس مسجد مین جو اپنی پرانی مندر کی وضع پر ایک مستحکم عمارت ہے پنجگانہ نماز باجماعت ادا ہوا کرتی ہے۔
مادہ تاریخ وفات گنبد کے دروازہ کے پتھر پر (خلیل اللہ) کندہ ہے جب اس تحریر کو کوشش کے ساتھ بغور دیکھا گیا تو حروف کی شکل حسب ذیل نظر آئی کیونکہ امتداد زمانہ کیوجہہ سے اکثر حروف گھس گئے ہین (بالی ناسی خلیل اللہ ۱۲۳۶ھ ۱۹ رمضان)

حضرت مخدوم کی اولاد کا ذکر

حضرت مخدوم کے دو فرزند تھے (۱) بڑے فرزند سید شاہ زین الحق جنکا کمسنی مین انتقال ہوگیا (۲) سید شاہ عزالحق المعروف عزیز الدین صاحب جو صاحب خلافت ہوئے۔

حضرت عزیز الدین صاحب کے تین فرزند (۱) حضرت سید شاہ زین الدین صاحب (۲) حضرت سید شاہ سراج الدینصاحب (۳) حضرت سید شاہ نجم الدینصاحب۔ حضرت شاہ زین الدینصاحب نے اپنے والد کے روبرو انتقال کیا۔ حضرت شاہ سراج الدین صاحب اور حضرت شاہ نجم الدینصاحب یہ دونو صاحب خلافت ہوئے۔

سید شاہ سراج الدین صاحب کی اولاد

حضرت سید شاہ سراج الدین کے دو فرزند۔ بڑے فرزند حضرت شاہ شمس الدینصاحب۔ چھوٹے فرزند حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب

حضرت شمس الدین صاحب کے فرزند حضرت سید قاسم شاہ مخدوم صاحب۔ انکے فرزند حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ قمر الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ امین صاحب انکے

* سید فتح شاہ بابو صاحب کی اولاد ناندیڑ مین مقیم ہے اور جاگیر موضع یلگاٹون سے حصہ پاتی ہے۔

فرزند حضرت سید شاہ محمود صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ علاؤ الدین صاحب تھے۔

حضرت سید شاہ علاؤ الدین صاحب کی ایک لڑکی تہی جسکا نام عائشہ سلطان بی صاحبہ تہا وہ حضرت شاہ قطب عالم صاحب سے منسوب ہوین ان سے ایک فرزند حضرت شاہ باجن صاحب* اور تین لڑکیان پیدا ہوئین (۱) حضرتہ خونجانی صاحبہ ۲ حضرتہ سلطان بی صاحبہ ۳ حضرتہ بادشاہ بی صاحبہ انکے بعد اس خاندان کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

سید شاہ نجم الدین صاحب کی اولاد حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ میان یوسف اللہ صاحب۔ ان کے فرزند حضرت سید شاہ حسین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ ارشد الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ بڑے صاحب ان کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی۔ اور دوسرے حضرت سید شاہ اسمٰعیل صاحب۔ سید شاہ اسمٰعیل صاحب کی ایک لڑکی بی بی فتح شاہ صاحبہ تھیں جو لاولد رہین حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی کے فرزند حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی تھے انکو اولاد نرینہ نہ تہی صرف ایک لڑکی حضرتہ نہنی بی بی صاحبہ تہین جو حضرت سید محمد بندگی شاہ صاحب سے منسوب ہوئین۔ سید بندگی شاہ صاحب مشائخین گلبرگہ کے اور حضرت سید محمد صاحب گیسو دراز قدس سرہٗ کی اولاد مین تھے۔

سید بندگی صاحب کی اولاد حضرت سید بندگی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ سعد اللہ صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب لنگوٹ ان کے فرزند حضرت سید شاہ درویش عزالحق صاحب انکے دو فرزند تھے۔ ایک حضرت سید شاہ ابراہیم المعروف دیوان صاحب دوسرے شاہ غلام نبی صاحب جنکی ایک لڑکی حضرتہ سلطان بی صاحبہ تہین حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب کے ایک فرزند اور ایک لڑکی تہین جو سجادہ نشین صاحب

---

* حضرت باجن صاحب کا مزار قندہار کے محلہ تہانی پورے مین ہے ۱۲

کتاب انوار القندہار مین (سید شاہ محمد انکے فرزند شاہ سعد اللہ) لکہا ہے مگر اس خاندان کے شجرہ نسب مین (شاہ محمد سعد اللہ) ایک ہی نام درج ہے۔

بیجاپور سے منسوب ہوئین اور لڑکا جنکا نام سید شاہ عزالحق تہا۔ یہہ بارہ سال کی عمر مین سجادہ
نشین ہوا۔ مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ رسالہ انوار القندہار
کی تالیف سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین ہوئی اسوقت سجادہ نشین شاہ اعزالحق صاحب کی عمر چودہ سال
کی تہی۔ حضرت شاہ اعزالحق محمد اکبر حسینی صاحب کا عرف صاحب بادشاہ تہا بتاریخ ۲۶ ذیحجہ
سنہ ۱۲۴۵ ہجری بمقام حیدرآباد آپکا انتقال ہوا آپکی لاش سونپ دیگئی تہی پہر بلدہ سے قندہار
مین لاکر ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۲۴۶ھ مین حضرت مخدوم کے روضہ کے احاطہ مین دفن کیگئی
آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے۔ اور ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۵ھ
مین رحلت فرمائی۔ آپکے دو فرزند تہے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ محمد محمد الحسینی
جو اپنے والد کی جگہ مسند نشین ہوئے جب انکا ۲۲ ماہ رجب سنہ ۱۲۹۶ھ مین انتقال ہوا تو آپکے
چہوٹے بہائی بہنے میان سید شاہ محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۱ شعبان سنہ ۱۳۱۵ھ مین
آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کے دو فرزند تہے پہلی بی بی فاطمہ بی کے بطن سے سید شاہ
احمد محمد الحسینی جو مجذوب صفت ہین اس لئے چہوٹی بی بی صفیہ بیگم صاحبہ دختر مولوی یعقوب علی
ابن مولوی حیدر علی صاحب کی بطن سے جو فرزند سید راجو محمد محمد الحسینی معمر دو سالہ تہا مسند نشین
کیا گیا مگر کم سن سجادہ نشین کا ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۶ھ مین انتقال ہوگیا۔ اس خاندان مین
سوائے سید شاہ احمد محمد الحسینی مجذوب کے دوسرا شخص مستحق سجادہ نشینی کے نہ تہا اسلئے
تمام عمائدین قندہار اور احکام ضلع نے حضرت مجذوب ممدوح کو بتاریخ ۱۶ رجب سنہ ۱۳۱۷ھ
سجادہ نشین کردیا جو اسوقت تک سجادہ نشینی پر متمکن ہین۔

حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب کے اولاد کا ذکر

سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تہے بڑے فرزند شاہ شمس الدین صاحب جنکی اولاد کا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے اور چہوٹے
فرزند سید فتح شاہ بابو صاحب تہے شاہ بابو صاحب کے فرزند سید عبداللہ شاہ میر القضات
ان کے فرزند سید برہان الدین شاہ صاحب ان کے فرزند سید محمد صاحب ان کے فرزند
سید عبد اللطیف صاحب ان کے فرزند سید سراج الدین صاحب ثانی تہے۔

سید سراج الدین کی سجادہ نشینی اور اولاد کا اخراج

جب حضرت شمس الدین صاحب کی اولاد کا سلسلہ نو واسطون کے

بعد ختم ہوگیا اور حضرت سید شاہ نجم الدین کی اولاد میں سجادگی کا طریقہ بدستور جاری رہا حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی حضرت نھنی بی بی صاحبہ تھیں جو حضرت سید شاہ بندگی صاحب سے منسوب ہوئیں سید سراج الدین صاحب ثانی۔ آبائی حقوق کے لحاظ سے حضرت شیخ بڑے حقانی کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے اس تقرر سے موجودہ کارخانہ میں بہت انقلاب پیدا ہوگیا قدیم خاندان سجادگی کے خیرخواہ و ہمدرد لوگ نئے سجادہ صاحب کے طرز عمل سے بالکل ناراض ہوگئے اور اس قضیہ نے نیا طول کھینچا۔ عام لوگ بھی سجادہ صاحب کے خلاف ہوگئے اور بلوہ عظیم برپا ہوگیا کہتے ہیں کہ سجادہ صاحب پر مذہب امامیہ کے پیرو ہونے کا الزام لگایا گیا یہ روشن زمانہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کی شہزادگی کا تھا اور شہزادہ کی توجہ دکن کے اصلاح کے جانب مبذول ہو رہی تھی سجادہ صاحب کے خلاف محضر پیش ہوئے اور مخالفین گلبرگہ شریف کے سجادہ نشین اور سعی کارگر ہوئی اور زور غالب آگیا۔ سید سراج الدین صاحب کے اخراج کا حکم ہوا سید سراج الدین صاحب نانڈیڑ کے جانب روانہ ہوئے اور سید بندگی شاہ صاحب داماد سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کے قایم مقام ہوکر حضرت سرور مخدوم کے روضہ اور جاگیرات و مکانات پر قابض ہوگئے۔ سید سراج الدین صاحب نے اپنے کنبہ کے ساتھ نانڈیڑ میں اقامت فرمائی اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوکر الزامات منسوبہ سے آپ کو بری ثابت کیا عالمگیر نے[1] جاگیر دو مواضع کے جو تحت روضہ حضرت سرور مخدوم قدس سرہ تھے دو موضع ایک بائیگاؤن پرگنہ نانڈیڑ اور دوم موضع دہالوڑہ من مضافات صوبہ ظفر آباد سیادت مآب شیخ سراج الدین ولد سید لطیف کی بوجہ معاش میں قبل از دو سال جلوس عطا فرمایا اور سند لکھدی سید سراج الدین صاحب نانڈیڑ میں مقیم رہکر ہر دو مواضعات پر اپنی زندگی تک قابض رہے اور قندہار کے جانب کبھی توجہ نہیں فرمائی۔

سید سراج الدین صاحب ثانی کے دفن کا واقعہ	سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تھے سید حیدر صاحب اور سید ابراہیم صاحب جب سید سراج الدین صاحب نے انتقال فرمایا تو انکے

[1] سنہ ۱۰۶۸ہجری میں عالمگیر نے جلوس فرمایا ۱۲

دونون لڑکے مسلح سپاہیون کی کثیر جماعت کے ساتھہ خان نادون کی حمایت مین سید
سراج الدین صاحب کی نعش کو قندہار لے آئے اور ایسا معقول انتظام کیا کہ اسکی خبر
قندہار مین کسی کو کانون کان نہ ہوئی اور تیاری قبر کے لئے پتھر اور چونہ اور معمار وغیرہ
جملہ اشیاء ساتھہ لیتے آئے یہہ جماعت اچانک شب کے وقت قندہار پہونچی اور اس مین
تہوڑے سے ہمت والے اشخاص روضہ کے پچھلے جانب کے دو کانون پر سے احاطہ مین
سے گہس آئے اور دروازہ کہولدیا اور اس جماعت نے روضہ کے اندر داخل ہوتے ہی ۔
دروازہ بند کرلیا اور احاطہ کے اندر غربی چہوٹے دروازہ کے مقابل مسجد کے دیوار کے ملحق
اطمینان کے ساتھہ سید سراج الدین کی نعش کو دفن کردیا اور پختہ سنگ بست قبر بہت ہی پہرتی
اور تیزی کے ساتھہ مستحکم تیار کردی جب صبح ہوئی تو بلوۂ عظیم ہوا چونکہ سید شاہ بندگی صاحب کا
وصال ہوچکا تہا اور سید شاہ محمد صاحب کم عمر تہے اپنے ملازمین کو لئے ہوئے مکانات ملحقہ
روضہ کی حفاظت مین مصروف رہے مگر تمام بستی والے سپاہ پیشہ اور درگاہ محلہ کے باشندون نے
معرکہ آرائی پر کمر بستہ ہوکر خانزادون کی جماعت کو گہیر لیا قریب تہا کہ طرفین سے تلوار کہنچ جائے
مگر عمائدین شہر نے سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب کو سمجہایا اور خانزادونکا قبضہ مقدس
روضہ سے اٹہوا دیا اور یہہ مقدمہ صدارت پناہ شرافت دستگاہ مولانا عبد الرحمن صاحب
صدر کے سامنے پیش ہوا حاصل کلام بہت سی کارروائی کے بعد سید حیدر صاحب اور سید
ابراہیم صاحب سے اقرار نامہ لکہوالیا گیا کہ وہ اور آیندہ انکی اولاد حدود پرگنہ قندہار مین
داخل نہ ہون اور بموجب فرمان بمہر محمد معظم شاہ بن عالمگیر بادشاہ غازی بدستخط خاص سے
طغرائی برنگ سرخ بتاریخ ۹ شعبان ۳ سنہ جلوس ہردو جاگیرات موضع بلیگانون و
دہانورہ کی سند محمد عثمان دیوان صوبہ نے بنام سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب
فرزندان سیادت مآب شیخ سراج الدین صاحب ولد سید لطیف صاحب اولاد
زبدۃ الواصلین سید سعید الدین مشہور حاجی سیاح قدس سرہ لکہدی اور وہ ہردو مواضعات
قابض رہے ۔ تنازعہ برادری اور کاغذات کی بربادی کے وجہ سے موضع دہانورہ تو
شریک خالصہ سرکاری ہوگیا لیکن موضع بلیگانون پر ابتک آپ کی اولاد قابض ہے

سید سراج الدین صاحب ثانی کی اولاد کا شجرہ	۳ سید ابراہیم صاحب	سید نصیر الدین صاحب	۲ سید شیر صاحب		
۱ سید حیدر صاحب	سید شمس الدین صاحب	سید نجم الدین صاحب	۱ غلام محی الدین صاحب	سید غلام حسن صاحب	نور بی صاحبہ
سید سراج الدین صاحب ثالث	سید قمر الدین صاحب	قمر الدین صاحب کی حبیب صاحبہ ایک دختر تھی جو سید نوازش علی صاحب سے منسوب ہوئی انکی فرزند میر شجاعت علی صاحب اور دختر موسی بی صاحبہ			
سید سعید الدین صاحب	سید سرور صاحب	سید حسین صاحب گنج بخش	سید شریف الدین صاحب گنج بخش	سید حیدر عرف حضرت صاحب	۲ بند بی صاحبہ سرور بی صاحبہ ۳ بادشاہ بی صاحبہ
سید احمد صاحب گنج بخش	سید محمد صاحب گنج بخش	سید عباس علی صاحب	سید محمد صاحب کی دختر بند بی صاحبہ تھی انکی فرزند سید احمد ثانی گنج بخش تھے۔		
سید اکبر علی عرف فقیر صاحب گنج بخش	سید عارف عرف میاں صاحب گنج بخش	سید شریف اللہ عرف بادشاہ صاحب گنج بخش	سید سرور علی صاحب عرف گمو میاں گنج بخش	عباس بی صاحبہ	سید احمد عرف بابا صاحب گنج بخش
میر دستدار علی صاحب	حاجی بیگم صاحبہ	میر رحمان علی صاحب	سید ذو الفقار علی عرف بدو میاں صاحب	سید حسن علی صاحب	سید مومن علی صاحب

ف ا سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کے گنج بخش مشہور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ خواجہ سید معروف شاہ گنج بخش جو سید اسمٰعیل مرد صالح کی اولاد سے فرقہ امامیہ کے عالم مجتہد تھے اور مقبیہ نرمل مین رہا کرتے تھے نواب ضابط جنگ ظفر الدولہ مبارز الملک میر ابراہیم بیگ خان دہولسہ خواجہ صاحب کے مرید و معتقد تھے خواجہ صاحب نے سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کو نرمل بلوا کے اپنی دو لڑکیان فاضل بی صاحبہ اور بادشاہ بی صاحبہ کی شادی ۱۹ رجب سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین دو نو سیدون سے کر دی اس تقریب سے ہر دو مخدوم زادے فرقہ امامیہ مین شامل ہوکر اپنے سسرے کے معزز لقب سے ملقب اور مشہور ہوئے۔

۲ سید احمد بابا صاحب گنج بخش نے لاولد انتقال فرمایا انکی دو بی بیان تہین ایک حاجی بیگم صاحبہ سیر دوست دار علیصاحب کی بیٹی جو ہنایت سخی اور عالی حوصلہ مشہور تہین دوسری مدار بی صاحبہ تہین اس خاندان کے کتب اور قلمی بیاض اور کاغذات کا ذخیرہ ان کے پاس تہا اور یہہ نرمل مین رہتی تہین مولف کو نرمل جانیکی ضرورت ہوئی ان کے پاس کے کاغذات بذریعہ سید عبد الکریم صاحب ابن سید احمد صاحب احمد نگری انعامدار دیکہے گئے اور ہمیں ضرورت کے موافق اس سے مضمون لیا گیا۔

۳ سید چراغ علیصاحب ابن سید عسکر علی صاحب ناندیڑ کے محلہ فتح برج مین رہتے ہین اور حضرت سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کی اولاد کہلاتے ہین ان کے پاس کے کاغذات دیکہے گئے انکا شجرہ نسب اسطرح لکہا ہے کہ سید عبد اللطیف صاحب کے چار فرزند تہے ۱ سید سراج الدین صاحب سجادہ معزول جنکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے ۲ سید حسن صاحب ۳ سید بڑے صاحب ۴ سید فتح صاحب - سید حسن صاحب کی اولاد مین چراغ علیصاحب ہین - سید چراغ علیصاحب بن سید عسکر علیصاحب بن سید محمد بن سید سیدن صاحب بن سید پیر صاحب بن سید میران صاحب بن سید حسن صاحب سید حسن صاحب کے اوپر کا سلسلہ بیان ہوچکا ہے -

حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ

آپ حضرت سید السادات قطب الاقطاب حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کی اولاد سے ہین اس لئے آپکا اور حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی قدس سرہٗ کا سلسلہ جدی حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ سے ملتا ہے آپ کے جد اعلی یعنے حضرت سیدی شیخ ابراہیم سپہ سالار حضرت سید سعید الدین قدس سرہ کے ہم عصر تہے اور ان دونو بزرگوار دن نے مدت تک دہلی مین رہکر حضرت مولانا نظام الدین اولیا قدس سرہ سے فیض پایا ہے -

حضرت سید ابراہیم سپہ سالار کا لقب شیخ مشہور ہونے	شیخ کا لقب مشہور ہونیکی وجہ

کے نسبت یہہ روایت ہے کہ حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہ کی نظر فیض اثر آپ پر زیادہ تھی ہمیشہ آپکو شیخ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے جب حضرت ممدوح کے دربار سے آپکو شیخ کا لقب سرفراز ہوا تو آپنے اس لفظ کو اپنے نام کے ساتھہ تعظیماً شامل رکہا اور اوسی نام کے ساتھہ مشہور ہوئے - چونکہ یہہ خطاب ایک اعلی دربار سے عطا ہوا تہا اسلئے اسکی ایسی کچھہ شہرت ہوئی کہ آپ کے اولاد کے نام کے ساتھہ بہی وہی لقب مشہور ہوتا گیا

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین آنا

حضرت شیخ ابراہیم سپہ سالار بعد وصال حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہ کے ساتھہ قندہار دکن مین آئے - حضرت حاجی سیاح قدس سرہ نے تالاب کے کنارے شرقی حصہ مین دیول توڑکر اقامت اختیار فرمائی - اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے تالاب کے کنارے غربی حصہ پر اپنی چہاؤنی ڈالی حضرت سپہ سالار کے فرزند سید محمد تھے جنکو حضرت سرور مخدوم قدس سرہ شیخ محمد ذکریا کے لقب سے یاد فرمایا کرتے - کیونکہ سید محمد بچپن ہی سے نہایت ذاکر اور شاغل تھے اور صلاح تقوی کیوجہ سے انکو حضرت سرور مخدوم بہت دوست رکہتے تھے اسلئے یہہ آپکا عطا کیا ہوا خطاب ایسا مقبول ہو گیا کہ سید محمد کے خاندان مین لفظ شیخ - اور ذکریا یہہ دو نو لقب جزو نام کے ساتھہ مشہور ہو گئے -

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین انتقال ہوا اور پرگنہ کلیانی مین دفن ہوئے - شیخ محمد ذکریا اور انکے فرزند شیخ احمد ذکریا ان دونو بزرگون کے مزار قندہار مین ہین آپکے مزارون پر گنبد تیار ہوا تہا مگر تہوڑے عرصہ کے بعد ٹوٹ گیا - حضرت شیخ احمد ذکریا کے فرزند حضرت شیخ علی سانگڑے سلطان قدس سرہ ہین آپکا مولد و مدفن قندہار ہے آپ نے بہت سیاحی کی ہے اور خراسان پنجاب - سندہ وغیرہ مین مدت تک قیام فرمایا -

سانگڑے سلطان لقب ہونیکا باعث

آپکا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہونے کا یہہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ پنجاب - اور سندہ کے جانب تشریف لیگئے اور کچھہ عرصہ تک قصبہ سنگڑا مین مقیم رہے تو سانگڑے قوم کے لوگ آپ کے کشف و کرامات دیکھہ کر حسن عقیدت سے جوق جوق زمرہ مریدین مین شامل ہونے لگے - اونکے حسن عقیدت نے

یہہ موثر اثر دکہلایا کہ حضرت کا نام لیکر جو کچہہ دنیوی معاملات مین استمداد چاہتے حق تعالی جل شانہ انکے دلی مقاصد کو پورے کر دیتا - یہان تک کہ جوش مسرت اور کمال محبت مین ہہت خوش اعتقادی سے آپ کو سانگڑے سلطان کے لقب سے یاد کرنے لگا قوم سانگڑے فرقہ اہل اسلام سے ہین ممالک سندھ اور پنجاب مین - جانگڑے - رانگڑے - کانگڑے متفرق قومین بستی ہین **دوسری وجہ** یہہ مشہور ہے کہ قلعہ دیوگڈہ یعنے دولت آباد مین سنگڑ نام کا ایک شخص رہتا تہا جو منیر نجات کے باعث مشہور تہا - اور بہت سے لوگونکو بدعقاید بنا رکہا آپ نے اوسپر غلبہ پایا اور وہ مارا گیا - اس لئے آپ کا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہوا قلعہ دولت آباد پر ایک چہوٹا سا مکان ہے جو راجہ رام دیو کے عہد مین گنپتی کا دیول کہلاتا تہا - آپنے اس دیوتا کو توڑ کر اوس جگہ اقامت اختیار کی اور عرصہ تک اسی مقام پر چلہ کش رہے اس لئے وہ مقام ابتک سانگڑے سلطان کے روضہ کے نام سے مشہور ہے **تیسری** روایت یہہ ہے کہ آپ سپاہی منش تہے اور ورزش کا زیادہ شوق تہا جہاد کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے اور جب راہ چلتے تو آپ کے دونو ہاتون مین دو نیزہ سانگ[۲] رہا کرتے اور اسکے پہرانے اور اوسکے زد و ضرب کے قواعد دانی مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے اس فن کے بڑے بڑے استادون نے آپکی شاگردی سے فخر حاصل کیا تہا - سب دکہنی سپاہیون نے آپکو (سانگڑ سلطان) بنا لیا - یہہ دونو (سانگ) ابتک آپکے مزار کے پاس موجود ہین -

شجرہ نسب | سید شاہ شیخ علی ابن سید شیخ احمد ابن سید شیخ محمد ابن سید شیخ ابراہیم رفاعی سپہ سالار ابن برہان الدین رفاعی - ابن سید شریف ابن سید احمد رفاعی - ابن سید تاج الدین رفاعی - ابن سید احمد رفاعی ابن سید نجم الدین رفاعی - ابن سید محمد رفاعی - ابن سید ابراہیم رفاعی - ابن سید مہذب الدین رفاعی - ابن سید احمد کبیر رفاعی[۳] (یہان سے آگے سلسلہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے بیان مین لکہا جا چکا ہے ملاحظہ فرمایئے)

---

[۱] سنہ ۱۳۱۵ء مین مولف نے اس مقام کو دیکہا ہے [۲] سانگ برچہی کی وضع پر ہوتا ہے ۱۲

[۳] حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ ۵۰۰ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۲۲ جمادی الاول ۵۷۸ھ روز پنجشنبہ وقت ظہر یا عصر وفات پائی -

سلسلہ طریقہ قادریہ	حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑہ سے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ

کو ہر چار طریقہ۔ رفاعیہ۔ قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ میں خلافت اور اجازت حاصل
تھی۔ رفاعیہ طریقہ میں تو آپکو مسلسل نسبی خلافت حضرت سید سلطان احمد کبیر قدس سرہٗ
تک برابر حاصل ہے مگر قادریہ وغیرہ طریق میں حضرت شاہ برہان الدین اولے کے بعد سے
شجرہ خلافت قادریہ علیحدہ ہے اسمیں قادریہ طریقہ کے خلفائے مقدس کے نام اسطرح
مندرج ہیں ۱ حضرت عاشق ربانی سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان حسینی
الموسوی الرفاعی القادری قدس سرہ ۲ حضرت سید شاہ احمد ذکریا قادری قدس سرہ
۳ حضرت سید شاہ محمد ذکریا قادری ۴ حضرت سید شاہ ابراہیم سپہ سالار قادری ۵ حضرت
سید شاہ برہان الحق والدین قادری ۶ حضرت سید شاہ نجم الدین قادری ۷ حضرت سید
شاہ شمس الدین قادری ۸ حضرت سید شاہ محمد تاج الدین قادری ۹ حضرت ابو نصر محی الدین
قادری ۱۰ حضرت سید شاہ عماد الدین ابو صالح نصر قادری ۱۱ حضرت سید شاہ عبد الرزاق
قادری ۱۲ حضرت سید السادات سلطان الاولیا محبوب سبحانی معشوق ربانی میران
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ ۱۳ حضرت خواجہ مصلح الدین ابو سعید بن
مبارک المخزومی قدس سرہ ۱۴ حضرت خواجہ شرف الدین ابو الحسن علی بن احمد بن
یوسف القریشی ۱۵ حضرت خواجہ صدیق ابو الفرح محمد بن عبد اللہ الطرطوسی
۱۶ حضرت خواجہ ابو الفضل شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز ۱۷ حضرت خواجہ ابو بکر عبد اللہ
شبلی ۱۸ حضرت خواجہ جنید بغدادی ۱۹ حضرت خواجہ سری سقطی ۲۰ حضرت ابو المحفوظ
خواجہ معروف بن فیروز الکرخی ۲۱ حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ ۲۲ حضرت
امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ ۲۳ حضرت امیر المومنین امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۲۴ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ۲۵ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
۲۶ حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ ۲۷ حضرت امیر المومنین علی ابن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۲۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبین حبیب رب العالمین حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔

سلسلۂ خلافت طریقہ رفاعیہ

طریقہ رفاعیہ مین حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت احمد ذکریا رفاعی سے بیعت اور خلافت حاصل کی ہے۔ اور حضرت احمد ذکریا نے اپنے والد حضرت محمد ذکریا رفاعی سے اور انہون نے اپنے والد شیخ ابراہیم سے سالا سے بیعت اور استفادہ حاصل کیا تہا اور انکو اونکے والد سید شاہ برہان الدین رفاعی کو اور انکو اُنکے والد سید شریف محمد سے۔ اور اونکو اُنکے والد سید احمد سے اور اونکو اُنکے والد سید تاج الدین سے۔ اور اونکو اونکے والد سید احمد سے۔ اور اونکو انکے والد سید نجم الدین سے اور اونکو انکے والد سید محمد سے اور اونکو اونکے والد سید ابراہیم سے اور اونکو اونکے والد بزرگوار سید مہذب الدین سے اونکو اپنے والد سید السادات سید سلطان احمد کبیر رفاعی قدس سرہ سے خلافت ملی تہی۔ ابتک آپکے خاندان مین خلافت طریقہ رفاعیہ کے شجرہ مین حسب بالا مقدس اسکے درج ہوا کرتے ہین۔

کتاب مطلوب الطالبین مین مولانا حضرت شاہ ضیاء الدین عبد الکریم صاحب بیابانی نے یہی سلسلہ لکہا ہے۔ شاہ ضیاء الدین صاحب آپکے ہمشیرہ زادے اور خلیفہ تہے اور کتاب انوار القندہار* مین مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے بہی نسباً آپکا سلسلہ خلافت حضرت احمد کبیر رفاعی رح تک بتلایا ہے۔

حضرت کا وصال اور گنبد کی تعمیر

قندہار مین حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کے مقدس مزار کے بعد آپکا مزار پر انوار باعث نزول برکات و مستجاب الدعوات سمجہا جاتا ہے وہ بڑا روضہ۔ اور یہہ چہوٹا روضہ مشہور ہے۔ آپ نے ۸ صفر ۷۴۶ھ ہجری مین رحلت فرمائی آپکے انتقال کا مادہ تاریخ (مشکل کشا دین و دنیا) ہے بعض لکہتے ہین کہ (مشکل کشائے دین و دنیا) ۷۵۶ھ ہے غرض آپکی کرامت سے مادہ تاریخ مین بہی آپکی کمال فضیلت اور ولایت کا ثبوت ہے آپکی گنبد۔ خانقاہ و مسجد کو آپکے مریدین یا معتقدین مین سے ایک متمول

* مولف انوار القندہار نے آپ کا نسبی سلسلہ حضرت سید احمد کبیر تک برابر تحریر فرمایا ہے مگر یہہ بہی لکہا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آپ شیخ تہے لیکن یہہ معلوم نہین کہ فاروقی تہے یا صدیقی شاید آپ حضرت بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کے اولاد سے ہونگے ۱۲

تاجر نے بنوایا ہے کہتے ہین کہ وہ تاجر سندہ کا رہنے والا قوم کا ساگر جہاز مین چلا جارہا تہا اتفاق سے
اسکا جہاز طوفان مین آگیا تاجر نے آپکی استمداد چاہی فضل الہی سے اوس جہاز کو طوفان سے
نجات ملی - چنانچہ بعد وفات آپ کے اوس تاجر نے گنبد اور خانقاہ[۱] مسجد[۲] تیار کیا - اس
تاجر کی قبر سنگ بست آپکے روضہ کے شمالی جانب تالاب کے کنارہ پر موجود ہے -

آپ کے ازواج اور اولاد آپ کے دو بی بیان تہین حضرت جمال بی بی صاحبہ بڑی بی بی - اور حضرت
تارا بی بی صاحبہ چہوٹی بی بی تہین تارا بی بی صاحبہ سے کوئی اولاد نہ تہی - مگر بڑی بی بی صاحبہ سے
تین فرزند ہوئے -

شاہ دہڑک حضرت کے بڑے فرزند سید عظیم الدین المعروف شاہ دہڑک تہے انہون نے
دنیوی حکومت کا بہت لطف اٹھایا کسی بادشاہ کے وزیر رہ چکے ہین شاید خطابی نام سلطنت کے
جانب سے کچہ دوسرا ہوگا اسلئے صحیح پتا نہین چلتا کہ آپ نے کہان وزارت کی ہے آپ کے
عہد مین سلطان احمد بہمنی کی دکن مین بادشاہت تہی اور ہندوستان کے مختلف حصون مین
طوایف الملوکی تہی جب آپ امارت کی شان و شوکت سے اپنے پدر بزرگوار کے روبرو حاضر
ہوئے تو حضرت نے انکے لئے دعا کی معًا انکے دنیوی خیالات جاتے رہے امارت اور حکومت سے
متنفر ہوکر تنہائی اختیار کی اور ذکر و شغل مین مشغول ہوگئے حضرت کی توجہ اور ذکر و شغل کی
برکت سے دل دہڑکنے لگا اور تہوڑے سے ہی عرصہ مین آپ کا وصال ہوا -

شاہ کڑک یہہ حضرت کے چہوٹے فرزند سید معین الدین شاہ کڑک انکا جلالی مزاج تہا انکی
کرامات سے یہہ کرامت بہی مشہور رہے کہ انکے اشارے سے دیوار نے ذی روح کی طرح
حرکت کی تہی ان دونون بزرگ زادون کے مزار محلہ غازی پورہ کے پاس ہین جو شاہ کڑک
اور شاہ دہڑک کے نام سے مشہور زیارت گاہ ہین -

حضرت شاہ مجلی جلیدار آپ حضرت مشکل آسان قدس سرہ کے تیسرے فرزند تہے علوم ظاہر و باطن

[۱] خانقاہ مرمت طلب ہوگئی تہی اور ایک حصہ ہی گر پڑا تہا شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین نے اوسکی
تعمیر کرادی [۲] مسجد کی چہت گر گئی تہی اور دیوارین بوسیدہ ہوگئین تہین اسکی مرمت اور تعمیر
شاہ عالم صاحب نے اپنے اہتمام سے کرائی - ۱۲

پر پورے حاوی اور شغل و اذکار و چلہ کشی میں ثابت قدم تھے اسلئے حضرت مشکل آسان نے خرقۂ خلافت و اجازت آپکو عطا فرمایا بعد انتقال حضرت قدس سرہٗ کے آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ چھوٹے روضہ والے جسقدر مشائخ ہیں وہ آپ ہی کے اولاد میں سے ہیں اور ہر ایک کے پاس نسبی سلسلہ بھی موجود ہے۔ آپکا مزار حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے گنبد کے روبرو چھوٹی گنبد میں ہے۔

سجادگان روضہ مقدس کے نام حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کی اولاد میں جو جو یکے بعد دیگرے صاحب سجادہ ہوئے حسب ذیل اونکے نام ہیں۔ حضرت سید شاہ منجھلے چلہ دار کے بعد اونکے فرزند سید معین[۲] الدین انکے بعد انکے فرزند سید میران[۳] جی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[۴] اللہ حسینی۔ انکے بعد انکے فرزند۔ سید شاہ میران[۵] ثانی۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[۶] الدین۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ عبد الغنی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام علی[۸] انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[۹] نبی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[۱۰] دستگیر انکے بعد انکے فرزند سید شاہ پیران[۱۱] حسینی[*] بے اولاد تھے اسلئے انکے بعد سید شاہ حیدر[۱۲] صاحب سجادہ نشین ہوئے انکو بھی اولاد نہ تھی اسلئے انکے بعد سید شاہ رحمت[۱۳] اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[۱۴] اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے اور اسوقت مسند سجادگی پر متمکن ہیں۔

حضرت حاجی خواجہ قیام الدین شاہ قادری قدس سرہٗ

آپ کا مقدس مزار قلعہ کی خندق میں جنوب مغرب کے طرف ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب انوار القندہار میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ قندہار میں حضرت حاجی سرور مخدوم سے کئی سال پیشتر ہی تشریف فرما ہو چکے تھے اور پختہ قلعہ تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا تھا آپ قادریہ طریقہ کے بزرگ اور حاجی الحرمین شریفین تھے مولانا شاہ صاحب کے بیان

---

* سید شاہ حیدر سجادہ ابن سید شاہ غلام علی ابن سید غلام حیدر۔ ابن سید شاہ غلام علی سجادہ نمبر (۸)

** سید شاہ رحمت اللہ حسینی ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ عبد الستار ابن سید شاہ برہان الدین حسینی سجادہ نمبر (۶)

تصدیق ایک قدیم بیاض کی تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ جب دہلی کے شاہان خلجیہ کی توجہ دکن کے جانب ہوئی اور قندہار اور بیدر اور ورنگل پر مسلمانوں کا غلبہ ہوگیا تو اس زمانہ مین آپ قندہار تشریف فرما ہوئے اسوقت قلعہ اینٹ اور مٹی کا ہتا اور قدیم قلعہ کا دروازہ جنوب مغرب کیجانب ہتا جب آپ نے رحلت فرمائی تو قلعہ کے دروازہ کے روبرو دفن کئے گئے۔ جب دہلی کی سلطنت شاہان خلجیہ سے نکلکر شاہان تغلق کے قبضہ مین آئی اور محمد شاہ تغلق دکن پر متسلط ہوگیا تو قلعہ اوسہ اور قلعہ قندہار کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ قندہار مین پختہ قلعہ بنایا گیا اور اوسکا دروازہ دہلی کے جانب شمال کیطرف رکہا گیا قلعہ کے اطراف گہری خندق کہودی گئی اور آپکے مقدس مزار کا پختہ چبوترہ اس خندق مین مستحکم اور خوش وضع تیار ہوا جب خندق مین پانی بہرتا ہے تو یہ منظر دید کے قابل ہوتا ہے زایرین لب تک گہری سہ کر تیر کر جو جواب تاریخ کرتے ہین مقبرے تک جانیکے لئے خاص اہتمام سے لکڑیون کو رسیون سے باندہکر کشتی کا کام لیا جاتا ہے چبوترہ پر خوش وضع چار دیواری ہے اسمین آپ کا اور آپکے استاد کا مزار ہے اسی چبوترہ پر مقبرہ کے دروازہ کے روبرو برق انداز خان قلعدار کی قبر ہے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے چبوترہ ترمیم طلب ہوگیا ہتا محمد بجل خان رسالدار سندہی کی عملداری مین انکے نائب امام بخش جمعدار نے مرمت کروائی آپ کا عرس آٹھوین اور نوین محرم کو ہوتا ہے میرے حقیقی بہائی محمد قمر الدین صاحب برادر محتسب قندہار اس روضہ کے منتظم ہین سالانہ بہت تکلف سے عرس کیا کرتے ہین۔

حضرت پیر جلال قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاء قندہار سے چشتیہ طریق کے مقدس بزرگوار گذرے ہین آپکا مزار قلعہ کے پاس جانب راہ مالس پورجام باغ مین واقع ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت آپ مکہ معظمہ سے قندہار تشریف لائے آپکے پاس ایک سبز پتھر ہتا جو آپکے مرشد نے یہ کہکر دیا ہتا کہ جس جگہ یہ پتھر تم سے اٹہ نہ سکے وہان تم اپنی قیام کی جگہ سمجھنا چنانچہ جب آپ قندہار ہوپنچے تو یہان وہ صورت پیش آئی ہر چند آپ نے اس پتھر کو اٹھانا چاہا اوٹہ نہ سکا۔

آخر قندھار ہی مین آپ نے ہمیشہ کے لیے قیام فرمایا یہ پتھر آپ کے مزار پر اٹھایا گیا ہے
آپکا عرس ۷ ربیع الثانی کو ہر سال ہوا کرتا ہے مزار کے متصل چھوٹی اور بڑی دو قبرین ہین
شاہ صاحب لکھتے ہین کہ شاید ان کی بی بی اور فرزند کے یہ دو نو مزار ہونگی

حضرت حاجی مکی قدس سرہ

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ سے پہلے آپ مکہ معظمہ سے قندھار
شریف مین تشریف فرما ہوئے اور یہین انتقال فرمایا آپ نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے آپکا
مزار پرانوار تالاب کے کنارہ پر حضرت سرور مخدوم کے مقدس روضہ کے روبرو
کچھ فاصلہ سے نہایت نورانی نقشہ مین سادگی کے ساتھ سرراہ پر فضا جگہ پر واقع ہے
آپ نہایت اہل کمال و صاحب باطن بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب آپکے
کرامات کی بیان کے سلسلہ مین تحریر فرماتے ہین کہ بارہا آپ کے مزار پر پانی کے
چراغ روشن کیے گئے اور روغن خالص کیطرح جلتے رہے۔

حضرت سید السادات قدس سرہ

معلوم نہین آپ کا اصل نام کیا ہے سید السادات کے مقدس لقب سے مشہور ہین
جو راستہ حضرت سرور مخدوم کے روضہ سے حضرت سانگڑے سلطان کے روضہ کے
جانب جاتا ہے اوسی راستہ مین آپکا مزار ہے۔ انوار القندھار مین صرف اسیقدر آپ کا
ذکر ہے جو بیان کیا گیا۔

حضرت سید صاحب قدس سرہٗ

آپ کا مزار حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کے روضہ کی جانب ہے جسکے پوری قبر کے
چبوترہ کا ایک ہی پتھر ہے آپ بہت باکرامت صاحبدل بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب
تحریر فرماتے ہین کہ یہ مشہور ہی جو جانور بیمار ہو آپ کے قبر کا طواف کرادینے سے وہ اچھا ہو جاتا ہے

حضرت پیر پالکی قدس سرہ

آپ بھی ایک مشہور اولیا قندھار سے ہین شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کے باغ مین آپکا مزار ہے اور مزار کے پاس پتھر کی پالکی خوش وضع تراشی ہوئی رکھی ہوئی ہے مشہور ہے کہ چودہ سو اولیا کی پالکیان جب دہلی سے دکن مین آئین آپ بھی انھین پالکی سوارون مین سے ہین مزار نہایت پر فضا مقام پر ہے۔

حضرت پیر اوجالے اور حضرت پیر موسی قدس سرہما

کمانی دروازہ کے باہر عیدگاہ کے راستہ پر بہادرپورہ کو جاتے وقت بائین جانب ان دونو بزرگون کے قبرین ہین پیر اوجالے کے مزار کا تعویذ ملکی سفید پتھر کا ہے اور پیر موسی کے قبر کا تعویذ سیاہ پتھر کا ہے یہہ ٹوٹا ہوا اور بوسیدہ قبر کا چبوترہ اپنی قدامت کی شہادت دیتا ہے یہہ بھی قدیم بزرگان قندھار سے ہین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین مفصل شہر سے قریب پہلی قبر پیر اوجالی کی ہے اور اوسکے کچھہ فاصلہ پر پیر موسی کی قبر ہے۔

حضرت پیر شمس الدین قدس سرہ

آپ مشہور و معروف اولیا قندھار سے ہین اپ کا مزار جامع مسجد کے صحن مین ہے قبر کا تعویذ نہایت خوش رنگ اور بڑا ہے۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جو نقل حضرت پیر جلال قدس سرہ کے قبر کے پتھر کے نسبت مشہور ہے وہ نقل آپ کی قبر تعویذ کے لئے بھی مشہور ہے ہم نے قاعدارون کے سلسلہ مین آپ کا ذکر کردیا ہے۔

حضرت شاہ سبحہ قدس سرہ

موضع بہوسی کے راستہ کے جانب گول ٹیکری سی ایک نہایت خوش نما پہاڑی ہے اور بہت ہی پرفضا اور دلچسپ مقام ہے آپ کا مزار اسی پہاڑی پر زیارت گاہ خلایق ہے۔

حضرت شاہ سلیمان قدس سرہ کا حال اور سلیمان ٹیکری کا ذکر

قندہار کے مغربی دروازہ کے باہر جسکو (بدہ واری بیس) کہتے ہین سلیمان ٹیکری ایک پہاڑی ہے اسپر شاہ سلیمان کا مزار ہے اس مزار کے علاوہ اس پہاڑی پر ایک مٹی کا چبوترہ بھی بنا ہوا ہے جو حضرت سلیمان پیغمبر کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے عوام کا خیال ہے کہ حضرت سلیمان کا ہوادار کچھ دیر اس پہاڑی پر ٹھہرا تھا جسکا ماہی ثبوت یہ ہے کہ اس پہاڑی کے اطراف کے جنگل اور زراعتون مین بارش کے ایام مین اکثر لوگون کو خصوصاً زراعتونکی گہانس وغیرہ صاف کرنے والے مزدورونکو سلیمانی تسبیح کے دانے دستیاب ہوتے ہین گویا وہ پہاڑی سلیمانی تسبیح کے دانونکی کان ہے اور ہرسال منکے ملتے ہین جنکو لوگ انکو فروخت کیا کرتے ہین مین نے بھی بہت سے سلیمانی دانے خرید کئے ہین حیرت آ کی ہے کہ ان دانون مین سوراخ کیا ہوا ہوتا ہے اور ان کے کئی اقسام اور کئی رنگ ہوتے ہین کوئی لمبا ہوتا ہے جسکو جیبہ کہتے ہین کوئی مدور رہتا ہے کسیکا سیاہ اور کسیکا سرخی مائل رنگ ہوتا ہے اسپر خوشنما لکیرین ہوتی ہین کتاب انوار القندہار مین جو سنہ ۱۳۱۲ھ مین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے تصنیف فرمائی ہے لکہا ہے کہ انکے دادا کے زمانہ مین شاہ سلیمان صاحب موجود تھے اور وہ ابتدا مین ایک سپاہی پیشہ تھے مولد آپکا قرینہ سے پایا جاتا ہے کہ قندہار ہی ہوگا تلاش معیشت مین قندہار سے کسیطرف تشریف لیجا رہے تھے راستہ مین سلیمان ٹیکری کے پاس آپکے سواری کا گہوڑا بیٹھ گیا ہرچند آپنے کوشش کی مگر وہ اٹھہ نسکا آپکا خیال ایکایک دنیوی تعلقات سے پلٹ گیا سب سے قطع تعلق کرکے اور تمام مال واسباب راہ خدا مین لٹاکر کامل فقیر ہوگئے اور سلیمان ٹیکری پر اقامت پذیر ہوئے تنہا پہاڑی پر رہا کرتے تھے آخر ایک خونخوار شیر کے پنجہ سے آپنے شہادت کا رتبہ حاصل کیا آپ بہت صاحب فضیلت بزرگ تھے۔

حضرت پیر بہاو الدین قدس سرہ

قندہار کے قاضی محلہ کی مسجد ملک عنبر نے سنہ ۱۰۲۳ھ مین تعمیر کروائی ہے اس مسجد کے صحن مین۔

آپ کا مقدس مزار پر انوار بوسہ گاہ خلایق ہے۔

حضرت نعیم شاہ مجذوب قدس سرہ

آپ نہایت پر جوش مجذوب تھے ہمیشہ دلی جوش اور مستانہ حالت سے ہر طرف بڑ لگاتے پھرتے تھے ہفتہ میں ایک وقت آپ بازار تشریف لاتے اور جو کچھ جنس غلہ و ترکاری وغیرہ ملتا وہ سب کا سب ایک ہانڈی میں ڈالکر پکاتے اور ادل بدل کر جو ہمیشہ آپکے پاس رہتی معتقدین کھلاتے اور پھر دوسرے آدمیوں کو تقسیم کرتے اور کچھ خود بھی کھاتے تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بچپن میں شاہ صاحب کو دیکھا ہے لوگ کہتے تھے کہ شاہ صاحب کی دیوانی ہانڈی کا کھانا بہت ہی بامزہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص آپکے واسطے کھانا عمدہ پکوا کے لاتا تو اسکو لکڑی سے مارتے اور گالیاں دیکر سامنے سے نکال دیتے۔

حضرت مدار شاہ درویش قدس سرہ

حضرت نعیم شاہ مجذوب کے پاس مدار خان نامی سپاہی حاضر رہا کرتا اور مجذوب صاحب کا بہت معتقد تھا کسی وقت آپ سے علیحدہ نہیں ہوتا ہر چند اسکو جھڑکتے مارتے گالیاں دیتے مگر وہ آپکے پاس سے نہ جاتا تھا مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اتفاقاً ایک رات مدار خان نیند سے ہشیار ہوا دیکھا کہ شاہ صاحب کی جگہہ پر ایک مہیب صورت قوی ہیکل شیر بیٹھا ہوا ہے بہت خوف زدہ ہوا اور یہ سمجھا کہ جنگلی شیر شاہ صاحب کو کھا گیا ہے اور اسیطرح خوف سے سکتے کی حالت میں پڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد اسکی نظروں سے شیر کی شکل غایب ہوگئی اور شاہ صاحب کو اپنی جگہہ پایا۔ مدار خان شاہ صاحب کے قدموں پر گر پڑا شاہ صاحب نے اسکو سینہ سے لگا لیا۔ مدار خانکی حالت میں تغیر پیدا ہوا اور اوس نے سب دنیوی تعلقات چھوڑ دیے اس لیے مدار شاہ درویش لقب مشہور ہوگیا۔ اور شاہ صاحب کے انتقال کے بعد ان کے جانشین مدار شاہ ہوئے نعیم شاہ صاحب مجذوب اور مدار شاہ صاحب درویش کے قبریں حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کے روضہ کے جانب پائیں جو مسجد اس سے متصل ہے صحن میں ہیں

حضرت پیر بہاؤالدین خان قدس سرہ

آپ کا مقدس مزار نانڈیڑ کی دروازہ کے جانب کوٹ بازار کی آبادی کے قریب ہے قلعہ اردو کے ذکر مین آپ کا حال جیسے جو کچہہ معلوم ہوا لکہدیا ہے چونکہ انوار القندہار کے بزرگوار ونکی فہرست مین آپ کا اسم مبارک آگیا ہے اسلئے ہم نے اس موقع پر بہی آپکا نام مبارک درج کردیا ہے

حضرت پیر غیب

انوار القندہار مین لکہا ہے کہ مانس پور مین کوئی ہندو دیوار کا پایہ کہدوا رہا تہا پایہ مین ایک قبر دکہائی دی جب اسکے پتہر نکالے گئے تو صحیح وسالم لاش سفید کفن مین لپٹی ہوئی نظر آئی جسکو پہر اسیطرح بند کرکے قبر کی علامت بنادیگئی ہے۔

پنج پیر

مانس پورہ کی آبادی کے پاس مسلسل پانچ قبرین ہین جو پنج پیر کے نام سے مشہور ہین انوار القندہار مین ان قبور کے متعلق یہہ نقل لکہی ہے کہ ایک پیرزن صالحہ نے پانچ ابرقعہ پوش سبز لباس پہنے ہوئے اور ہاتون مین نیزے لئے ہوئے اس مقام متبرک پر کہڑے ہوے دیکہے ان پانچون برقعہ پوش سوارون نے نیزون کو اطمینان کے ساتہہ زمین پر گہڑا کیا اور کچہہ دیر کے بعد غائب ہوگئے اسلئے اس جائے پر احاطہ کہینچ کر پانچ قبرین بنادی گئین اور پنج پیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت پیر سالار قدس سرہ

قندہار سے چہہ میل موضع ہڈگی جو قاضی صاحب اور محتسب صاحب قندہار کی جاگیر ہے وہان حضرت پیر سالار قدس سرہ کا ایک پختہ چبوترہ پر مزار بنا ہوا ہے بہت پر فضا اور دلچسپ مقام ہے اور مزار مبارک پر نہایت رونق ہے۔

حضرت پیر بابو قدس سرہ

موضع دہامن گاؤن مین آپ کا مقدس مزار زیارت گاہ خلایق ہے۔ گاؤن کے سب ہندو آپ کے معتقد ہین اور آپ کا اسقدر رعب ان لوگون کے دلونپر چھا ہوا ہے کہ وہ دوسرے موضع کیطرح ہنومان کا بت جو مرہٹواری کے ہر ایک موضع مین رہتا ہے اس موضع مین استادہ نہین کر سکتے۔

خواجہ کلان و خواجہ خورد قدس سرہما

موضع بہیرلی پرگنہ قندہار مین دونون بزرگ آغوش لحد مین استراحت فرما رہے ہین کہتے ہین کہ دونون صاحب اس موضع کے جاگیردار تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ان ہر دو بزرگون کی قبر کی زیارت سے عجیب کیفیت اور حلاوت حاصل ہوتی ہے عام طور پر آپ پیر کالے کے نام سے مشہور ہین۔

(انوار القندہار مین جن بزرگان دین کے نام درج ہین انکا تذکرہ ختم ہو چکا ہے)

حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب طبقاتی قدس سرہ

آپکا گنبد حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم قدس سرہ کے روضہ کے روبرو تالاب کے کنارہ سرور تی گہاٹ سے ملا ہوا ہے آپکا زمانہ سنہ ۸۰۰ھ کا ہے آپ حضرت شاہ مرتضی دین پناہ قدس سرہ کے خلیفہ تھے اور حضرت شاہ میران مکھاولی صاحب قدس سرہ کے پیر بھائی اور ہمعصر تھے آپ کا سلسلۂ خلافت حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سے ملتا ہے[1]

---

[1] شاہ مدار کے والد کا نام ابو اسحاق ہے وطن آبائی ملک شام ہے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین ہین آپ سنہ ۷۱۶ھ مین پیدا ہوئے اور آپکی والدہ نے بعزم تعلیم حذیفہ شامی کے سپرد کیا اس نے توریت و انجیل وغیرہ پڑھائی اور علم ریمیا و کیمیا وغیرہ سب سکہا دیا جب آپکے والد کا انتقال ہوگیا تو آپ ملک شام سے مکہ معظمہ مین تشریف فرما ہوئے اور یہان خوب علم پڑھا پھر مدینہ تشریف لیگئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پھر نجف گئے وہان سے ہندوستان آئے چند روز گجرات کی سیر کی پھر اجمیر شریف تشریف لائے اور پہاڑ دان مین چندے قیام فرمایا پھر مکن پور تشریف لیگئے اور یہان آپکا وصال ہوا آپکو سید عبد اللہ سے فیض حاصل ہوا ہے بعضو کہتے ہین کہ طیفور شامی کے مرید ہین شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۸۴۰ھ مین وفات پائے مکن پور مین مزار ہے آپکی عمر ایکسو چوبیس برس کی تھی از اخبار الاخیار و کتاب آئینہ تصوف ۱۲

حضرت راجہ باگھہ سوار قدس سرہٗ

قلعہ کے وسط مین راجاؤن کے محلات کے پاس ہیرا محل سے ملا ہوا ایک چھوٹا سا گنبد ہے اس
گنبد کی بلندی تخمیناً دس گز ہوگی اور اس کا عرض ۷ گز ہے اور اس گنبد مین پتھر کا تعویذ پونے دو
ہاتھ لمبا ہے گنبد تو زیادہ پرانا دکھائی نہین دیتا مگر قبر پرانی معلوم ہوتی ہے قلعہ مین سوائے اس
قبر کے اور کوئی قبر نہین ہے اس قبر کے نسبت یہہ مشہور ہے کہ راجہ باگھہ سوار کا چلہ ہے۔ قدیم گنبد
گر گیا تھا راجہ ہیرا سنگہ نے ۱۲۶۱ھ مین تعمیر کر دیا گنبد پختہ طور پر تیار ہوا ہے مگر اسپر چونہ کی استر
کاری اور صفائی کا کام باقی رہگیا ہے ہیرا سنگہ اس قبر کا زیادہ معتقد تھا اور سالانہ عرس بھی کیا کرتا
تھا راجہ باگھہ سوار سے مراد حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب شیر سوار قدس سرہٗ سے لیجاتی ہے
جنکا مقدس مزار اور عالیشان گنبد قصبہ کلیانی ضلع گلبرگہ مین ہے اور جنکی سالانہ عرس کا میلہ بہت
دہوم دہام سے ہوتا ہے۔ مولف تاریخ خورشید جاہی نے ایک نقل لکھی ہے کہ شاہ ندیم اللہ حسینی
ابن حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی سات سال کی عمر مین بچون کے ساتھ گلبرگہ مین حضرت سید محمد گیسو دراز
قدس سرہ کے خانقاہ کے باہر کہیل رہے تھے راجہ باگھہ سوار شیر پر بیٹھے ہوئے حضرت گیسو دراز کی
ملاقات کے لئے تشریف لائے حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی صاحب نے جب راجہ باگھہ سوار کو
دیکھا تو ایک پرانی دیوار پر سوار ہوکر دیوار کو حکم دیا کہ چل دیوار چلنے لگی راجہ شیر سوار نے دریافت
کیا یہہ لڑکا کون ہے جو بیجان شئے پر حکم چلاتا ہے دوسرے لڑکون نے کہا کہ یہہ خواجہ بندہ
نواز حسینی کے پوتے ہین راجہ باگھہ سوار حیران رہے اور یہہ خیال کیا کہ جب پوتے مین یہہ کشف
و کرامات ہین تو انکے دادا کی کیسی کچھہ حالت ہوگی وہین سے کلیانی کے طرف واپس ہوگئے اور حضرت
خواجہ گیسو دراز سے نہین ملے جب یہہ کیفیت خواجہ صاحب کو معلوم ہوئی تو آپ نے اپنے پوتے کو عتاب
کی نظر سے دیکھا ندیم اللہ حسینی صاحب کو بخار آگیا اور بتاریخ ۲۱ شعبان ۸۱۷ھ کو آپکا انتقال
ہوگیا اس لئے حضرت ندیم اللہ حسینی صاحب کو غالب کرامات کہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ
یہہ چلہ حضرت سید تاج الدین شیر سوار نارنولی کا ہے۔ کتاب اخبار الاخیار مین اور کتاب خیال الا
مین حضرت سید تاج الدین نارنولی کا ذکر یون لکھا ہے۔
سید تاج الدین شیر سوار قدس سرہٗ۔ حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے

مریدین سے ہین سید صاحب نے بڑی بڑی ریاضتین کی ہین کہ جانوران صحرائی آپ کے مطیع ہوگئے ہتے کہتے ہین کہ آپ اپنے پیر کی زیارت کے لئے ہانسی کو جب تشریف لیجاتے ہتے تو آپ جنگل سے شیر پکڑ لیتے ہتے اسپر سوار ہو کر سانپ کا کوڑا ہاتہہ مین لئے ہوئے جاتے ہتے جب ہانسی مین پہونچتے تب پیادہ پا ہوجاتے ایک روز آپ بیخودی کی حالت مین اسی طرح سے شیر پر سوار مرشد کے حضور مین پہونچ گئے شیخ قطب الدین منور آپکے مرشد اسوقت دیوار پر بیٹھے ہوئے ہتے جب انہون نے آپکو شیر پر سوار دیکھا تو فرمایا کہ۔ سید صاحب حیوان جاندار ہوتے ہین مردان خدا اگر چاہین تو مٹی اور پتہر کی دیوار چلا سکتے ہین یہہ فرماتے ہی دیوار جنبش کرنے لگی شیخ نے دیوار کو چلنے سے روکا اور کہا کہ تیرا چلانا مجھے منظور نہین ہے سید صاحب نے مرشد سے عذر خواہی کی اور پہر شیر پر سوار نہین ہوئے سید تاج الدین صاحب شیر سوار کی قبر نارنول　علاقہ پٹیالہ مین واقع ہے۔

حضرت محی الدین صاحب قدس سرہ

آپ سوداگر پیشہ حیدرآباد کے رہنے والے ہتے ہاتیونکی خرید و فروخت کیا کرتے راجہ آچی چند گوڑ اور راجہ رنپت سنگہ کے عہد مین ناندیڑ کے راستہ سے ہاتی لیکر قندہار آرہے ہتے جب سرحد قندہار کے پاس پہونچے تو ہاتی نے آپکو مار ڈالا آپ نہایت متقی نیک نفس پابند صوم و صلوات ہتے مشہور تو یہہ ہے کہ آپ راجہ کے فیلبان ہتے راجہ رمنہ کے پاس بغرض شکار ہاتی پر سوار آیا تہا راجہ ہاتی سے اتر کر شکار مین مصروف ہوا ہاتی مست تہا آپکو مار ڈالا لہذا اسی مقام پر قصبہ قندہار کے سرحد کے پاس دو پہاڑون کے درمیان سر راہ آپکو دفن کر کے پختہ قبر بنادیگئی ہے کہتے ہین کہ مست ہاتی ہی آپ کی قبر کے پاس آکر اسوقت مرگیا قبر کے پاس مٹی کا بڑا ٹیلہ ہے وہ ہاتی کی قبر ہے یہہ مقام عوام مین (محی الدین صاحب کی کہنڈی) کے نام سے مشہور ہے۔

سیاح جی باوا قدس سرہ

سلیمان ٹیکری کے عقب پہاڑ کے درے مین املی کے چند درخت ہین وہان ایک قبر ہے اور

اسپر پتھر کے چھوٹے چھوٹے دو تعویذ ہین وہ قبر سیاح جی باوا کے نام سے مشہور ہے اس پہاڑ کے اطراف کے زراعت پیشہ لوگ سالانہ غلہ حاصل کرنیکے بعد آپکی نیاز کیا کرتے ہین آپکو بعض لوگ کن پھٹے جوگی اسلئے کہتے ہین کہ آپ گیروے رنگ کا لباس پہنتے تھے اور دونون کانون مین بڑے سوراخ تھے۔

حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ

آپ خدارسیدہ مجذوب تھے ۱۲۰۹ھ مین سیاحی کرتے ہوئے قندہار پہونچے۔ اور قاضی محلہ کی مسجد مین اقامت اختیار کی آپ کا جسم کھلا رہتا تھا ایک تہہ بند سے ستر چھپائے رہتے کسی سے بات نہ کرتے اور نہ کچھہ مانگتے جب تک دوسرا شخص اپنے ہاتھہ کھانا نہ کھلائے اور پانی نہ پلائے آپ نہ کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے خواہ کتنے ہی دن گذر جائین زیادہ اشتہا کی ضرورت پر بلا امداد ہاتون کے صرف منھہ سے نہر کی گیلی مٹی کھالیا کرتے تھے پوچھنے پر بھی جواب نہ دیتے البتہ جذب کی حالت مین جو کچھہ بیان کرتے وہ بلا سلسلہ و بلا خطاب جو چاہتے فرماتے تمام دن بستی کی گلی کوچہ اور دور دور اطراف کے جنگلون مین گشت لگایا کرتے اور شب کو اسی مسجد مین لیٹے رہتے آپکو منکرات سے پرہیز نہ تھا اسلئے مصلیون نے آپکو مسجد سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے کسی کی نہ سنی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے آپ کے سچے حالات پر باطنی کشف سے واقفیت حاصل کرکے مسجد کے شمالی جانب کا ایک حصہ محتب صاحب متولی مسجد سے کہکے آپ کے لئے چھوڑ دادیا تھا چند ہی روز مین آپ کے تصرفات اور کرامات نے مشائخین اور عمائدین بستی کو اپنا معتقد بنا لیا ہنوز خصوصاً زنگریہ آپکے زیادہ معتقد تھے اور ہر وقت آپ کے خدمت مین حاضر رہا کرتے راجہ ہیر اسنگہ نے ازراہ اعتقاد بدرالدین موذن کو تین روپیہ تنخواہ ماہانہ پر آپکے خدمت کیلئے مقرر کیا تھا بدرالدین کے بعد فدا علیشاہ نے اس خدمت کو انجام دیا اور یہ ماہوار آپ کی زندگی تک خادمون کے نام جاری رہی آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز کر چکی تھی عارضہ بخار مین ایک مہینے تک علیل رہے ضعف زیادہ ہوگیا تھا مسجد مین اپنی قدیمی جاے پر لیٹے رہتے تھے ۷ شوال ۱۲۶۱ھ

کو آپ کا وصال ہوا ہتائی پورہ والے معتقدین جس محلہ کے قریب یہہ مسجد واقع ہے اور مصلیان مسجد نے آپ کے دفن کے لئے مسجد کے شمالی دیوار کے نیچے جائے تجویز کی مگر آپ کے معتقدین اہل ہنود اور دوسرے محلہ والوں نے وہ جائے ناپسند کی درگاہ محلہ کے چند اشخاص جنکو حضرت کے ساتھہ دلی محبت اور خالص اعتقاد تہا موقع پاکر بلا اطلاع مصلیان و اہل محلہ آپکی نعش کو درگاہ محلہ مین اوٹہا لیگئے اور باتفاق معتقدین اہل اسلام و اہل ہنود نے تالاب کے کنارہ پر تیلی گہاٹ کے پاس دفن کیا۔ نگر بزان قوم ہنود سالانہ عرس کیا کرتے ہین۔

(مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ واصل بحق ہوئے چونکہ آپکا مختصر ذکر ہے اسلئے پہلے لکہدیا گیا)

حضرت مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ

مولد و مدفن آپکا قندہار ہے آپکے والد ماجد مولانا محمد شمس الدین ابن مولانا محمد تاج الدین قصبہ بہوکر کے قاضی اور دہا تورہ کے جاگیردار ہتے چونکہ قصبہ قندہار علما و فضلا کا مخزن تہا اس لئے مولانا تاج الدین صاحب نے قندہار مین ایک عالیشان مکان محلہ ہتائی پورہ مین قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو تعمیر کرواکے اپنے کنبے کے ساتھہ قیام فرمایا تہا۔

ولادت | آپ پنجشنبہ کے دن صبح کی نماز کے بعد ۱۹ جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ مین پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ صالحہ و عابدہ تہین اور طریقۂ قادریہ مین بیعت ہی حاصل کرچکی تہین آپ کے تولد ہونیکے تہوڑی دیر قبل نماز صبح سے فارغ ہوکر تلاوت مین مشغول ہتین جب وہ تلاوت ختم کرچکین آپ تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد طریقہ رفاعیہ کے پیرو اور حضرت سرور مخدوم حاجی سیاح سید سعید الدین رفاعی کے زیادہ تر معتقد تہے۔ اور حضرت سرور مخدوم نے عالم رویا مین اونکو بشارت دی ہتی کہ تجہکو فرزند باکمال و صاحب باطن پیدا ہوگا۔ اسلئے آپکے والد نے آپ کا نام غلام رفاعی رکہا جسکا عرف رفیع الدین ہوا۔

سلسلہ نسب | محمد رفیع الدین - ابن محمد شمس الدین - ابن قاضی محمد تاج الدین - ابن قاضی عبد الملک
ابن قاضی محمد تاج الدین کلان - ابن قاضی کبیر - بن قاضی محمود بن قاضی کبیر بن قاضی محمود - بن
قاضی احمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن زین الدین - بن نور الدین - بن محمد شمس الدین
بن شریف جہان بن صدر جہان بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن بدر الدین بن محمد سلیمان
بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین فرخ شاہ
کابلی بن محمد اسحاق بن شیخ مسعود بن عبد اللہ واعظ اصغر بن عبد اللہ واعظ اکبر بن
ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن عبد اللہ رض بن حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

تعلیم وسیاحت | آپ قدرتی طور پر نہایت ذکی تھے اور طفلی سے ہی آثار بزرگی نمایاں تھے
آپ نے اپنی تعلیم کی کیفیت اور استادوں کے نام کتاب انوار القندہار میں صراحت سے
تحریر فرمادئے ہیں - یہاں صرف اسقدر لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ (۱۸) سال کی عمر تک
آپنے اپنے والد ماجد اور نیز علماء سے قندہار سے تعلیم پائی اور پھر اورنگ آباد کا قصد فرمایا
وہاں کچھ عرصہ تک رہکر مولانا قمر الدین صاحب سے علم عربی و فارسی میں استفادہ حاصل
کیا پھر شہر سورت کی سیر کی اور قاضی شیخ الاسلام خان سے علم عربی کی پوری تکمیل کرکے
مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور وہاں سے مدینہ منورہ میں بہت دنون تک رہکر زیارت اور حدیث
کی سند حاصل کی -

تحصیل علم باطنی | اورنگ آباد کے قیام کے وقت آپکو شاہ محمد عظیم الدین بلخی سے طریقہ
عالیہ نقشبندیہ میں نعمت حاصل ہوئی اسکے بعد حضرت قمر الدین اورنگ آبادی سے اوسی
طریقۂ علیہ نقشبندیہ میں آپ نے نعمت پائی اور ذکر و اشغال کے طریقے سیکھے - وہان
آپنے سیاحت اختیار کی اور مرشد کامل کی تلاش میں شہر ارکاٹ پہونچے

حصول خرقۂ خلافت | شہر ارکاٹ میں حضرت شیخ المشائخ وحید عصر حاجی رحمت اللہ -
نائب رسول اللہ قدس سرہ تشریف فرما تھے اور آپکے کشف و کمالات و کرامات
کی بہت کچھ شہرت تھی اور مخلوق کو آپکی ذات بابرکات سے فیض حاصل ہو رہا تھا -

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ایک سال تک شیخ کی خدمت مین حاضر رہکر علم سلوک مین مشغول رہے۔ اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ و قادریہ و رفاعیہ و چشتیہ و سہروردیہ و شطاریہ و مداریہ وغیرہ معہ اصول و فروعہ مین بیعت و مصافحہ حاصل کرکے اور تمامی اشغال و اعمال طریق موصوفہ مین پوری تلقین و توجہ پاکر خرقۂ خلافت و اجازت عامہ سے مستفیض ہوئیکے بعد با جازت مرشد حیدرآباد کی جانب واپس ہوئے۔

سلسلہ طریقہ قادریہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین قادری قدس سرہٗ۔

۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

۳۔ حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ

۴۔ حضرت شاہ علی رضا قدس سرہٗ

۵۔ حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ

۶۔ حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہٗ

۷۔ حضرت شیخ احمد القشاشی قدس سرہٗ

۸۔ حضرت شیخ محمد یوسف قدس سرہٗ

۹۔ حضرت امین الدین المرواحی قدس سرہٗ

۱۰۔ حضرت شیخ سراج الدین عمر قدس سرہٗ

۱۱۔ حضرت شیخ عبدالہادی الیمانی قدس سرہٗ

۱۲۔ حضرت شیخ جنید بن احمد الیمانی قدس سرہٗ

۱۳۔ حضرت احمد بن موسی المشرعی قدس سرہٗ

۱۴۔ حضرت ابی بکر بن اسلامی الیمنی قدس سرہٗ

۱۵۔ حضرت شیخ اسمعیل بن صدیق الجبرتی قدس سرہٗ

۱۶۔ حضرت شیخ مزجاجی الیمنی قدس سرہٗ

۱۷۔ حضرت شیخ اسمعیل ابن ابراہیم الزبیدی قدس سرہٗ۔

۱۸۔ حضرت شیخ سراج الدین الیمنی قدس سرہٗ

۱۹۔ حضرت شیخ فخر الدین احمد بن محمد الاسدی قدس سرہٗ

۲۰۔ حضرت شیخ فخر الدین بن ابی بکر بن نعیم قدس سرہٗ

۲۱۔ حضرت شیخ محمد بن احمد الاسدی قدس سرہٗ

۲۲۔ حضرت شیخ احمد بن عبداللہ الاسدی قدس سرہٗ

۲۳۔ حضرت عبداللہ بن یوسف الاسدی قدس سرہٗ

۲۴۔ حضرت عبداللہ بن علی الاسدی قدس سرہٗ

۲۵۔ حضرت غوث الثقلین قطب الدارین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت مشکل آسان کے تذکرہ سے معلوم ہو سکتا ہے)

سلسلہ طریقہ رفاعیہ

۱۔حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین صاحب رفاعی قدس سرہ۔
۲۔حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ
۳۔حضرت سید علوی بروم قدس سرہ
۴۔حضرت سید عبداللہ ابن احمد بروم قدس سرہ
۵۔حضرت سید محمد بن عبدالخضر قدس سرہ
۶۔حضرت عبدالخضر قدس سرہ
۷۔حضرت سید رجب الرفاعی قدس سرہ
۸۔حضرت سید شعبان قدس سرہ
۹۔حضرت سید صالح قدس سرہ
۱۰۔حضرت سید عبدالرحمن قدس سرہ
۱۱۔حضرت سید عبداللہ قدس سرہ
۱۲۔حضرت سید حسن قدس سرہ
۱۳۔حضرت سید حسین قدس سرہ
۱۴۔حضرت سید رجب قدس سرہ
۱۵۔حضرت سید محمد قدس سرہ
۱۶۔حضرت سید القطب سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت سرمخدوم کے ذکر مین درج ہے)

سلسلہ طریقہ چشتیہ

۱۔حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ رفیع الدین صاحب چشتی قدس سرہ۔
۲۔حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ
۳۔حضرت علوی بروم قدس سرہ
۴۔حضرت سید عبداللہ بروم قدس سرہ
۵۔حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہ
۶۔حضرت احمد القشاشی قدس سرہ
۷۔حضرت شاہ صبغۃ اللہ قدس سرہ
۸۔حضرت شیخ وجیہ الدین قدس سرہ
۹۔حضرت شیخ محمد غوث قدس سرہ
۱۰۔حضرت شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ
۱۱۔حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ
۱۲۔حضرت شیخ قاضی قدس سرہ
۱۳۔حضرت شیخ میران زاہد قدس سرہ
۱۴۔حضرت محمد بن عیسیٰ جیسن پوری قدس سرہ
۱۵۔حضرت شیخ فتح اللہ قدس سرہ
۱۶۔حضرت صدرالدین قدس سرہ
۱۷۔حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہ
۱۸۔حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ
۱۹۔حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ
۲۰۔حضرت شیخ مسعود بن سلیمان فاروقی قدس سرہ
۲۱۔حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی قدس سرہ۔
۲۲۔حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سجزی قدس سرہ

[1] مناقب شجاعیہ مین یہ نام لکھا ہے مگر دوسرے چشتیہ طریق کی شجرہ سے اسکی مطابقت نہین ہوتی ۱۲

۲۳- حضرت عثمان ہارونی قدس سرہ
۲۴- حضرت حاجی شریف زندانی قدس سرہ
۲۵- حضرت مودود چشتی قدس سرہ
۲۶- حضرت خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ
۲۷- حضرت ابی محمد چشتی قدس سرہ
۲۸- حضرت احمد چشتی قدس سرہ
۲۹- حضرت شیخ ابی اسحاق شامی قدس سرہ
۳۰- حضرت ممشاد دینوری قدس سرہ
۳۱- حضرت ابی اسحاق ہبیرۃ البصری قدس سرہ
۳۲- حضرت حذیفہ المرعشی قدس سرہ
۳۳- حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس سرہ
۳۴- حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ
۳۵- حضرت عبدالواحد بن زید قدس سرہ
۳۶- حضرت خواجہ حسن البصری قدس سرہ
۳۷- حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
۳۸- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ طریقہ نقشبندیہ

۱- حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین قدس سرہ۔
۲- حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ
۳- حضرت سید علوی بروم قدس سرہ
۴- حضرت سید اشرف مکی قدس سرہ
۵- حضرت سید عبداللہ بروم قدس سرہ
۶- حضرت شیخ محمد طاہر قدس سرہ
۷- حضرت سید عبداللہ حداد قدس سرہ
۸- حضرت شاہ محمد قدس سرہ
۹- حضرت سید محمد قدس سرہ
۱۰- حضرت شرف الدین مقبل قدس سرہ
۱۱- حضرت سید عبداللہ قدس سرہ
۱۲- حضرت آدم بنوری قدس سرہ
۱۳- حضرت سید الشیخ قدس سرہ
۱۴- حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ۔
۱۵- حضرت سید عبداللہ قدس سرہ
۱۶- حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
۱۷- حضرت سید جعفر قدس سرہ
۱۸- حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہ
۱۹- حضرت رفیع الدین احمد البخاری قدس سرہ۔
۲۰- حضرت خواجہ درویش قدس سرہ
۲۱- حضرت حمید الدین المرواحی قدس سرہ
۲۲- حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہ
۲۳- حضرت خواجہ قاضی الانوار قدس سرہ
۲۴- حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ
۲۵- حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ

۲۶ - حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ
۲۷ - حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہ
۲۸ - حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ
۲۹ - حضرت خواجہ علی رامتینی قدس سرہ
۳۰ - حضرت خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی قدس سرہ
۳۱ - حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہ
۳۲ - حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ
۳۳ - حضرت خواجہ یوسف الہمدانی قدس سرہ
۳۴ - حضرت ابوالعلی فارمدی قدس سرہ
۳۵ - حضرت ابی الحسن خرقانی قدس سرہ
۳۶ - حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ
۳۷ - حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ
۳۸ - حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۹ - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۰ - حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۴۱ - حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم -

حیدرآباد کا قیام ارکاٹ سے تشریف لانیکے بعد حیدرآباد مین آپنے قیام فرمایا حضرت کے کمالات کی بہت شہرت ہوئی اور آپکی ذات بابرکات سے طالبین نے بہت فیض پایا اکثر عمائدین شہر نے آپسے بیعت قبول کی - نواب امیر کبیر بہادر اور نواب رفعت الملک بہادر بھی بیعت سے امرا زمرہ مریدین مین شامل ہوئے - آپکے فیض کمالات نے ہزارہا مخلوق کو آپکے دیدار کا مشتاق بنا دیا - خاص وعام کے اژدہام اور مریدین کے ہجوم سے متنفر ہوکر قصبہ شمس آباد[1] مین چندے قیام فرمایا - نواب امیر کبیر بہادر نے قلعہ شمس آباد کو بطور جاگیر نذر کرکے اسکی سند ملاحظہ مین پیش کی آپنے جاگیر لینے سے انکار کیا - اور سند چاک کرکے پھینکدی -

مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کا سفر پھر آپ نے مکہ معظمہ کا ارادہ فرمایا اور بعد الفراغ حج مدینہ منورہ کی زیارت اور اس ملک کی سیاحت مین تین سال گذار دئے - مختلف علوم مین آپکی تصنیفات بھی موجود ہین -

تصانیف مرآۃ المکی جو مکہ معظمہ کے حالت قیام مین لکھی ہے اور اسکی تمہید مین اس سفر کے

[1] یہ وہی شمس آباد ہے جہان حضرت خواجہ احمد صاحب جنیدی مرحوم کا مزار ہے ۱۲

حصول استفادہ کا ذکر کیا ہے آپکی ایک مستقل تصنیف موجود ہے۔ یہہ کتاب علم حقایق و سلوک مین نہایت جامع اور مستند و مفید ہے اسکی دو جلدین ہین جو بڑی شراہ اور چہوٹی شراہ کے نام سے مشہور ہین۔

دوسری انوار القندھار جو حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ او حضرت مشکل آسان قدس سرہما کے مختصر حالات اور دوسرے بزرگان دین جو قندھار مین گذرے ہین ادن کے بعض حالات جو اپنے کشف بقور کے ذریعہ سے معلوم کئے ادنکے مختصر تذکرون کا مجموعہ ہے سوا اسکے قادریہ نقشبندیہ چشتیہ۔ رفاعیہ وغیرہ طریقون مین آپنے جو اپنے معلومات اور اسکے اصول کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ متعدد چہوٹی چہوٹی رسالون مین موجود ہے۔

مذاق شاعری | آپ علم عروض سے پورے واقف تھے اور شاعری مین مشق حاصل تہی فارسی اشعار کہا کرتے اور محمد قدرت اللہ صاحب بلیغ سے تلمذ تہا آپکے شعر نہایت بامذاق ہوتے جب آپکو مرشد سے نعمت ملی اور خیالات وسیع ہوگئے تو آپنے اپنے قدیم اشعار کو تلف کردیا آپکے اشعار جو مشہور ہین وہ لکہدئے جاتے ہین آپکا تخلص نقی تہا۔

سپندوار زسوز تو نالہ ہا کردم	سخن تمام شد و آخرین سخن باقیست
ز روئے لطف بکس بوسہ دادہ شاید	کہ ہمچو شبنم گل نقش بردہن باقیست

وطن کی واپسی | مکہ معظمہ کے سفر سے تین سال کی سیاحت کے بعد جب آپ حیدرآباد پہونچے۔ آپ کے فضل و کمال و زہد و تقوے نے اس قدر لوگون کو مسخر کرلیا اور معتقدین کا یہان تک ہجوم ہوا کہ کسی اہل ارادت کا آپ تک پہونچکر دست بوسی کرنا دشوار تہا۔ نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر دیوان دکن نے آپکو بلوایا تہا آپنے ملنے سے انکار فرمایا۔ اسلئے نواب موصوف کے دل مین آپکی جانب سے کدورت پیدا ہوگئی جب اسقدر آدمیون کا ہجوم ہوا اور آپ کے معتقدین کا اژدہام ہوا کہ آدمیون کی روک ٹوک اور اسکا انتظام دشوار ہوگیا تو اعظم الامرا ارسطو جاہ نے بندگانعالی نواب

سکندر جاہ بہادر کو سمجھا دیا کہ شاہ صاحب کا حیدرآباد میں ٹھہرنا خلاف اصول انتظام ہے اور
بلوۂ عظیم ہونیکا خوف ہے۔ اسپر شاہ صاحب کو بلدہ سے چلے جانیکے لئے حکم دیا گیا
اسوقت شاہ صاحب ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر مکہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے مریدین کا
اسقدر ہجوم تھا کہ آپ تک کوئی پہونچ نہیں سکتا تھا۔ ایک بڑے شملہ کو ایک جانب
سے آپ پکڑے ہوئے تھے اور صدہا ارادتمند اس شملہ کو چھو لیکر زمرۂ مریدین
مین شامل ہونیکا فخر حاصل کررہے تھے جب آپکو حکم پہونچا۔ آپ نے جا نماز کاندھے پر
ڈالی اور چلدیے۔ ہزارہا خلق آپکے ساتھ ہوگئی۔ جب پرانے پل کے دروازہ
سے آپ باہر ہوئے بخوف بلوۂ عظیم احتیاطاً دروازہ بند کردیا گیا۔ اور سرکاری پیادے
ساتھ ہوجانیوالی مخلوق کو روکا تاہم بہت سے لوگ فصیل کو پھاند کے ساتھ ہوگئے۔
حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہٗ کی درگاہ تک ارادتمند و معتقدین کی بھیڑ
رہی وہان آپ ٹھہرے اور کچھ دنون بعد اپنے وطن قندھار کو پہونچے۔
مولف گلزار آصفی نے لکھا ہے کہ آپ نے وطن کی واپسی کے بعد تھوڑے زمانہ
مین اعظم الامرا ارسطوجاہ بہت سے ارمان دل مین لئے ہوئے دنیا سے سدھارے
آپکا ذکر تاریخ گلزار آصفی اور تاریخ تزک آصفیہ مین لکھا ہے۔ اور مولانا محمد یمین الدین خلف
حضرت نے سوانح الربیع مین اور مولوی محمد امیر اللہ صاحب نے مناقب شہابیہ مین
آپکا مفصل حال اور کشف و کرامات کا ذکر عمدہ پیرایہ مین بیان کیا ہے۔

حضرت کی وفات آپ کا مزاج بخار اور ضعف سے بہت ناتوان ہوگیا تھا باوجود اس کے آپ
ریاضت کے عادی تھے ذکر و اشغال مین بدستور مصروف رہتے۔ نقل ہے کہ آپکی وفات کے
کئی روز پہلے حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب نے آپکے دولتخانہ کی دیوار کو
توڑانیکی کوشش کی اور اس کوشش مین اپنا بہت وقت صرف کیا ہرچند لوگ مانع
ہوئے مگر مجذوب صاحب نے کسیکی نمانی اور اپنے شغل مین مصروف رہے۔ جب یہ
خبر حضرت مولانا شاہ صاحب کو پہونچائی گئی تو آپ نے تبسم کیا۔ اور مجذوب صاحب
کہلا بھیجا کہ ہان مجھے معلوم ہے اسکا انتظام ہوجائیگا آپکے تکلیف فرمانیکی ضرورت نہیں

یہ سن کے مجذوب صاحب چلدئے۔ جب لوگون نے حضرت مولانا شاہصاحب سے باصرار مجذوب صاحب کی حرکت کا باعث دریافت فرمایا تو آپ نے کہا کہ بہت تہوڑے عرصہ مین اس مکان کی حیثیت بدل جائیگی اور یہان مقبرہ تیار ہوجائیگا۔ آپ کو باطنی کشف سے پیش آنیوالے وقت کی خبر ہوچکی ہتی۔ جب ماہ رجب کا چاند آسمان پر نمودار ہوا۔ آپنے شیرنی منگواکے فاتحہ پڑہی اور سب احباب و مریدین و معتقدین کو تقسیم فرمائی اور روزانہ غربا و مساکین کو کہانا کہلانے اور محتاجون کو نقد اور کپڑے دینے کا انتظام فرمایا۔ اب آپکا مزاج روز بروز مضمحل ہوتا چلا نقاہت بڑہتی چلی ریاضت اور ذکر و اشغال و شب بیداری مین ترقی ہوگئی جو لوگ عیادت کے لئے آتے تہے آپ نہایت استقلال سے وعظ فرماتے اور نیک ہدایتونکی ترغیب دیتے رجب کی پندرہوین تاریخ کو آپ بہت بیچین رہے اور سب احباب و اقربا اور مریدین و معتقدین کو آپنے پاس بٹہلایا دینی معاملات مین ہر ایک کو نیک ہدایتین کرتے رہے اس کے بعد آپ کے نورانی چہرہ پر بشارت کے آثار نمایان ہوئے اور نہایت شوق و ذوق مین آپ فرمانے لگے کہ حضرت حاجی سیاح سید سعیدالدین سرور مخدوم کا صندل کب ہے حاضرین نے عرض کیا کہ کل ہے۔ جس جس طرح وقت تجاوز کرتا جاتا تہا آپکی صورت پر رونق اور جسم مین طاقت پائی جاتی تہی اور یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کسیکے ملنے کے لئے آپ منتظر ہین۔ فرط بیقراری سے آپ جذبۂ شوق مین مستغرق ہوگئے اور ۱۶ ماہ رجب کو ۱۲۰۱ھ؁ مین حضرت سرور مخدوم کے صندل کے روز آپ کا وصال ہوا آپکی عمر شریف ۷۰ سال کی تہی۔

دفن اور تیاری گنبد

جسوقت آپکا انتقال ہوا حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے عرس کا سالانہ میلا تہا۔ دور دراز کے مقامات کے لوگ بہت جمع تہے عوام کا ہجوم مریدین اور معتقدین کی اس قدر کثرت ہتی کہ آپ کے جنازہ تک پہونچنا دشوار تہا جب آپکو غسل دیا گیا اور لباس پہنایا گیا اور نماز پڑہی گئی پہولونکی چادر ڈالتے وقت آدمیونکا اسقدر ہجوم ہوا کہ چپقلش اور کشمکش سے دم گہٹنے لگے۔ راجہ گلاب سنگ کی عملداری تہی راجہ معہ اسٹاف اپنے سپاہیون کے ساتہہ اسوقت موجود تہا اس سے

سلہ کتاب مناقب شجاعیہ اور بعض بیاضون مین ۱۵ رجب لکہا ہے۔

جسقدر ممکن ہوا اس ہنگامہ کے فرو کرنیکا انتظام کیا۔ آپکے ذاتی مکان کے صحن مین جسمین آپکی بڑی
بی بی النور بی بی صاحبہ رہتی تھین آپ دفن کئے گئے اور وہ مکان توڑ دیا گیا آپکے انتقال
کے بعد نواب امیر کبیر شمس الامرا محمد قمر الدین خان بہادر نے آپکے گنبد کی تیاری کے لئے
تیس[1] ہزار روپیہ منظور فرمایا اور حسن خان لاہوری اور عمر خان لاہوری کے اہتمام سے گنبد
تیار ہوا آپکی اولاد کی تنخواہ اور سالانہ اخراجات عرش منزلت بارگاہ سے ملتے ہین۔

اولاد کا ذکر آپکی تین بی بیان تھین پہلی بی بی حضرت النور[2] بی بی صاحبہ بنت عنایات الدین[3] صاحب
قاضی نرسی آپسے چار بیٹیان ہوئین۔ انکی اولاد موجود ہے دوسری بی بی حضرت قادر بی بی صاحبہ
جو قصبہ اورنگیر کے خاندان قضاءت سے تھین آپکے چار فرزند تھے۔ تیسری بی بی حضرت پیاری صاحبہ
انکو ایک فرزند اور ایک دختر ہوئی۔

حضرت شاہ نجم الدین صاحب قدس سرہٗ آپ سب سے بڑے فرزند عالم و فاضل تھے علم ظاہر و باطن پر آپ
پورے حاوی تھے آپکے دو شادیان ہوئی تھین مگر کوئی اولاد نہین
ہوئی۔ عین عالم جوانی مین اپنے والد بزرگوار کے روبرو سنہ ۱۲۳۲ھ مین انتقال فرمایا۔
آپکا مزار قاضی محلہ کی مسجد کے صحن مین ہے۔

حضرت شاہ زین العابدین صاحب قدس سرہٗ آپ مولانا شاہ صاحب کے دوسرے فرزند
نہایت نیک نفس خدا ترس فقیر منش متبع شریعت تھے آپنے خرقہ خلافت اپنے والد بزرگوار سے
حاصل کیا آپ بلدہ حیدرآباد مین تشریف رکھتے تھے سنہ ۱۲۷۱ھ مین ۱۲ شعبان کو
حیدرآباد ہی مین وفات پائی۔ آپکا مزار حضرت مولانا مولوی شجاع الدین صاحب کے گنبد کے
روبرو شرقی جانب مولوی یار محمد صاحب کی جالی کی قبر کے چبوترہ پر ہے آپکے تین
فرزند اور ایک دختر تھین ۱ بڑے فرزند شاہ محمد تاج الدین صاحب - دوسرے[1] فرزند شاہ

---

[1] مولف صاحب مناقب شجاعیہ نے صفحہ (۱۳۱) مین بضمن تذکرہ تیاری گنبد حضرت مولوی شجاع الدین صاحب قدس سرہٗ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا گنبد پچاس ہزار روپیہ کی لاگت مین تیار ہونے کا ذکر کیا ہے

[2] النور بی صاحبہ کا مزار قاضی محلہ کی مسجد مین حضرت نجم الدین کی قبر کے پائین مین ہے۔

[3] مولانا عنایات الدین صاحب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے حقیقی چچا تھے۔

محمد ولی اللہ صاحب دونوں نے لاولد انتقال کیا تیسری فرزند مولوی شاہ غلام انبیا صاحب
ہین آپکی دو دختر ہین بڑی دختر میرے حقیقی بڑے بھائی مولوی محمد امین الدین صاحب ابن
مولوی محمد سالار صاحب عنبر ابن مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت برادر مخاطب قندہاری سے
منسوب ہوئی اور چہوٹی دختر محمد حمید الدین صدیقی ابن مولوی محمد معین الدین صاحب عرف راحت میان
برادر قاضی راجورہ ورورال سے منسوب ہے ۔

حضرت قیام الحق والدین مولانا قایم شاہ صاحب قدس سرہٗ

آپ تیسرے فرزند ہین آپنے خرقہ خلافت اور نعمت باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل فرمائی تھی ۔ ہمیشہ بلدہ حیدرآباد
مین قیام فرمارہے اور بہت شہرت حاصل کی آپکے مرید اور معتقد کثرت سے تھے ۔
تین مواضع چیلکالون پانگری ۔ ڈھینہ ۔ سرکار سے آپکو جاگیرات مین ملے تھے ۔ اور یومیہ
بھی پاتے تھے ۔ آپکی والدہ حضرت قادر بی بی صاحبہ آپکے پاس تشریف رکھتی تہین ۔ اور
بہت سے عالی خاندان بیگمات آپکے معتقد تہین پیرانی بی بی سے آپ ملقب تھین اور آپکے
نام پر یومیہ بھی سرکار سے مقرر تھا جب آپکا انتقال ہوا تو نواب امیر کبیر نے یاقوت پورہ کے
دروازہ کے باہر ایک باغ عنایت فرمایا اس مین آپکا مقبرہ ہے جب ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹
مین حضرت قایم شاہ صاحب کا وصال ہوا تو اپنی والدہ کے بازو مین دفن کئے گئے ۔ اور
پائگاہ امیر کبیر بہادر (علاوہ) چالیس روپیہ ماہانہ آپکے مزار مبارک کے اخراجات روشنی
اور عود وگل کے لئے مقرر ہین آپکے تین بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین ۔

(۱) فرزند اکبر حضرت شاہ محمد شمس الدین صاحب آپنے لاولد انتقال فرمایا ۔
(۲) دوسرے فرزند حضرت شاہ رفیع الدین صاحب ثانی ہتے آپکی دو بیبیان تہین

سلہ مولوی معین الدین صاحب کو پانچ فرزند ہوئے (۱) مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلیٰ آپ
ناظر بیت دیوانی سرکار رہے اب وظیفہ پاتے ہین نہایت عالم وفاضل اور مشہور شاعر ہین (۲) مولوی غلام محی الدین
صاحب انکا انتقال ہوگیا (۳) مولوی محمد ظہیر الدین صاحب نہایت خلیق اور نیک نفس تھے اور خدمت مہتمم
طیفہ نجات صوبہ نلگنڈہ پر مامور رہتے وہ کچھ وقت بمقام سدی پیٹھ فالج کے صدمہ سے آپکا انتقال ہوا انکا
مین فرزند ہے (۴) مولوی محمد سعد الدین صاحب (۵) مولوی محمد حمید الدین صاحب داماد شاہ غلام انبیا صاحب

پہلی بی بی سے ایک فرزند اور تین بیٹیاں ہوئیں ایک بڑے فرزند حاجی شاہ بہاء الدین صاحب المعروف اللہ والے شاہ صاحب جاگیردار پیپلگانون اور یومیہ دار ہیں اور دوسری بی بی حیدرآباد سے شاہ سعید الدین صاحب المعروف من اللہ صاحب ہیں۔

۳ تیسرے فرزند حضرت شاہ عبد اللہ صاحب ہتے آپکے دو فرزند اور دو بیٹیاں ہیں۔
۱۔ بڑے فرزند شاہ غلام دستگیر صاحب المعروف (صاحب حضرت صاحب) جاگیردار ٹہینہ ہین اور چہوٹے فرزند شاہ امیر الحسینی صاحب جاگیردار پانگری ہین۔ شاہ عبد اللہ صاحب نے غرہ ربیع الاول کو ۱۳۰۲ھ مین انتقال کیا۔

۴ حضرت قایم شاہ صاحب کی دو صاحبزادیاں تہین بڑی بیٹی جو شاہ محمد تاج الدین صاحب سے منسوب تہین انکو کوئی اولاد نہین ہوئی۔ چہوٹی بیٹی جنکی شادی محمد ہدایت علی صاحب سے ہوئی ہتی ان کے فرزند محمد حفیظ الدین صاحب[1] جو اپنے نانا قایم شاہ صاحب کے مکان مین ہتے ہین اور انکا تعلق علاقہ پائگاہ نواب سر آسمانجاہ بہادر سے ہے مولانا قایم شاہ صاحب کا سالانہ عرس شاہ بہاء الدین صاحب اللہ والے بہت تکلف سے کرتے ہین۔

حضرت شاہ علیم الدین صاحب قدس سرہ	آپ چوتھے فرزند ہین جو اپنے والد بزرگوار کے ہم شبیہ ہتے جسوقت آپکے والد کا وصال ہوا آپکی عمر (۹) نو سال کی

ہتی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے ہتے جب حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی جو حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلفا مین سے ہتے حیدرآباد تشریف فرما ہوے تو چشتیہ طریقہ

---

[1] مولانا شاہ رفیع الدین کا سالانہ معمولی عرس جو پائگاہ کی اخراجات سے ہوتا ہے وہ بدستور جاری ہے اسکے علاوہ حاجی شاہ بہاء الدین صاحب نے چند سال سے مولانا ممدوح کے عرس مین ترقی دی ہے روشنی پر تکلف کیجاتی ہے حیدرآباد سے قوال آتے ہین مجلس سماع چشتیہ طریق پر بہت ہی شد و مد سے ہوتی ہے عائدین شہر اور عام لوگون کو کہانا اچہا کہلایا جاتا ہے اور مسند سجادگی بہی قایم کی ہے بہرحال ان کی توجہ سے عرس کے تکلف مین سال بسال ترقی ہو رہی ہے۔

[2] شاہ علیم الدین صاحب کے چہوٹے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب کہتے ہین کہ مولانا کی وفات کے وقت شاہ علیم الدین صاحب کی عمر (۱۱) سال کی ہتی اور انکو خلافت و اجازت انکے والد شاہ رفیع الدین صاحب سے ملی ہے۔

آپ نے اُن سے خلافت حاصل کی اور نعمت پائی - آپ بلدۂ حیدرآباد مین قیام پذیر تھے اکثر ماہ رجب مین اپنے والد بزرگوار کے عرس کے لئے قندہار تشریف فرما ہوتے تھے نہایت مقدس بزرگ تھے بتاریخ ۲۰ ذیحجہ ۱۳۱۶ھ حیدرآباد مین آپکا انتقال ہوا - آپ کی دو بیبیان تھین پہلی بی بی سے چار بیٹیان ہوئین اور دوسری بی بی سے دو فرزند ہوئے -

۱ - بڑے فرزند شاہ غلام جیلانی صاحب بہت ہی نیک نفس حلیم الطبع تھے - والد کے روبرو اُنکا انتقال ہو گیا اُنکی یادگار ایک دختر ہے -

۲ - دوسرے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب ہین - ہر مہینے کے ۲۰ تاریخ کو مجلس سماع چشتیہ طریق پر مقرر کر رکھی ہے اور سالانہ اپنے والد کا عرس بھی کیا کرتے ہین -

حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب قدس سرہ

آپ پانچوین فرزند ہین تیسری بی بی سے آپ اور آپکی ہمشیر تھین والد کے انتقال کے وقت آپکی عمر سات سال کی تھی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے تھے لیکن خلافت و اجازت اپنے بھائی شاہ زین العابدین صاحب سے حاصل کی ہے اور سرمایہ علم و کمال کے سبب سے عمدہ لیاقت اور نیک نفسی مین شہرت حاصل کی آپ بسمت نگر مین رہا کرتے تھے ۲۰ شعبان ۱۳۱۸ھ مین وہین آپکا انتقال ہوا آپکے تین فرزند اور تین بیٹیان ہین -

۱ - بڑے فرزند شاہ شرف الدین المعروف مشایخ صاحب ۲ - دوسرے فرزند شاہ محی اصفیا صاحب ۳ تیسرے فرزند شاہ فصیح الدین صاحب ہین -

خلفاء کے نام

آپ کے خلفاؤن کے نام جو ہم کو متفرق بیاضون سے معلوم ہوسکے ہین وہ بیان کر دئے جاتے ہین ۱ - بڑے صاحبزادے مولانا شاہ زین العابدین صاحب ۲ - چھوٹے صاحبزادے مولانا قیام الحق والدین قایم شاہ صاحب ۳ - حضرت عبداللہ مکی آپ مدینہ منورہ مین تھے ۴ - مولانا مولوی میر شجاع الدین صاحب قدس سرہ جنکا عالیشان گنبد حیدرآباد مین میر جملہ کے تالاب کے شرقی جانب ہے ۵ مولانا شیخ مدار صاحب اولاد امام فخر الدین رازی ۶ میر ادریس صاحب ۷ سید شرف الدین صاحب ساکن نانڈیڑ ۸ - مولانا غلام جیلانی صاحب ابن غلام محی الدین صاحب ۹ نواب محمد فخر الدین خانصاحب

۱۰- مولوی بخاری صاحب ۱۱ حافظ عبد الکریم صاحب ۱۲ سید کبیر صاحب ۱۳ مولوی شہاب الدین صاحب ۱۴ حافظ مولوی محمد شجاع الدین صاحب جو آپ کے خاص نواسے تھے ۱۵ جلال شاہ کرنولی ۱۶ مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت

مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت

اگرچہ مولوی امین الدین صاحب کے قابل اظہار حالات یہ حیثیت رکھتے ہین کہ علیحدہ ایک مستقل کتاب مین جمع ہون - مگر مین نے باین خیال کوتاہ دستی سے اس موقع پر کام لیکر ان کے تفصیلی حالات کے بتلانے مین بخل کیا کہ یہ میرے حقیقی دادا تھے شاید عام خیالات اس وضاحت کے نسبت افراط و مبالغہ کا گمان کرین - گو اس کا مجھے حق بھی نہین تھا مگر چونکہ یہ پیدا ہوئیں قندہار رہے ہین سبھون کے برابر انکا تذکرہ بھی تسلسل کے لحاظ سے ایک امر لازمی سمجھا گیا - لہذا مین نے ان حالات کا ایک رخی پہلو اختیار کیا جو ظاہری صورتون مین پیش آتے رہے باقی دوسرے ابواب سے بالکل احتراز کیا گیا ہے -

آپکا نام محمد امین الدین اور کثرت تخلص ہے اور والد کا نام محمد فاضل المتخلص گلشن تھا جو قصبہ قندہار کے محتسب تھے جیسا کہ اخیر مین شجرہ نسب بتلا دیا گیا ہے - آپ بمقام قندہار سنہ ۱۲۳۰ھ مین پیدا ہوئے (پر شرافت) مادہ تاریخ پیدایش ہے سن رشد تک اپنے والد ماجد کے زیر تربیت تعلیم پائی - بعد انتقال والد کے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے استادی کے لئے منتخب کیا اور مولوی قاضی امان اللہ صاحب المتخلص بہ قدرت و مولوی محمد شمس الدین صاحب و شاہ عبد اللہ صاحب سے بھی مستفید ہوئے - چنانچہ وہ خود اپنی ایک تصنیف فوائد کثرت کے دیباچہ مین تحریر فرماتے ہین کہ از آغاز صبح یوم التمیز تا حال کہ سنہ ثانیہ است از قرن ثانی از والد ماجد خود خصوص از بعضے اساتذہ ملایک تلامذہ مثل بہار گلشن معرفت عندلیب بوستان طریقت شیر بیشۂ القا و ببر نیستان اہتدا مربع نشین ارایک فضیلت و متکا دہ چار بالش افادت وا فاضت

خورشید آسمان سرزایر ربانی شہباز اوج فیوضات سبحانی شمع جمیع ارباب حق و یقین
حضرت مولوی رفیع الدین مد اللہ ظلال جلال کمالہ علی مفارق الطالبین ۔ وہمچو طیر از
آشیان شعار سخندانی و محک ممتحن عیار نکتہ دانی نکتہ تاز عرصہ دقیقہ رسی و دُر بینی شہسوار
مضمار معانی از آفرینی سخن پنج فضیلت دستگاہ قاضی امان اللہ چون نور حدیقہ ایزد
متعال و نونہ صدقہ کمال سرسبز بوستان ملت و دین مولوی شمس الدین در رواج چار چمن
درایج شریعت نو آدب باشد حقیقت و طریقت سخن پناہ دانش انتباہ شاہ عبد اللہ
تکمیل مراتب علیہ فراغی بہم رسانیدہ"

اور انہین بزرگوار دن سے تلمذ مین آپنے مختلف علوم کا اکتساب کیا تحصیل علوم
کے آغاز مین جو غالباً سنہ ۱۲۱۲ کا دور تہا آپنے بلدہ کا سفر کیا اور وہین بعض احباب کی
فرمایش پر اٹھارہ سال کی سن مین آپ نے کتاب فوائد کثرت لکہی جو اسی سنہ ۱۲۲۱ کا
مادہ تاریخ ہے ۔ چند روز کے بعد آپ اپنے مقاصد مین کامیاب ہوکر قندہار واپس
ہوئے ۔ آپکے فضل و کمال کی شہرت سے دور دور تک رسائی کی ۔ نواب امیر نواز جنگ
بہادر نے آپکے روحانی اوصاف کے معتقد ہوکر ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور ناندیڑ تک
بلواکر اپنے حسن عقیدت سے آپکے نام پر یومیہ مقرر فرمایا ۔ پھر آپ نواب صاحب کے ساتہ
حیدرآباد آکر چند روز قیام کے بعد دکن واپس تشریف لیگئے ۔

آپکو اپنے استاد مولانا شاہ رفیع الدین صاحب سے بیعت حاصل تہی اور انہین سے
آپ نے اکتساب فیض فرمایا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد امین الدین صاحب کے
مصاحبتہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کو ان کے حسن باطن کے لحاظ سے ابتدا ہی سے
ایک خاص خلوص تہا بعض رقعون کے دیکہنے سے جو انشائے جمع الجواہر مین مرقوم
ہین ثابت ہے کہ یہ بیعت خاص مولانا صاحب ممدوح کے تحریک پر ہوئی ہے چنانچہ
اسکے ثبوت مین ایک رقعہ کا اخیر مضمون جو منتخب کیا گیا ہے درج ذیل ہے گو یہ رقعہ
دلچسپ اور نہایت دل پذیر مضمون مین ہے مگر طوالت کے لحاظ سے بتمامہا ہم نقل
نہین کر سکتے ۔ ہو ہذا ۔

درین حالت عنایت نامہ نامی مشعر تہنیت گرامی بصحابت برہان اللہ خان بہادر ریدی
ورود افگندہ معزز گردانید گہر ریز شدہ بود کہ اگر با نوار چراغ بیعت و فیضان باطنی منور
شوند بہتر کہ ایشان را دربرادری غنیمت میدانم - یقین است کہ این بے نسبت پیشتر
داخل جنس حیوان بود چون مخاطب بخطاب غنیمت بودن گردید داخل جنس حیوان ناطق
گشت امید آنست کہ چون در تقبیل آستانہ فیض نشانہ اعزاز یافتہ امتیازے یابد البتہ
مجہول تصوری و تصدیقی قدمبوسی از حصول معلومات و معلولات تصوری تصدیقی
بردجہہ صواب حاصل خواہد کرد آنچہ ارشاد شدہ بود کہ ہرچہ بفقیر رسیدہ قصور نخواہد
کرد آری نسبت قطرہ از دریا است اما قطرہ وادریا نخواہند گفت بلکہ قطرہ رشحۂ آن دریاست رجا
آنست کہ بتوجہات والا نسبت قطرگی علی الدوام بہ نسبت دریا پیوندد و در حلقہ
حلقہ بگوشان سحری وچشم بندان زمرۂ باطنی کہ مشرقستان تجلیات گوناگون و
شوارق پذیران فیوضات بو قلمو نسبت بکشش خورشید توجہ معنوی در آرند زیادہ ظلکم ممدود
اور جب شاہ رفیع الدین صاحب نے آپکو مجموعی ادصاف سے متصف پایا اور آپ میں
ہرطرح کی قابلیت دیکھی تو چارون طریقہ مین تمغہ خلافت سے سرفراز فرمایا -
آپکی متعدد تصنیفین موجود ہین مگر وہ چھپ نسکین گو یہی کتابین آپ کے حلقہ تدریس مین
رہتی تھین اور صدہا شاگردون نے انہین کتابون سے فیض پایا -

قانون کثرت اس مین فارسی عربی متداولہ لغات کے معنی اور مصادر اردو
زبان مین بتلائے گئے ہین جو مبتدیون کے لئے نہایت مفید ہین -

دیوان کثرت عروض مین آپکو وہ پایۂ کمال حاصل تہا کہ آپ ایک بہت بڑے
مستند شاعر مانے گئے اس فن مین اس سے بڑہکر اورکیا شہرت عام کی دلیل ہوسکتی ہے
کہ عوام الناس کی زبانون نے آپکے کثرت تخلص کو کل خاندان ہی سے متعلق کیا
یہہ دیوان اشعار اور غزلیات کا بیش بہا ذخیرہ اور آپ کے بلاغت و فصاحت کا
ایک نمونہ ہے چند اشعار اخیر مین نمونتاً نقل کئے گئے ہین -

جمع الجواہر رقعات کثرت یہہ ایک رقعون کا مجموعہ ہے جو متعلقین اور

عزیز و اقارب کے نام لکھے گئے ہین ۔

شرح گلستان ۔ گلستان کی شرح ہے اپنے فرزند مولوی محمد سالار غفور کے لئے عام فہم مضمون مین نہایت توضیح سے لکھی ہے ۔

کثرت نامہ منظوم سکندر نامہ کے بحر مین لکھا گیا ہے جسمین مختلف حکایتین اور قندہار کے راجاؤن کا بھی حال ہے ۔

سوانح الرفیع حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے حالات اور انکی ملفوظات کا ایک مختصر مجموعہ ہے ۔

فواید سالار یہہ بھی منظوم ہے اور عمدہ عمدہ حکایات درج ہین جسکو اپنے فرزند محمد سالار صاحب کے نام سے موسوم کیا ہے ۔

فواید کثرت لغات فارسی عربی و ہندی وغیرہ کی بطور نصاب کے نظم مین ایک ضخیم کتاب ہے آپنے اپنی زندگی کے (۹۷) مرحلے طے کرکے ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۲ھ کو سفر آخرت اختیار فرمایا یہہ عین اوس شہر آشوبی کا وقت تھا جو ہنمنت سنگ نے روہیلون کے ساتھہ قلعہ قندہار پر چڑھائی کی تھی جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین آپکے انتقال کی خبر بہت جلد تمام شہر مین پھیل گئی اور سارا قندہار امنڈ آیا ۔ چونکہ روہیلے آپکے زیادہ تر معتقد تھے سبھون نے ملکر اپنے ہاتھہ سے تجہیز و تکفین کو انجام دیا اور قاضی محلکی مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے ۔ آپکی انتقال کی تاریخ آپکے فرزند مولوی محمد سالار صاحب غیور نے نہایت سوز و گداز سے لکھی ہے ۔

جامع علم و حلم امین الدین	چون برفت آن جناب از دنیا
از سر و پائے درو شد تاریخ	وا ے رفت آفتاب از دنیا

۱۲۶۲ھ

شجرہ نسب

حضرت کثرت شیخ فاروقی ہین ۳۰ واسطون کے بعد آپکا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ۔ قاضیان خاندان فاروقیہ کے پاس علی التسلسل جو شجرہ

نبی چلا آتا ہے وہ ہمارے خاندان مین بہی موجود ہے اس شجرہ کی تصحیح مولوی حاجی محمد بہاؤ الدین
محتسب کے کاغذات سے کرلیگئی مولانا مولوی رفیع الدین صاحب قدس سرہ کے۔
خاندان مین قاضی محمود تک یہی سلسلہ ہے اور محمد انوار اللہ خان بہادر اور قاضی محمد
امیر اللہ صاحب کے شجرۂ نسب مین یہی نام درج ہین البتہ جو شجرہ نسب حضرت شیخ فرید الدین
گنج شکر کا حضرت حمیم شاہ صاحب کے پاس دیکہا گیا جسکا ذکر ہم نے حضرت سرور مخدوم
قدس سرہ کے مادری نسب نامہ مین کیا ہے کسقدر ناموں کا اختلاف ہے قاضی عظیم الدین صاحب
قاضی دہارور نے ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ سنہ مین شہر سورت واحمدنگر اور برہان پور کی سیاحت
کی ہے اور قاضیان خاندان فاروقیہ کا حال لکہا ہے اس کتاب کے بوسیدہ اور
پرانے اوراق اخوی حاجی محمد بہاؤ الدین صاحب کے کاغذات مین ملے گو کمل کتاب نہین ہے
تاہم اس سے قاضیان خاندان فاروقیہ کی کچہ کچہ کیفیت معلوم ہوئی ناموں کے سلسلہ
مین بعض صاحبون کی کیفیت بہی نوٹ کردیگئی ہے اور ان پرانے کاغذات کے تلف
ہونے سے اس کیفیت کے مفقود ہونے کا بہی اندیشہ ہے اسلئے مین اپنے
دو نون برخوردارون محمد عبد الرحیم طول عمرہ اور محمد عبد العظیم طول عمرہ کے معلوم کرنے کی غرض سے
بعض نامون کے ساتہہ قدیم نوٹ بہی درج کردیتا ہون یہہ بہی فائدہ سے خالی نہین ہے
کہ اس کیفیت سے خاندان قاضیان و محتسبی وخطابت قندہار بہی واقف ہوجائینگے

(۱) حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ بہت بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان
صحابی گذرے ہین آپکا با رعب اور شاندار نام دنیا پر محیط ہے جو فاروق اعظم
کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ دنیا مین ایسا کون ہے جو آپ کے نام سے
ناواقف ہو مین صرف سلسلہ کے لحاظ سے کچہ مختصر حالات آپ کے بیان
کرونگا کیونکہ آپ کے پاک اور بے لوث زندگی کے حالات جنسے دفتر کے
دفتر بہرے پڑے ہین اور آج وہ دنیا پر حاوی ہین اپنی وسعت مین ایسے ہین کہ
خود بخود نہ چہوڑے جائین تو از خود تمام ہونیوالے نہین ۔ آپ اشرف قریش تہے
تہے آپکا سلسلۂ نسب آٹہوین پشت پر آنحضرت کے سلسلہ نسب سے ملتا ہے۔

مورخین نے آپکے پیدایش کا سنہ تخصیص کے ساتہہ نہین بتلایا بعض کہتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔
اور بعض انیس برس کا فاصلہ بتلاتے ہین اور یہی معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ ۲۷ سال
کی عمر مین سنہ نبوی کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے۔ آپکا زمانہ خلافت جو ترقی
وعروج اسلام کا مبارک دور تہا ساڑہے دس برس کے قریب تک رہا بالآخر عین حالت
نماز صبح مین مسجد نبوی کے اندر ابولولو غلام کے ہاتہہ سے محرم کی ۲۶ ۲۳ھ کو ۵۷
سال کی عمر مین آپنے درجہ شہادت پایا۔ انگریزی مورخ آپ کی عمر پچپن ۵۵ برس اور
بعض ترسٹھ سال کی بتلاتے ہین۔ مدینہ منورہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مزار مبارک کے پہلو مین آپ مدفون ہین آپکی چار صاحبزادیان تہین حفصہ رقیہ۔
فاطمہ۔ زینب۔ اور نو صاحبزادے ہتے۔ عبد اللہ۔ عبید اللہ۔ عبد الرحمن اکبر۔
عبد الرحمن اوسط۔ عبد الرحمن اصغر۔ زید اکبر۔ زید اصغر۔ عیاض۔ عاصم۔ چونکہ
ہم کو خاص عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سے تعلق ہے لہذا ہم انہین سے سلسلہ
شروع کرتے ہین۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر آپکی کنیت عبد الرحمن ہے مان زینب مظعون تہین۔ آپ اپنے
باپ کے سب بیٹون مین افضل ہتے صغر سنی مین اپنے والد کے ساتہہ مشرف باسلام
ہوئے آپ بہت بڑے مدبر اور با اثر شخص ہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
معتبر صحابیون مین آپ شریک ہین آپکے فضایل مین متعدد حدیثین وارد ہین۔ ایام
حج مین ایک نیزہ کا پہل آپکے پاؤن مین چبہ گیا اور اسی زخم کے زہر آلود اثر سے
آپنے ۷۴ھ کے آغاز مین بمقام مکہ معظمہ انتقال فرمایا اور یہین مدفون ہوئے۔

۳۔ شیخ ناصر	۴۔ شیخ ابراہیم	۵۔ شیخ اسحاق	ابو الفتح	عبد اللہ واعظ اکبر

۸۔ عبد اللہ واعظ اصغر حضرت کا اور حضرت کے والد کا عبد اللہ نام ہونیکی وجہ قدیم
کاغذات مین یہہ لکہی ہے کہ عبد اللہ واعظ اکبر کا جب انتقال ہوا اسوقت عبد اللہ واعظ

اصغر شکم مادر مین ہتے بعد تولد ہونے کے باپ کے نام ہی سے مشہور رہوئے اور لوگ دا اعظا اصغر کہنے لگے حضرت حکیم شاہ صاحب پنجابی جو اولاد حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے ہین انکے شجرہ نسب مین شیخ داعظ اکبر اور انکے بیٹے شیخ اصغر اور ان کے فرزند شیخ عبداللہ اور ان کے فرزند شیخ مسعود لکھا ہے۔

۹۔ شیخ مسعود — ہم نے فاروقیہ خاندان کے متفرق شجرے دیکھے بعض مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ شامان اور انکے فرزند محمود المعروف ان کے فرزند شیخ نصیر الدین لکھا ہے مگر قاضیونکے خاندان کے شجرہ مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ اسحاق لکھا ہے۔

۱۰۔ شیخ اسحاق — آپکے دو فرزند تھے بڑے فرزند ادہم بلخی اور چھوٹے شہاب الدین فرخ شاہ کابلی حضرت ادہم بلخی کے فرزند شیخ ابراہیم ادہم بلخی تھے جنکا حال مشہور و معروف ہے کہ انہون نے گدائی کو بادشاہت پر ترجیح دی تھی۔

۱۱۔ شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی — شہاب الدین فرخ شاہ کابلی کے خاندان مین سات پشت تک شاہی سلسلہ رہا اور تاریخ فرخ شاہی مین اسکا حال لکھا ہے۔

۱۲۔ شیخ یوسف — آپ کے اسم مبارک کے ساتھ یہ نوٹ لکھا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لیگئے تھے وہان حضرت بہاؤالدین ذکریا قدس سرہٗ کی بیٹی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے حضرت شہاب الدین عمر سہروردی سے استفادہ حاصل کیا ہے حضرت شاہ بہاؤالدین ذکریا قدس سرہٗ کی بیٹی کے بطن سے شیخ محمد سالار جنکا نام شجرہ قاضیان فاروقیہ مین اور شجرہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج مین شیخ محمد لکھا ہے تولد ہوئے۔

۱۳۔ شیخ محمد — ۱۴۔ شیخ احمد — ۱۵۔ شیخ شعیب — ۱۶۔ شیخ سلیمان

شیخ سلیمان کے دو فرزند تھے حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ اور بدر الدین

۱۷۔ شیخ بدر الدین — شیخ محمد مسعود — شیخ محمد اسحاق — شیخ محمد رجہان

آپ بغداد شریف مین بمقابلہ قوم یہود علین معرکہ جنگ مین شہید ہوئے

۲۱- شیخ شریف جہان | ۲۲ محمد شمس الدین | ۲۳- محمد نور الدین | ۲۴ محمد زین الدین

۲۵- شیخ یوسف | ۲۶- شیخ محمد | آپ کو چار فرزند اور دو بیبیان تہین پہلی بی بی سے دو فرزند شیخ ناصرالدین اور شیخ ابراہیم تہے اور دوسری بی بی

شیخ باقر و شیخ عبد اللہ تہے اپنے کنبے کے ساتہہ مکہ شریف مین رہا کرتے تہے ایک سال حج کے لئے شہزادہ قیصر روم آیا ہوا تہا اور عرب کے بہت سے قبایل جمع ہوگئے تہے کسی بات پر ان قبایل مین باہمی فساد برپا ہوگیا اور معرکہ آرائی شروع ہوگئی اور فوج سلطانی بہی ان کے انسداد کے لئے پہونچگئی اس بد امنی کے زمانہ مین آپ اپنے دونون فرزند شیخ ناصرالدین و شیخ ابراہیم ساتہہ لیکر جدہ کو پہونچے اتفاقاً جہاز تیار تہا اسپر سوار ہوگئے اور بندر سورت پر اترگئے دوسرے دو فرزند شیخ باقر و شیخ عبد اللہ کم عمر تہے وہ وہین رہگئے۔ بندر سورت مین یعقوب خان حبشی منی نب سلطنت عادل شاہی حاکم تہا شیخ محمد اور ان کے بیٹون کے علم و کمال کی شہرت سنکر بلوایا اور ان تینون حضرات کو حافظ قران و عالم و فاضل پاکر اپنے پاس رکہا اور تہوڑے عرصہ کے بعد شیخ ناصرالدین کو منصب قضارت شہر سورت پر مقرر کیا علی عادل شاہ اسوقت بیجاپور کا بادشاہ تہا۔ قاضی عظیم الدین صاحب قاضی دہارور ۱۲۱۷ھ مین شہر سورت کو گئے تہے اسوقت قاضی قطب الدین قاضی شہر سورت جو اولاد شیخ ناصرالدین سے ہین سورت مین موجود تہے عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سے ملاقات ہوئی اور کچہہ عرصہ تک قاضی صاحب کے مہمان رہے اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف شیخ محمد اور ان کے دوسرے فرزند شیخ ابراہیم شہر سورت سے احمد نگر تشریف لائے اور حسین نظام شاہ بحری بادشاہ احمد نگر کے دربار مین دونون باپ بیٹے نے باریابی حاصل کی اس عرصہ مین قاضی مرزا محمد بیگ قاضی احمد نگر کا انتقال ہوگیا تو خدمت قضارت احمد نگر پر شیخ محمد صاحب کا انتخاب ہوا۔

ف شیخ محمد کے چہوٹے بیٹے شیخ ابراہیم کچہہ دنون تک احمد نگر مین باپ کے پاس رہے پہر از انکا تقرر خدمت قضارت برہانپور پر ہوا اور وہین انتقال فرمایا عظیم الدین صاحب

قاضی دہارور شہر سورت کی سیاحی کے وقت سنہ ۱۲۱۷ھ مین برہان پور بہی گئے تہے۔
شیخ ابراہیم کی اولاد مین قاضی سراج الدین صاحب قاضی برہان پور تہے قاضی عظیم الدین صاحب سے ملاقات ہوئی اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف مرزا محمد بیگ مرحوم قاضی احمد نگر کی کوئی اولاد نرینہ نہ تہی صرف لڑکیان تہین۔ ان مین سے ایک لڑکی کا عقد قاضی شیخ محمد سے ہوا اس لڑکی کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جسکا نام شیخ احمد تہا اور شیخ احمد کو میر مراد علی خان صدر کی لڑکی منسوب ہوئی اور یہہ دولت اور زر و مال سے مالامال ہوگئے اس اثنا مین جب اہل سنت جماعت اور فرقہ امامیہ مین فساد عظیم برپا ہوا اور خوب معرکہ آرائی ہوئی تو اسی ہنگامہ مین شیخ محمد شہید ہوگئے آنکی قبر احمد نگر کے امام بارے مین ہے شیخ محمد کے انتقال کے بعد شیخ احمد خدمت قضارت احمد نگر پر متقرر ہوئے سنہ ۱۲۱۸ھ مین عظیم الدین صاحب قاضی دہارور احمد نگر گئے تہے اسوقت قاضی شیخ احمد کی اولاد مین قاضی قمر الدین صاحب قضارت احمد نگر پر متقرر تہے عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سے ملاقات ہوئی اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

۲۷ قاضی شیخ احمد انکی دو بی بیان تہین پہلی بی بی میر مراد علی خان صدر کی بیٹی تہی اسکے بعد قاضی عبد الرحمان قاضی پاتور کی بیٹی فاطمہ بی بی سے انکی شادی ہوئی انکے بطن سے جو اولاد ہوئی وہ پاتور کے قاضی ہوئے۔ **۲۸ قاضی محمود** **۲۹- قاضی کبیر** **۳۰ قاضی محمود**

انکے چار فرزند (۱) قاضی یوسف قاضی پاتہری (۲) عبد الرحمن قاضی قندہار اور سارٹ بارڈ (۳) قاضی کبیر قاضی بسمت نگر (۴) قاضی محمد قاضی تلوہ دہارور در بجنی۔

ف۱ قاضی یوسف صاحب پاتہری کے بیٹے محمد اسمعیل تہے انکے بعد کا سلسلہ قاضیان پاتہری کے پاس ہوگا اب ہم کو اس کے بتلانے کی ضرورت ہی نہین ہے۔

ف۲ قاضی عبد الرحمن قاضی قندہار ہم انہین کی اولاد مین ہین اور ہم انہین کا سلسلہ آگے بتلائنگے

ف۳ قاضی کبیر قاضی بسمت تہے انکے دو فرزند ایک قاضی محمود دوسرے قاضی تاج جنکا لقب قاضی القضاۃ قاضی لشکر فیروزی تہا قاضی محمود کے تین فرزند (۱) غلام مصطفے قاضی اونڈہ (۲) قاضی علی قاضی کلمنوری[1] دو ارڈہوپنہ و منہٹہ (۳) قاضی کبیر قاضی اجنٹہ و مکاتب بسمت نگر بہر حال قدیم کاغذات کے معاینہ سے

سلہ بعضے تلمنوری اور بعضے کلمہ نوری کہتے ہین ۱۲

یہہ معلوم ہوا کہ قاضی محمود بن قاضی کبیر کے اولاد مین قضارت اوندہا دکلمنوری وارڑ ہونہ ومنہٹہ واحتساب
بسمت نگر وقضارت نظام آباد اجنہ ہے۔

قاضی تاج کے تین فرزند (۱) قاضی ابراہیم (۲) قاضی ملک (۳) قاضی حسن قاضی ابراہیم کی اولاد مین
قضارت بسمت نگر ونانڈیڑ وبیٹہ قاضی ملک کی اولاد مین قضارت پالم وپربہنی دبہوکر وبرسی وراگیر
واحتساب پالم وخطابت بسمت نگر قاضی حسن کی اولاد مین خطابت اوندہ ہے خدا اور حبیب خدا کی
فضل سے ان سب قاضی صاحبون کی اولاد موجود اور اپنے اپنے وطن اور معاش پر قابض ہے
اللہ تعالی آیندہ ہی انکی اولاد کا سلسلہ تا قیامت قایم رکہے - اب مین ان قاضی صاحب کی اولاد سے
معافی چاہتا ہون کہ اس کیفیت مین اگر کوئی بات مشتبہ اور غیر صحیح معلوم ہو تو اسکی تصحیح فرمالین
کیونکہ قدیم کاغذات سے یہہ مضمون منتخب کیا گیا ہے اور سب الغامدارون سے یہہ امر مخفی نہین ہی کہ ہر
انعامدار اپنے اپنے کاغذات کی کسقدر حفاظت کرتا ہے خواہ وہ ناکارہ ہی کیون نہ ہو مگر وہ کبہی دوسرے
انعامدار کو نہین دکہلائیگا پس خیال فرمانیکی بات ہی کہ کسقدر دقت سے یہہ واقعات فراہم ہوئے ہونگی

۳۱- قاضی عبد الرحمن بن قاضی محمود — ان کے وقت کے اسناد بالکل بوسیدہ اور خراب ہوگئے صرف
اتنا معلوم ہوتا ہی کہ نظام شاہی اور ملک عنبر کے عہد کے کاغذات ہونگے

۳۲- قاضی علی — بعہد شاہ جہان شہنشاہ دہلی سنہ ۱۰۶۴ھ مین منصب قضارت وجاگیر موضع ہڈلی سے سرفراز ہوئے اسوقت
شاہ محمد قلعدار قندہار تہے

۳۳ قاضی صدیق — انکے وقت کے اسناد ہم کو نہین ملے اس لئے
معلوم نہین ہو سکتا کہ کس سنہ مین یہہ مسند قضارت پر جلوہ گر ہوئے مگر اسمین شک نہین کہ یہہ قاضی
ضرور تہے اور مولانا حاجی بہاء الدین صاحب کے پاس جو متفرق کاغذات ہین اسپر بے نظام
ملک عنبر عادل شاہ خان دوران وردی خان رشید خان واہتمام خانکی دستخطین معلوم ہوتی ہین
مگر سنہ کا پتا نہین چلتا - قاضی صدیق کے دو فرزند ایک قاضی ولی محمد اور دوسرے قاضی خیر الدین
یہہ دونون بہائی بموجب فرمان والا شان شہنشاہ دہلی مرقومہ ۲ رمضان سنہ ۱۴ جلوس مطابق سنہ ۱۰۶۹
منصب قضاء واحتساب سے سرفراز ہوئے اور علیحدہ قاضی خیر الدین کے نام فرمان خدمت قضارت و
خطابت وغیرہ پرگنہ سارڈ بارڈ سنہ ۱۰۷۸ھ مین عطا ہوا اس کے متعلق پروانہ شفیع خان مورخہ ۱۶
جمادی الاول سنہ ۲۳ جلوس بہی ملا ہے قضارت قندہار کا کام قاضی ولی محمد انجام دیتے تہے اور قضات

سارٹ باڑ و احتساب قندہار کی خدمت قاضی محمد خیر الدین سے متعلق تہی قاضی ولی محمد کے دو بیٹے تہے
ایک قاضی محمد سالار اور دوسرے محمد امان اللہ۔

۲۴ قاضی خیر الدین آپکو پانچ فرزند ہوئے (۱) قاضی محمد امین الدین (۲) قاضی بدیع الدین۔
(۳) قاضی محمد قمر الدین (۴) نصیر الدین (۵) نجم الدین۔

قاضی محمد خیر الدین صاحب کے انتقال کے بعد محمد امین الدین قاضی اور محمد قمر الدین خطیب حسب
اسناد بمہر عنایت اللہ صدر مورخہ ۲۲ رمضان سنہ ۲۵ جلوس و پروانہ قلیچ خان مورخہ غرہ رجب
سنہ ۲۵ جلوس قضارت سارٹ باڑ عثمان نگر پر قابض رہے چنانچہ ابتک انکی اولاد عثمان نگر مین
موجود اور اپنے آبائی معاش پر قابض ہے خدمت قضارت اور احتساب قندہار قاضی خیر الدین
کے انتقال کے بعد قاضی ولی محمد اور قاضی بدیع الدین قاضی خیر الدین کے دوسرے بیٹے کے
نام پر بالاشتراک حسب پروانہ نواب قلیچ خان بہادر سنہ ۲۵ جلوس مقرر ہوئی جب قاضی ولی محمد کا
انتقال ہوا تو پہر دوسری سند بالاشتراک قاضی ولی محمد کے بیٹے قاضی محمد سالار اور قاضی بدیع الدین
کے نام پر ہوئی اور اسکے متعلق پروانہ محمد معالی کا سنہ ۳۱ جلوس مین ملا جب قاضی بدیع الدین نے رحلت
فرمائی تو بدیع الدین کے بہائی قاضی قمر الدین اور قاضی محمد سالار کے نام بالاشتراک خدمت
قضارت اور احتساب کی سند اور پروانہ ملا اور بموجب صلح نامہ قاضی ولی محمد اور قاضی خیر الدین
کی اولاد معاش پر قابض و متصرف رہے۔

قاضی محمد سالار اور محمد امان اللہ کی اولاد نہ تہی صرف قاضی سالار کی ایک لڑکی روشن بی بی صاحبہ
تہین جو محمد سراج الدین فرزند قاضی محمد تاج الدین قاضی بہوکر سے منسوب ہوئین ان ایام مین
سیورام دلیکمہی کی اشتعالک سے جگیا ڈاکو نے قندہار پر حملہ کیا تہا اور اولاد قاضی خیر الدین
کی خانہ بربادی ہو گئی تہی اور اس خاندان کے بعضے بقیۃ السیف سخت پریشانی مین مبتلا تہے
اور سند قضارت بجز سفر دہلی حاصل ہونی ممکن نہ تہی سوا اسکے کل قدیم اسناد اور فرامین قاضی
محمد سالار کی بی بی کے پاس تہے انہون نے اپنے داماد کے تفویض کر دئے اور ایسے نازک وقت مین
قضارت قندہار پر دوسرے کسی غیر شخص کے قابض ہو جانے کا شاید خیال ہو گا اسلئے مصلحت
وقت کے لحاظ سے محمد سراج الدین داماد قاضی محمد سالار نے اپنے نام قضارت اور خطابت قندہار کی

سند ان کو حاصل کر لی اور قضاءت اور خطابت قندھار پر قابض ہوگئے قاضی سراج الدین کو علاوہ تقسیم معاش
جاری قضاءت و احتساب پالم و خطابت نسبت نگر و قضاءت بھوکر و نرسی کے علاوہ خاص انکے نام پر خدمت
احتساب نرسی بھی تھی ہمارے قدیم کاغذات اور بزرگوں کے بیانات سے جو کیفیت ہمکو مل گئی ہے
ہم نے لکھدیا ہے مگر ہمارے اہل برادری جو قاضی سراج الدین صاحب کی اولاد میں ہیں بعض اشخاص
بیان کرتے ہیں کہ قاضی محمد سالار کے بعد جنگ بالا کوٹ کے حملہ کی وجہ سے خاندان قضاءت قندھار پریشانی
مین مبتلا تھا اور قضاءت کا کام رکا ہوا تھا اسلئے قاضی خلیل کا قضاءت قندھار پر تقرر ہوا قاضی تاج الدین
قاضی ہوکر قاضی خلیل کے تغیر کے بعد خدمت قضاءت قندھار پر سرفراز ہوئے منصب قضاءت وخطابت
کے ساتھ پچاس بیگہ زمین ملی انکے بعد ان کے فرزند قاضی سراج الدین قندھار کے قاضی ہوئے قاضی
خلیل کے قضاءت کے متعلق کوئی کاغذ ہمارے نظر سے نہیں گذرا اگر یہ بات تسلیم کر لیجائے کہ قاضی تاج الدین
کو خدمت قضاءت قندھار پر سرفراز ہوئی تھی تو اسکے ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تاج الدین
قاضی قندھار ہوئے تھے تو یہاں کی قضاءت اور خطابت کے معاش سے انکی کل اولاد حصہ پاتی کیونکہ ان کے
پانچ بیٹے تھے (۱) ضیاء الدین احمد (۲) سعید الدین ان دونوں کی اولاد نہیں ہے (۳) قاضی شمس الدین
(۴) قاضی سراج الدین (۵) قاضی غیاث الدین - ان تینوں کی اولاد کا حصہ معاش قضاءت قندھار
میں ہونا لازمی بات تھی اسلئے ہمارے بیان کی یہ بڑی دلیل ہے کہ قاضی سراج الدین کے نام
قضاءت کی سند ملی اور انکی اولاد قضاءت قندھار کے معاش پر قابض ہے ہمیں اسمیں کوئی بحث
نہیں ہے کہ قاضی تاج الدین قاضی قندھار رہے ہوں یا قاضی سراج الدین ہمکو منتقلی خدمت قضاءت کا
واقعہ اور اسکو بتلانا مقصود تھا کہ قاضی محمد سالار کے بعد قضاءت قندھار قاضی عبدالرحمن کے خاندان سے
انکے بھائی قاضی کبیر ثانی کے اولاد میں منتقل ہوگئی جسکا ہم نے اسکا ذکر کیا ہے اب ہم قاضی سراج الدین
کا تھوڑا سا تذکرہ لکھدیتے ہیں کیونکہ ہم نے قاضی سراج الدین ثانی کو فیض الدین منتسب قندھار کا
نواسا بیان کیا ہے اسلئے ہم کو اسکی صحت اور صراحت کردینی ضرور ہے قاضی سراج الدین کو
قاضی سالار کی لڑکی کے بطن سے دو بیٹے ہوئے (۱) برہان الدین (۲) محمد امان اللہ - قاضی
برہان الدین کے نام قضاءت قندھار اور محمد امان اللہ کے نام خطابت قندھار مقرر ہوئی -
محمد امان اللہ کو قاضی بہڑ سے قاضی نرمل کی لڑکی سکینہ بی بی منسوب تھیں جسکا واقعہ ہم نے تاریخ

میں بیان کردیا ہے اس لئے قضاۃ ت نرمل قاضی امان اللہ کو ملی مگر انہیں کوئی اولاد نہیں
ہوئی قاضی برہان الدین سے معین الدین عرف فیض الدین محتسب قندہار کی لڑکی منسوب تھی جن سے
بدرالدین پیدا ہوئے بدرالدین کے بیٹے قاضی محمد سراج الدین ثانی تھے
جنکے وفات کے ذکر میں انکی اولاد کا تذکرہ بھی لکھدیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۱۸)

۳۵ قاضی قمرالدین | آپ نے بموجب صلح نامہ قاضی ولی محمد و قاضی خیرالدین بابتہ خدمت محتسبی و نرخ نویسی علیحدہ پروانہ نواب نوازی الدین خان فیروز جنگ بہادر مورخہ ۲۹ محرم سنہ ۴۷ جلوس عہد خلد مکان و علی امان خان و عبدالرحمن و کفایت خان دیوان عظام و شیخ عنایت اللہ صدر اپنے نام حاصل فرمایا اور سند خطابت پرگنہ سار بارڈ کی بھی حاصل کی ان کے دو فرزند ایک محمد معین الدین عرف محمد فیض الدین دوسرے محمد نظیر الدین - محمد نظیر الدین صاحب کو اولاد تھی مگر اب کوئی باقی نہیں ہے -

۳۶ - محمد معین الدین | عرف محمد فیض الدین انکے نام کی سندیں خدمت محتسبی و نرخ نویسی بمہر شیخ عنایت اللہ صدر و عبدالمجید صدر و شفیع خان صدارت خان و عبدالعظیم خان دیوان ملی ہیں جنکی تاریخ ۲۷ جمادی الاول سنہ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۳۲ھ اور علی امان صدر فتح فیروزی کی تحریر مورخہ ۵ رجب سنہ ۱۴ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۵ھ ہے اور سخی خان دیوان صوبہ کی تحریر مورخہ ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۶ھ ہے اور راجہ گوپال سنگھ جاگیردار قندہار کی بھی تحریر ہے آپکے ایک فرزند محمد فاضل تھے -

۳۷ محمد فاضل | آپ کے نام اسناد و پروانے محمد عظمت اللہ صدر مورخہ ۲۲ شوال سنہ ۱۲۰۲ھ و محمد جمیل صدر مورخہ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۹ھ و راجہ اچی چند جاگیردار مورخہ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۱ھ و کریم الدین صدر صوبہ سے مرقومہ ۲۵ شوال سنہ ۱۱۶۹ھ حاصل ہوئے تھے آپکا انتقال حیدرآباد میں ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۴ھ میں ہوا اکمل شاہ کے تکیہ میں پرانے پل کے قریب دفن کئے گئے
آپ کے دو فرزند ایک محمد خیرالدین اور دوسرے محمد امین الدین کثرت تھے
بعد انتقال محمد فاضل کے محمد خیرالدین کے نام پروانہ بمہر دیوان صمصام الملک صمصام الدولہ میر عبدالحی خان صمصام جنگ بہادر مرقومہ ۷ ذیحجہ سنہ ۱۲ جلوس مطابق سنہ ۱۱۹۴ھ و سند محمد جعفر یار خان

وله

بوسه لعل جانفزایش روان تازه رسید ما را
هوای دامان دلربایش بدام زلفش کشید ما را

کدام قاتل شکار افگن خیال عزم شکار دارد
که خار تیر جگر شگافش به پهلوی دل خلید ما را

تبسم لعل آن شکر لب برنگ گلهای تازه تر ها
بر شعف اب بقای خود ها چه روح تازه دمید ما را

گل جمالش چو گل نموده بکثرت حسن در چمن ها
برنگ یوسف بیک کرشمه بهان شمگر خرید ما را

وله

منعم بمال مست و گدای بحال مست
هر ساز نغمه دارد و هر نغمه ساز ها

دارم نوای عشق بساز خیال خویش
آرام دل بود دل ما را بسناز ها

وله

چشم باطن بین کشاید پرده های فلک
عینکی چون صاف گردد چون روشن تر شود

عمر ضایع گشت در تحصیل نقد مال و زر
چوب تر در آتش آید باز خاکستر شود

کبر را باشد ثمر از سر فتادن بر زمین
از کمال کثرت پندار مردم خر شود

وله

دمی که ناله ز غم آسمان سپر گردد
بسوز درد درون غم سقر سپر گردد

ز بسکه شهره آفاق گشته در خلق
باشتیاق جمالت وطن سفر گردد

هر آنکه نقد دل خویش داد در غفلت
تمام سود دو عالم بدو ضرر گردد

بیا بنوش شراب محبتش هر دم
بکام جان و دل عاشقان شکر گردد

بکثرت یک نگه لطف ابر گوهر بار
درخت خشک تر و تازه پر ثمر گردد

تمت بالخیر

عرضداشت تعلقہ قندہار بیکس مرکا

حادثات چمن عالم فانی سے کھلا ۔۔۔ کچھ بھی جز تہہ خرابی مری تعمیر نہین

مین اپنی حالت ابتر کا فسانہ غم زبان حال سے میری موجودہ حالت کی سیر کرنے والے عہدہ دار حضور صاحب جناب اول تعلقدار صاحب اور جناب دوم تعلقدار صاحب و نیز عہدہ داران مقامی تعلقہ قندہار سے عرض کیا کرتا ہون اور مرزا نوشہ حضرت غالب کا یہہ شعر

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو ۔۔۔ میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

بھی انہین اشارون کنایون مین سنا دیا کرتا ہون جسکا اتنا اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ میری واجب الرحم حالت پر عہدہ دارون کو رحم بھی آجاتا ہے اور میرے آباد کرنے اور محکمہ دوم تعلقداری مستقر دیگلور کو اور تحصیل کچہری اور این کچہری منتقبہ کھیڑ کو مرے ویرانہ مکانون مین منتقل کرکے اسکے آباد کرنے اور مرے شکستہ اعضاؤن کے معالجہ کا ہر ایک عہدہ دار کو جوش اور ولولہ ہوا کرتا ہے مگر میری بدقسمتی سے پھر وہ جوش ایکدم سرد ہو جاتا ہے اسکی وجہہ یہہ ہے کہ میرے پچھلے واقعات اور میری عظمت و شان سے بہت کم لوگ واقف ہین اسلئے میری التجا پر کسی کی توجہہ مبذول نہین ہوتی مگر بقول مومن خان مرحوم ۔

بیصرفہ کوششون کا مری کچھ تو ہو حصول ۔۔۔ محنت کسیکی آجتلک رایگان نہین

اندنون خدا کے فضل سے قندہار کی خاک سے ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے مختصر سے میرے پچھلے واقعات ایسے واضح طور پر بیان کئے جس سے میرے اگلے اوج و رفعت

اسکی آبادی بڑھائی تو کیا مین اس رعایت کا مستحق نہین ہون کیا مین آپکا ماتحت نہین ہون
آپ صرف ناندیڑ کے حاکم نہین ہین بلکہ ضلع ناندیڑ کے حاکم ہین اور مین بھی اسی ضلع کا سرآوردہ
تعلقہ ہون آپ اور جناب صوبہ دار صاحب صوبہ اورنگ آباد دیگر اہلکاران ذی اقتدار جملہ دفاتر
سرکار مجھکو لفظ تعلقہ سے یاد فرماتے ہین مگر مجھے مستقر تعلقہ نہین قرار دیتے کیا مین برخوردار
کھیڑ اور برادر عزیز ارجمند میان عثمان نگر سے آبادی اور شان و شوکت اور وضعداری مین کم
ہون کس بات مین میان کھیڑ مجھ سے فوقیت کا دعوے کر سکتے ہین شاید ساہوکارون کی
قیام سے انکو فخر ہوگا میرے دامن مین میرے یہان کے ساہوکار اپنی پونجی چھپائے ہوئے موجود
ہین اور وہ اپنے جان و مال کے خوف سے ظاہرہ نادار بنے رہنے کی کوشش کرتے ہین کیونکہ
یہان تو ایک تھانہ ہے اتنی بڑی آبادی کے جان و مال کی نصف جوق کوتوالی کیا حفاظت
کر سکیگی ساہوکارون کا قیام عہدہ دارون اور اہل کچہری اور فوج کے قیام پر منحصر ہے اگر کچہری
تحصیل اور اپنی کچہری [illegible] یہان منتقل ہوجائے تو پھر ملاحظہ فرمائے کہ کتنے ساہوکار یہان جمع
ہوجاتے ہین اور بیوپار مین کیسی کچھ ترقی ہوسکتی ہے اور تالاب کے پشتے کے نیچے گرنیان
قائم ہوجاتی ہین۔ اور [illegible] کے لئے راستے ہموار ہوجاتے ہین تعلقہ دار صاحب
سابق مولانا [illegible] جناب احمد حسین صاحب کے عہد حکومت مین ناندیڑ سے یہان تک
پختہ سڑک تیار ہونیکی تجویز ہوئی اور صدہا روپیہ صرف ہوگیا راستہ کے دونون جانب سے
مٹی [illegible] مین ڈالدی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کام ناکمل رہا اور یہی راستہ خراب ہوگیا
[illegible] کی آبادی کا کچھ بھی لحاظ نہین ہے اور میری بستی والون کے جان و مال [illegible]
[illegible] کے ہاتھ مین [illegible] مین اپنی کس مپرسی حالت کی تمثیل
پیش کرتا ہون میرے گذشتہ واقعات کے سننے سے آپکو معلوم ہوگیا ہے کہ جیسے میرا وجود
دنیا مین [illegible] ہوا [illegible] ہوئے تک کوئی نہ کوئی عہدہ دار میری حفاظت کے لئے میرے پاس
رہا کرتا تھا اور مین بھی اسکی حفاظت کیا کرتا تھا سلاطین قلعہ دار اور اہل اسلام اہلکار کس شان
و شوکت اور جلوس کے ساتھ یہان سے لشکر عیدگاہ کی جانب تشریف فرما ہوتے تھے کوشش
[illegible] ایک [illegible] راستہ تالاب کے پشتہ کے نیچے سے مہر باغ مخدوم باغ اور [illegible]

کے باغ کے روبرو سے ہوتا ہوا گذرتا تہا اتنا وسیع اور قدیم رستہ خالصہ ہوتی ہی بند کرکے شریک زراعت کرلیا گیا مین ہزار سر پٹکا کیا مگر کسی نے نہ سنا ان۔

کون سنتا ہے فغانِ درویش، 　 قہر درویش بجانِ درویش۔

الغرض نہ کوئی اور کوئی پرسان حال نہ ہوا اب خیال فرمائے کس مصیبت کا سامنا ہے کہ اگر غلام دستگیر صاحب کے باغ سے گاڑی ناندیڑ کے جانب روانہ ہو تو اسکو کمانی دروازہ سے گذر کر بہادر پورہ سے ہوتے ہوئے خندق کے پاس سے کوٹ بازار آنا پڑتا ہے۔ دوسری مصیبت یہ ہے کہ اکثر حصہ آبادی کے ویران مقامات پر خصوصی تالاب کے پشتے وادرنگ پورہ وفتح برج کے جانب اور مختلف مقاموں پہ خار دار چیل سینڈ[1] نے ایسا غلبہ کیا ہے کہ دن دہاڑے اسطرف کے رستہ نے راہرؤں کو خوف دلا دلا کر گانوں کو بے رونق اور ہیبتناک بنا دیا ہے آپکو غالباً یہ معلوم ہوگا کہ مجہکو قدیم لوگوں نے رشک کشمیر کیوں خطاب عطا فرمایا تہا مین اسکا سبب بیان کرتا ہوں کہ میرے اطراف مین بہت سے تالاب ہتے اور ان کے بدولت میری سرزمین نہایت سرسبز رہتی تہی اور اقسام اقسام کے میوے یہان پیدا ہوتے اور وہان کی پیداوار خوب ہتی یہی تو سبب ہے کہ مجہکو ہمیشہ صوبہ دار تلنگ کے ماتحت رہنا پڑا تاہم باوجودیکہ میرے بسنے والے اکثر مرہٹی بات کرتے ہیں۔

میرے محسن اور عنایت فرما مولف صاحب تاریخ قندہار دکن نے صرف انہین تالابوں کے نام بتلائے ہین جنکا ذکر رپورٹ بندوبست مین ہوا ہے ایک تو میرے خاص قصبہ کا بڑا تالاب دوسرا لال تنگر کا تالاب تیسرا بریدشاہی تالاب جسکو ہزاری کا تالاب کہتے ہین چوتہا کمل تالاب۔ پانچوان برخوردار انور نگر موضع بانگرہ کا تالاب چہٹا برخوردار لعنت بگر موضع کروڑی کا تالاب ان تالابوں کا حال بہی مجمل لکہدیا ہے قصبہ کے بڑے تالاب کی مٹی خراب ہو رہی ہے اور موسم بارش مین زراعتوں کی مٹی تالاب مین اگر اسکی گہرائی جاتی رہی اور مٹی سے تالاب بہر گیا زیادہ پانی اس مین سما نہین سکتا اسکے انسداد کے لیے قدیم حکامون نے اس تالاب کے اوپر کے حصہ کی سرزمین بلا کاشت رکہہ چہوڑی تہی۔ لیکن بندہ حرص لالچی راجہ جی رنگہ نے اس تالاب کے

[1] جسکو اہل ہند تہور کہتے ہین ۱۲

دو میل کے فاصلہ پر اپنے سعادتمند بیٹے گلاب سنگہ کے نام پر گلاب باڑی بسائی اور اس تالاب کی
زمین مین کاشت شروع ہوگئی اور تالاب مین تہوڑی تہوڑی باریک مٹی آنے لگی جب سندہیون کی
عملداری شروع ہوئی تو امام بخش صاحب نایب نے تالاب کے اوپر جانب امام باڑی
بسائی اور تالاب کے پانی نالہ کے اطراف ہل چلنے لگا اور بہت سی مٹی تالاب مین آتی
چلی مگر سندہیون نے موجودہ آمدنی کا خیال کر کے آیندہ تالاب کے مضرت کا خیال نکیا
جنابعالی ان سندہیون نے تالاب کا بگاڑنا تو ایکطرف میرے قدیم نام کو بہی بگاڑ دیا تہا۔
معزز مسلمانون نے اپنی لیاقت اور فصاحت پسندی سے مجہے کندارسے قندہار بنایا تہا
مگر ان سندہیون نے پھر مجہے اسی قدیم لقب سے یاد فرمایا جتنے ولایتی سندہی تہے سب
مجہے بجائے قندہار کے کندار پکارا کرتے تہے اگرچہ مجہے غصہ آتا تہا اور جی ہی جی کڑہتا تہا
مگر انکے حرکات پر ہنسی بہی آجاتی تہی اس تالاب کا کیچڑ تو اب کون نکال سکتا ہے
اگر اسکے دہانون کی بہی مرمت ہوجائے اور بارش کے ایام مین جو پانی بستی کا
تالاب مین جاتا ہے اسکو روکدیا جائے تو بس غنیمت ہے کیونکہ آبادی مین سے اور شہر کے
راستون و گلیون سے جو پانی بہکر تالاب مین جاتا ہے وہ غلیظ ہوتا ہے بہت سے
مکانات تالاب کے کنارے پر ہین ان کے بدررو جو تالاب کے جانب ہین انکا روکنا
ضرور ہے اور اسکا انسداد عہدہ داران صفائی کے توجہہ پر منحصر ہے۔

تین تالاب منیار ندی کے اسطرف موجود ہین ایک چپالہ کا تالاب دوسرا ڈہوالہ کا تالاب
ان کے پشتے پختہ سنگ بست ہین مگر بند ٹوٹ گئے ہین ڈہوالہ کے تالاب کے اوپر
کہڑک تالاب ہے گو اسکا پشتہ سنگ بست نہین مگر مٹی اور پتہر سے مضبوط بنا ہوا ہے
اور ایک تالاب لال باڑی کے اوپر کے جانب رستہ کے پاس ہے اسکا پشتہ بہی مٹی
و پتہر سے بنا ہوا ہے دو چہوٹے تالاب لال نگر کے تالاب کے اوپر بہی ہین یہ سب کے
سب بے مرمت ہین ان مین زراعت کیجاتی ہے۔ مین نے عروج و زوال کے بہت
زمانے دیکہے ہین کیا وہ زمانہ پہر کبہی عود کریگا جو میرے تمام تالاب پہلے کی طرح درست
ہوجائینگے اور میری سرزمین سرسبز ہوجائیگی اور مین اپنے مالگذاری مین ترقی حاصل کرونگا

میری خندق مین مٹی بہرتی چلی ہے خندق دروازہ کے بازو کا حصہ گر گیا ہے بعض جا اونچی
کی دیوارون پر بہی بڑا اثر پڑ رہا ہے اب اللہ تعالی ہی مجھے ان سخت مصیبتون سے
بچانیوالا ہے جس کے پیش آنیکا مجہکو خوف لگا رہتا ہے۔ اے مصیبت زدون کے
ہمدرد بننے والو۔ اے بیکسون کی فریاد سننے والو۔ اے عدل پرور انصاف پسند
راست باز عہدہ دارو میری حالت ابتر آپ پر پوشیدہ نہین ہے اور یہہ بہی آپکو معلوم ہے
کہ اس سرزمین کی مقدس خاک مین کیسے کیسے اولیا عظام و بزرگان کرام استراحت
فرما رہے ہین ان بزرگوارون کی کیسی کچہہ شہرت رہی اور ہے اور سالانہ حضرت سرور مخدوم کا
کتنا بڑا میلہ ہوتا ہے اور اکثر عہدہ داران ضلع و تعلقہ اس میلہ مین شریک بہی رہا کرتے
ہین اس سے اندازہ ہوسکتا ہے مجہکو اپنے دوسرے جیئون برادرون سے ہر طرح فخر اور
بزرگی حاصل ہے کیونکہ مین حاجی سیاح سرور مخدوم کا قندہار کہلاتا ہون۔
مجھے امید ہے کہ بیکسون پر رحم کہانے والے بگڑون کو بنانے والے نیک نفس اشخاص
میری درد آمیز کہانی اور غمزدہ داستان

اعلیحضرت حضور پرنور آصف جاہ نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ
نواب میر محبوب علیخان بہادر سلطان دکن بادشاہ قندہار
خلد اللہ ملکہ و دولتہ

اور عالیجناب معلی القاب راجہ یان راجہ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت دام اقبالہ
مدار المہام سرکار عالی

کے گوش گذار فرماکے میری دادرسی کے جانب متوجہ فرمائینگے۔

قطعہ

اے مرے والی مرے سلطان عالی منزلت	عہد مین تیرے زمانہ اک گل بیجا رہا ہے
تو ہے سلطان دکن تیری رعایا ہین سبہی	تیرے نخل فیض کا ہر ایک برخوردار ہے
ہے ترے ہی دم قدم سے رونق تاج و نگین	آبیاری سے تری ملک دکن گلزار ہے
فیضیاب بحر بخشش ہین ہوا خواہ حضور	آتش قہر غضب سے باغی فی النار ہے

ہے زمانہ پر ترا ابرِ کرم سایہ فگن
ایک مگر محروم بخشش قلعہ قندہار ہے

ایک زمانہ تھا کہ مین تھا مامنِ ملجاے خلق
اور اب آفت مین خود ہی میری جانِ زار ہے

تھی مری پشتی مگر پشت و پناہِ بیکسان
دوسرے کی دستگیری اب مجھے درکار ہے

تھا کبھی یک گوشۂ امن و امان میرا حصار
اب مجھی کو امن ملنا کسقدر دشوار ہے

کنگرے میرے کبھی تھے ہمسرِ کاخِ فلک
اب ہی جنکی شان کا ہر برج سے اظہار ہے

مین وہی ہون جسپہ پڑتی تھی زمانے کی نظر
لیکن اب تو گردشِ قسمت سے مٹی خوار ہے

رحم کے قابل ہے میرا حال زار اب کیا کہون
یک نگاہِ لطف ہوجاے تو بیڑا پار ہے

گذارش بہ عالیجناب مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی

سر مہاراجہ بہادر وہ یمین السلطنت
جو وزیرِ اعظم شاہ نکو اطوار ہے

وہ مبارک عہد ہے عہدِ وزارت شاد کا
شادمان جس سے کہ ہر یک بیکس و لاچار ہے

پھر مجھے ہی کیون نہ ہو امید اسکی ذات سے
اب بگاڑے یا بناوے وہ مجھے مختار ہے

ہو خدا را اب تو میری خستہ حالی پر نظر
بس یہی یک التجاے قلعہ قندہار ہے

بجناب نواب محمد بہاو الدینخان بشیر نواز جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد

ذی مرتبت بلند خیال و ذالک جناب
جنکا نہین ہے آج جہان مین کوئی نظیر

نواب نامدار بشیر نواز جنگ ہے
جھکتا ہے آستانہ پہ جنکے سپہرِ پیر

ہے جن سے صوبہ داری کی رونق بڑھی ہوئی
مداح عدل و داد کا ہے ہر جوان و پیر

چشم کرم ہے جملہ رعایا پہ جس طرح
قندہار پر بھی لطف ہو اے آسمان سریر

بہ جناب مسٹر سہراب جی جمشید جی چینائی اول تعلقدار ضلع ناندیڑ

صاحبِ عدل و سخا سہراب جی جمشید جی
ہین تعلقدارِ اول جو بصد شان و حشم

ان کے عدل و داد سے ہے سب رعایا کامران
ایک سان رہتی ہے سب کے حال پر چشم کرم

ذات والا انکی ہے حاجت روائے بیکسان	نام نامی جسکے باعث سے ہے عالم مین علم
جسطرح ناندیڑ کی رونق بڑہائی آپنے	ہو یونہین قندہار پہ بھی لطف ای عالی ہمم

اے جملہ سررشتہ کے معزز عہدہ دارو

مجہکو جو کچہہ عرض کرنا تہا عرض کردیا اب اپنی دادرسی کا فیصلہ اپنی تقدیر پہ چہوڑتا ہون عرض کرنا میرا کام تہا اور یہہ خبر کردینا ضرور تہا کہ کمند گرون کے موقوف کئے جانے سے جو درخت دیوارون پر بڑہتے جاتے ہین یہہ کمال عروج پر پہونچکر مجہہ ناچیز قلعہ کی قدیم یادگار کو تباہ کر دینگے جسپر اس سررشتہ کو افسوس کرنا پڑیگا جو آثار قدیمہ کے برقرار رکہنے کے لئے سرکار قائم کرنا چاہتی ہے -

---

عرضیگذار خاکسار قدیم یادگار قلعۂ قندہار
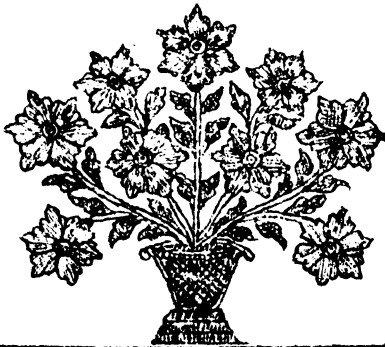
تقریظ از عالیجناب قدردان علم و کمال صاحب جاہ و جلال راجہ لچھمن راو راے رایان بہادر امانت ونت آصف جاہی دجلالہ موسف ہنال کرنول

نوشتہ بماند سیہ بر سفید　　نویسندہ را نیست فردا امید

دنیا مین تصنیف یا تالیف ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے مصنف یا مولف کی یادگار صدیون تک قایم رہتی ہے زمانہ کا الٹ پہیر یا عالم کا انقلاب اسکو کسی طرح نہین مٹا سکتا اور اگر ایسا ہوتا تو ہم آج طبری - مورخ روضتہ الصفا - ابن خلکان و مورخ تاریخ فرشتہ کے نام سے بھی واقف نہ ہوتے مگر نہین یہی تصنیف و تالیف ہے جس سے ان مشاہیر مورخونکی زندہ تصویرین ہمارے نگاہون مین پہرتی رہتی ہین - اور اسی کا طفیل ہے کہ گذشتہ اولو العزم شاہنشاہون اور عالی دماغ فلسفیون ،، جنکی ہڈیان بہی اب ڈہونڈہے نملینگی ،، کے کارنامے ہمارے دلونمین بیحد جوش پیدا کردیتے ہین یہ ایک ایسا مذاق ہے جو اپنی نظیر نہین رکہتا - جسکو تصنیف یا تالیف کی جانب توجہ اور ایسی طرح یہ کہ حب الوطنی کا بھی جوش ہو تو ،، سونے مین سہاگہ کے مصداق ،، اوسکا کیا کہنا ہے

حب الوطنی ایسی شئے ہے جو عیش و غم دونون متضاد حالتونمین اپنا اثر دکہاتے بغیر نہین رہکتی انسان کو اگر حالت سفر مین عیش و راحت نصیب ہو تو اوس حالت مین ضرور اپنے ابنائے وطن اور وہانکی خوشگوار زمین کی یاد دل مین ٹہوکے لیتی ہے - بخلاف اسکے اگر سفر مین کسی مصیبت یا پریشانی کا سامنا ہوا تو بھی اپنے اعزا و احباب اپنے مرز و بوم کی یاد پریشان دلکو تسکین بخشتی ہے -

حب وطن انسان کی فطرت مین داخل ہے اور اسی فطرت کے تقاضے سے مولوی محمد [illegible] نایب سررشتہ دار ناظمیہ خانگیات سرکار عالی نے تواریخ قندہار دکن تصنیف کی ہے - مین نے اس تواریخ کو ابتدا سے انتہا تک بہت ہی دلچسپی اور غور سے دیکہا اس مین شک نہین کہ مولف کی عرق ریزی اور مورخانہ تحقیق قابل داد ہے - ایک ایسا چہوٹا سا خطہ جو کسی شہر کی حیثیت نہین رکہتا ہو اوسکی تواریخی حالات کا صحیح فوٹو کہینچنا بہت ہی مشکل تہا - مگر مولف نے اپنے عزیز وقت کو ایسے بیش بہا کام مین صرف کرکے قندہار ہی پر نہین بلکہ تمام دکن پر احسان کیا ہے کیونکہ قریب قریب اس تواریخ مین تمام دکن کے حالات آگئے ہین - مستند تواریخون اور قدیم قلمی تحریرون اور تذکرون اور نیز ہمارے دفتر کے قدیم کاغذات سے نہایت صحیح واقعات درج کئے ہین اور سب سے زیادہ قابل داد یہہ امر ہے کہ مولف کی تمام تحریر اردو زبان کی لغزشون سے پاک ہے - زبان کی صفائی - محاورون کی صحت - مضامین کی چستی زور دار عبارت کی درستی یہہ سب باتین ایسی ہین جن سے مولف کی لیاقت کا اظہار خود ہی ہوتا ہے -

یہہ امر بہی بہت خوشی کا ہے کہ مولف ملکی ہین اور ملکیون کے لئے ایک قابل قدر اور سرمایۂ ناز کا رستہ قایم کرچکے ہین مجہے امید ہے کہ ملک اس تالیف کی بہت قدر کریگا - اور دوسرے ملکی اہل علم بہی اسی جادہ پر چلنے کی کوشش کرینگے اور اپنے وطن اور ہموطنون کی ترقی اور فلاح مین کوشش کرکے اپنے اسلاف کا نام روشن کرین گے اور اسی بیش بہا اور قابل قدر تالیف کو اپنا پیش رو بناکر ہمیشہ مورخین اور اپنے علمی مشاغل مین کارآمد ثابت ہون گے -

از عالیجناب شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مولف الفاروق والمامون والغزالی والبرامکہ وغیرہ ناظم سررشتہ علوم وفنون سرکار عالی ومعتمد انجمن ترقی زبان اردو

مین نے تاریخ قندہار مصنفہ مولوی حمزہ صاحب دیکھی اور اکثر مقامات کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا - یہہ کتاب نہایت سلیقہ سے لکھی گئی ہے واقعات کی تحقیق اور تلاش مین جو محنت کی ہے وہ نہایت تعریف کے قابل ہے - زبان صاف اور شستہ ہے اور صحیح اردو کی پابندی کی گئی ہے فقط

از عالیجناب مولانا مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی - اے - مولف گلگشت فرنگ و سیرۃ المحمود وغیرہ اول تعلقدار ضلع بیڑ علاقہ ملک سرکار عالی

مکرم بندہ جناب مولوی محمد امیر حمزہ صاحب نایب سررشتہ دار محکمہ لوکل فنڈ سرکار عالی آپ نے یہہ اب کام کیا ہے کہ اس سے نہ صرف آپکے وطن کا نام روشن ہوگا بلکہ اردو زبان کے تاریخی سرمایہ مین ایک بیش بہا اضافہ ہوگیا ہے آپنے اس کے لکھنے مین بہت جانکاہی سے کام لیا ہے نہ صرف پرانی تاریخون کی ورق گردانی کی ہے بلکہ سرکاری رپورٹونکو بھی نہین چھوڑا اور اس لئے یہہ کتاب بوجہ وسعت مضامین و دقت نظر اور بھی کار آمد ہوگئی ہے اگرچہ بظاہر یہہ ایک تعلقہ کی تاریخ ہے - لیکن اگر دراصل اسکو تمام دکن کی تاریخ کہا جائے تو بیجا نہوگا - آجکل جبکہ ملک کا مذاق رنگیک ناولون سے خراب ہوگیا ہے ایسے کتابونکا لکھنا جو صداقت اور اولوالعزمی کا سبق پڑھاتے ہین ایک اہم ملکی ضرورت ہے اور مین آپکو مبارکباد دیتا ہون کہ اسمین آپنے حصہ لیا - کتاب کی عبارت بھی پرزور اور بامحاورہ ہے

از عالیجناب مشہور و معروف جادو نگار مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر بالقابہ

مولوی محمد امیر حمزہ صاحب نے قندہار کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کا زیادہ حصہ مین نے نہایت

غور سے اور جس لطف کے ساتھ پڑھا۔

قندہار کا نام سن کے عموماً اہل ہند کا خیال اس مشہور و معروف شہر کی طرف جائیگا جو افغانستان کے علاقہ مین ہے اور جسکا نام فارسی لٹریچر مین بارہا آیا کرتا ہے۔ مگر اس بات کے جاننے والے بہت کم ملین گے کہ اس نام کا ایک شہر دولت آصفیہ نظام خلد اللہ ملکہٗ کے قلمرو مین موجود ہے جو اس شمالی و مغربی قندہار سے کبھی کہین زیادہ با وقعت تھا ہمارا یہہ دکھنی قندہار اگرچہ اب ایک چھوٹے قصبہ کی حالت مین رہ گیا ہے اور زمانے نے اسے اپنی بے توجہی کی گمنامی کے دہندلکے مین ڈالدیا ہے مگر عمر مین اپنے ہمنام افغانی شہر سے بہت زیادہ بڑا اور قابل عزت ہے۔ یہ حضرت مسیح سے پیشتر ایک پر سطوت دار السلطنت تہا جبکہ افغانستان کے قندہار کا نام و نشان بھی نہ تہا۔

یورپ مین معلومات کی ترقی نے فی الحال یہ صورت پیدا کر لی ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور گمنام سے گمنام قصبہ کے حالات مین بھی کوئی نہ کوئی کتاب موجود ملتی ہے۔ برخلاف اس کے ہمارے یہان یہ حالت ہے کہ بڑے بڑے مشہور اور تاریخی مقامات کے حالات بھی ہزار جستجو کی جائے نہین دستیاب ہوسکتے۔ ایسی حالت مین ہم اپنے لائق دوست امیر حمزہ صاحب کے شکر گذار ہین کہ انہون نے مملکت دکن مین اس اعلیٰ ترقی کا یہ پہلا نمونہ دکہا کے ہم کو وہ حالات بتادئے جو ایسے پردۂ خفا مین تہے کہ بمشکل معلوم ہو سکتے تہے اور اس کے ساتھہ ہی اپنے وطن قندہار کی نہایت معقول مناسب اور مہذب خدمت بجالائے۔

زیادہ تعریف کی یہ بات ہے کہ زبان نہایت سادی بے تکلف اور واقعہ نگاری کی شان لئے ہوئے ہے۔

مجھے امید ہے کہ لوگ اس بے مثل تاریخ کو جو اپنے نوعیت مین اکیلی ہے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھہ کے ہاتھون ہاتہہ لین گے اور سرکار عالی بھی اسکی قدر کر کے مصنف کا حوصلہ بڑہائیگی

از عالیجناب مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر استاد حضور پرنور بندگانعالی و شہزادہ بلند اقبال مدظلہ العالی

یہہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ فن تاریخ ہر وقت ہر قوم مین قدر کی نگاہون سے دیکہا گیا ہے

کیونکہ اسکی بدولت گذشتہ صدہا سال کے واقعات ہر وقت پیش نظر ہو جاتے ہین
یہہ ہی فن ہے جس سے عالی خیال اور علو ہمتون کے نام ہمیشہ زندہ رہتے ہین غرض اسکے
فوائد اگر لکھے جائین تو بجاے خود ایک مستقل کتاب ہو جاے ہمین اسوقت
مولوی امیر حمزہ صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہون نے اس عمدہ تصنیف کو ہدیہ ناظرین کیا ہی
اس کتاب کے دیکھنے سے یہہ بات ثابت ہے کہ مصنف سلمہ اللہ تعالی نے اس کتاب کی تصنیف
مین نہایت سعی و جانفشانی سے کام لیا ہے جزاہ اللہ خیر الجزا۔

از جناب مولوی حاجی محمد بہاؤالدین صاحب قاضی زادہ قدیم محتسب تعلقہ قندہار دکن

برادر عزیز القدر سعادت و لیاقت آگین محمد امیر حمزہ صاحب مزید العلمہ
آپ نے اس کتاب کے تصنیف مین بہت محنت شاقہ اوٹھائی ہے اور صحیح حالات
تاریخ کتاب فرمائے کوئی حسد یا بغض سے پسند کرے نکرے ظاہر ہے کہ آجتک کوئی
کتاب حالات قندہار مین نہین لکھی گئی اظہار قندہار مین صرف حالت بزرگان دین درج ہے
آپکا یہ کتاب لاثانی اور لایق تعریف ہے خدا آپکی محنت کا نیک ثمرہ عطا فرماوے اور خوش
و خرم رکھے۔

از جناب مولوی محمد امیر الدین صاحب قاضی تعلقہ قندہار دکن

لایق معزز مصنف صاحب تاریخ قندہار کا شکریہ ادا کر کے یہہ ضرور کہونگا کہ آپ نے کئی سال
کی کوشش اور توجہ سے بتقریر قندہار کے گذشتہ راجاؤنکی حکومت کے تاریخی واقعات
اور وہان کے بزرگون کے تفصیلی حالات جس ربط مضامین سے تحریر فرماے ہین
قابل تعریف ہین اگر اسیطرح اضلاع کے قدیم مشہور قصبات کے تاریخی حالات اور جغرافیہ
مرتب کئے جائین تو باعث ترقی ملک اور اصلاح حالت تمدن اہل ملک بشرط قدردانی متصور

از جناب مولانا سید شاہ صاحب حسینی تخلص مشائخ قندہار

حمد و شکر خالق عالم بیچون بیچد ہزار کو کر جسنے ایک حکم کن سے ارض و سموات شمس و قمر وغیرہ موجودات
پیدا کرکے روز میثاق سے تا قیام کائنات سن و تاریخ شمسی و قمری جہان مین جاری کر دیا

اور درود بیحد اس نور خدا اور رسول ہدا پر کہ ظہور ہوتے ہی کونین کو اپنے جلوہ سے منور فرمایا
بعد فقیر خاکسار سید شاہ صاحب حسینی ابن حاجی سید شاہ حیدر علی عرض کرتا ہے کہ عالیجناب فضیلت مآب
شاعر فصاحت شعار بلاغت آگین مولوی محمد شمس الدین عرف محمد امیر حمزہ صاحب نے ایک
عرصہ تک ملاحظہ کتب تاریخی و سیاحی تمام اضلاع ملک دکن میں کرکے جہاں سے حالات قندہار
دستیاب ہوئے لیکر دریافت و تحقیقات سے کتاب لاجواب تاریخ قندہار دکن بعد محنت تصنیف
فرمائی - بصرف زرکثیر چھپوائی اس نیاز مند نے شروع سے آخر تک ورق بورق دیکھا تاریخی
مضمون میں کہیں فرق نہ پایا بلا مبالغہ بلا تفصیل کیفیت مختصر نفس الامر نہایت صحیح طور سے بیان
کیا گیا ہے مصنف صاحب کا فضل و کمال جو شہرہ آفاق ہے تاریخ قندہار خود اسکی مصداق ہے
کیا کہئے کیا لکھی ہے - از دست گدائے چیزے نیاید بہ پیچ - جز آنکہ بصدق دل دعا سے بکند - الہی
مصنف صاحب کو جزائے خیر دے - اگر زمانہ اور چندے ہمارے قندہار کے وہاں سے بے اعتنائی
کرتا تو یقیناً اسکے نام و عظمت کا جہاز ہی غرق ہو چکا تھا خدا کا شکر ہے کہ مصنف صاحب کی
کوشش سے جنکو در اصل ہم اہل وطن کا محسن کہنا چاہئے سلسلہ وار ایک قدیم آبادی کے
حالات چھپ چکے گویا قندہار کی نہایت خوشنما تصویر کھینچ گئی ہے جو موجودہ و آئندہ یادگار
کے لئے ایک فائدہ بخش چیز ہے - خدا تعالی اس کتاب مسطور کو مقبول و مرغوب
عالم کرے آمین -

قطعہ تاریخ

امیر حمزہ صاحب نیک کردار | نوشتہ اند این تاریخ قندہار
برائے سال ہجری ای حسینی | برآمد میر از تاریخ قندہار

۱۳۲۱ھ

ولہ

از امیر حمزہ صاحب ممتحن | گشت چون تصنیف حالات دکن
صوفی آسن گو حسینی شد طبع | از کمال تاریخ قندہار دکن

۱۹۰۳ع

از جناب مولوی عبدالغفور صاحب فرزند مولوی محمد فرید الدین صاحب
برادر قاضی قصبہ دروال راجوندہ

الحمدللہ - آج ان نامور اولوالعزم لوگوں کی تاریخ لکھا زندگی جو قندہار کی روح پرور آب وہوا

اور اسکی سرزمین مین پرورش پاکر اپنے مایہ حیات یعنے زندگی کے کارنامونکا پراگندہ دفتر دنیا مین چہوڑ گئے ہتے۔ اور انقلاب و استداد زمانہ کی وجہ سے اسکی صورت صفحہ جہان سے نقش موہوم کیطرح قریب المحو ہوچکی تہی۔

اسے خواب عدم کے سونیوالو اوٹہو اور دیکہو کیا یہہ وہی قندہار ہے جو تمہاری آرزو نکا مرکز اور خواہشونکا مرجع تہا۔ افسوس آج تم اوسی سرزمین کی آغوش مین میٹہی نیند سورہے ہو جو کسی وقت مین تمہارے اولوالعزمیون کا تختۂ مشق اور دلی حوصلون کی جولان گاہ تہی زمانہ کی کایاپلٹ اور اس طوفان بے تمیزی کے سخت حادثون نے تم کو کس کنارے لگایا اور تہوڑے ہی عرصہ مین تم مین کسقدر عظیم الشان تغیر پیدا کردیا۔ وہ تمہارے مستقل ارادے۔ ان تہک ہمتین۔ خود مختار حکومتین جنکی آفاق مین شہرت اور دنیا مین دہوم تہی کہان گئین۔ اور کسکی نظر بد نے انکو کہا لیا۔ تمہارے شاہانہ کروفر اور خود سر حکومتون کے طمطراق آج جو ہم الفاظ کے آئینون مین دیکہتے ہین اسمین بجز خیالی تصویر کے اور کچہہ نظر نہین آتا جن آثار قدیمہ کی تم نے بنیاد رکہی آج اس کے دیکہنے سے ثابت ہے کہ کارساز زمانہ نے تمہارے حقوق پر دوسرونکو ترجیح دی اور تم کو صفر بین الاعداد کیطرح رکہہ چہوڑا۔ بالآخر حرف غلط کیطرح صفحہ جہان سے مٹا کر رہا۔ آج اسقدر ہی کچہہ بتلا سکتے ہو کہ تمہارے حیرت انگیز سرگذشتین اور عبرت خیز داستانین زمانہ کی دستبرد سے بجنسہ محفوظ رہین یا کچہہ تصرف و معرض اتلاف مین بہی آگئی ہین۔

علم تاریخ بجائے خود ایک با عظمت اور مہتم بالشان علم اور اس تاریخ نویسی کا منصب اور اسکے فرائض نہایت مشکل اور گران ہین بخصوص وہ حالات جو تیار سالہا سے خارج ہون اور مختلف واقعات سے جرح و تعدیل کے معرکہ مین ایک غیر امتیازی شکل پیدا کرچکے ہون اسپر وہ لوگ بہی قلیل الوجود بلکہ نایاب ہون جو گذشتہ واقعات دیکہے ہوئے یا بالاجماع صحت کے ساتہہ سماعی حالات بیان کرسکتے ہون اور بعض حالات جو متواتر پہونچے دوسرے واقعات کیوجہ اومین کوئی نکوئی علت قادحہ پیدا ہوجانے سے ازالہ فکر و گذاشت لازم آجائے جس سلسلہ مین تاناطع کی ایک صورت پیدا ہو۔

از خاکسار محمد عبد الحمید مہتمم پریس سررشتۂ چھاپہ سرکار عالی تلمیذ مولوی محمد فیاض الدین صاحب مرحوم

تاریخ زمانہ کے انقلابات اور قوم کی اصلی دولت و ثروت کا نمونہ اور اس مفلس قوم کو جو کسی گذرے ہوئے زمانہ میں دولتمند اور متمول کہلاتی تھی ترقی کے طرف مائل کرنے اور عبرت دلانیوالا رہنما اور ان لوگوں کا تازیانہ ہے جو صرف اپنے آبا و اجداد کی دولت و عظمت پر فخر کرتے ہیں اور خود بے سروسامانی یا کم ہمتی سے مرد میدان نہیں بن سکتے۔

یہ مسلم امر ہے کہ ایک قابل طبیعت اور لائق دماغ رکھنے والے انسان کو تاریخ سے بڑھکر کوئی ایسا مشفق واعظ اور رہبر کامل نہیں مل سکتا جو ترقی کا راستہ بتا سکے اور اپنی نصیحت اور عبرت خیز الفاظ سے اسکے اسلاف کے مراتب و مدارج کو بیان کرکے اسکو اپنے اسلاف کی سی عظمت اور عزت حاصل کرنیکا شوق دلائے اور باعث ترقی ہو۔ یوں تو ہر تاریخ خواہ وہ کسی ملک یا کسی قریہ کے اچھے یا برے حالات سے مملو ہو قوم کے لئے از حد مفید اور نافع ہے لیکن خصوصاً ایک ایسے شہر کی تاریخ جو گذشتہ زمانہ میں دار السلطنت اور مرکز دولت و ثروت رہ چکا ہو اور اب زمانہ کے انقلابات سے ایک ایسا قصبہ کہلائے جسکو مستقر تحصیلداری ہونا بھی نصیب نہیں قوم کے لئے باعث عبرت اور زمانہ کی انقلابات اور تغیرات عالم کا درد انگیز منظر ہے۔ ایسی ہی تاریخ قوم کے ان تمام افراد میں جوش اور امنگ پیدا کر سکتی ہے جن پر تعلیم کا کچھ بھی اثر ہوا ہے۔ ایسی تاریخ کی عمدگی کا دار و مدار صحت احوال فصاحت بیان اور مورخ کا کسی امر خاص میں غیر طرفدار ہونا ہی جہاں تک دیکھا جائے تاریخ قندھار ان صفات سے موصوف اور عیوب سے مبرا ہے اسمیں احوال تاریخی نہایت ہی صحت اور تنقید سے لکھے گئے ہیں اور جن جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ نہایت ہی معتبر اور قابل اطمینان ہیں مطالب تاریخی اس فصاحت اور بلاغت سے لکھے گئے ہیں کہ اسکے پڑھنے سے زبان کو ایک ایسا لطف حاصل ہوتا ہے جو ممکن نہیں کہ کسی اور ذریعے سے حاصل ہو سکے سچ تو یہ ہے کہ تاریخ قندھار اسم بامسمی قند کا ایک دلفریب ہار ہے مولف صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی سے قندھار کے ان دلکش اور دلفریب مقامات کے حالات جو اب تک زمانہ کے ہاتھ سے قندھار کے شکستہ دیواروں کی مٹی اور اسکے کھنڈرونکے گرد کی گرش میں دب گئے تھے کرید کرید کر نکالا ہے آپ نے اس نایاب کتاب میں نہ صرف وہی احوال لکھے ہیں جو سنے ہوئے یا تواریخ میں دیکھے ہوئے ہوں بلکہ آپ نے اکثر مقامات اور متعلقات کو ملاحظہ فرماکر

از جناب مولوی محمد رفیع الدین حسین صاحب المتخلص نفیس معتمد سمستان گدوال

سپکند اول ادا حمد خدای ذو المنن　　　زان سپس نعت شہ لولاک سالار زمن

اندرین آوان کتاب بے بدل تالیف کرد　　　مخلص ذیشان امیر حمزہ شیرین سخن

کرد یک جا با عرق ریزی و تحقیق دقیق　　　تازہ تر گلہای رنگین از گلستان کہن

نور افشان در جہان باشد سواد این کتاب　　　در مشام خلق تا خوشبو بود مشک ختن

بہر سوی تاریخ طبعش زد رقم کلک نفیس　　　چاپ گردیدہ چہا تاریخ قند ہار دکن
۱۹۰۳ء

از جناب نواب محمد عبد الوارث خان صاحب ناظم دفتر تنقیح فوج علاقہ پائگاہ نواب امیر کبیر بہادر

بنے یہ تالیف امیر حمزہ کی　　　اس کو نادر ہزار بار کہو

کوئی پوچھے جو سال الوارث　　　سیر خاص قند ہار کہو
۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی میر حشمت علی صاحب حشمت میر منشی صدر دفتر نظامت [illegible]

سال قند ہار دکن کی تاریخ　　　حضرت حمزہ نے تالیف جو کی

حال اقوام و سلاطین کے سوا　　　کیفیت عمدہ ہے سب اس مین بھری

عام خلقت کے افادہ کے لئے　　　حیدر آباد کے مطبع مین چھپی

کلک نے طبع کی حشمت تاریخ　　　چھپی تاریخ عجیب لکھی
۱۳۲۱ھ

ولہ

سال قند ہار دکن مین حشمت　　　لکھی حمزہ نے جو عمدہ تاریخ

طبع کا سال کہا دل نے مرے　　　چھپی نایاب و زیبا تاریخ
۱۳۲۱ھ

از مولوی محمد عبد الوہاب صاحب عندلیب فرزند مولوی محمد فیاض الدین صاحب مرحوم

کتاب طبع شد در حال قند ہار　　　ہمایون اختر اقبال قند ہار

اگر بینی بہ چشم عبرت آن را　　　فزاید در نظر اجلال قند ہار

ہمین نسخہ کہ گمنام است امروز　　　ہمانا بود نرخ بال قند ہار

بدار الملک روشن نام زو بود　　　خزائن داشت پر اموال قندہار

کنون گر بنگری ناید نظر ہیچ　　　بجز ویرانۂ اطلال قند ہار

خدا فزمود - ایا مُنزّل اوّل   ہمین گوید ترا تمثال قندہار

بگو در سالِ طبعش عندلیبا   جہان مطبوع گشت احوالِ قندہار
۱۳۱۲ف

از جناب حاجی محمد اکرام الدین صاحب اکرام صیغہ دار رجسٹری سمتان گدوال

امیرِ حمزۂ شیرین بیان نے   لکھی قندہار کی یہہ اچھی تاریخ

ہوئی تاریخ کی جب فکرِ اکرام   کہا دل نے - چھپی حمزہ کی تاریخ
۱۳۲۱ھ

از جناب حاجی مولوی محمد برہان الدین صاحب برہان سعیر سمستان گدوال

ہے یہہ تالیف حمزۂ ذیشان   ملک مین دہوم مچگئی جس کی

کہا برہان نے مصرعۂ تاریخ   لو یہہ تاریخ چھپ گئی اچھی
۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی محمد عبد الرحمن صاحب وکیل تخلص مفید برادر خطیب مومن آباد

ہو چلا ہے ملک مین علمی مذاق   شکر خلاقِ کریم ذو المنن

ہے ترقی کی صدا ہر سمت سے   ہو رہا ہے زندہ ہر یک مردہ فن

قدر حمزہ کی کرو اے ملکیو   جنکی کوشش نے لگایا یہہ چمن

اجکل محنت وہی مشکور ہے   جس سے زندہ ہو گیا ہو کوئی فن

مین نے اس تاریخ کو دیکھا تمام   ہین بہت دلچسپ حالاتِ دکن

حضرتِ حمزہ کی یہہ تالیف ہے   کیون نہو پاکیزہ اندازِ سخن

آؤ اسکے طبع کا ملکر مفید   قدر سکے ہیجے مین سب اہل وطن

از سرِ بہجت مسیحی سن کہین   مرحبا تاریخ قندہار دکن
ق ۱۹۰۳ء

از جناب مولوی محمد نیاز الدین صاحب نیاز برادر خطیب مومن آباد آتیہ -

واقف اسرارِ فصاحت حمزہ ذیشان نے   وہ لکھی تاریخ ثانی جسکی اب ممکن نہین

سال اسکے طبع کا ہاتف نے مجہسے ای نیاز   کہدیا - حالات ہین قندہار کے نور یقین
۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب منشی صدر شپہ خانہ سرکار عالی

چو مطبوع گردید تاریخ قندہار   ز فکرِ جنابِ معلاے حمزہ

چنین کرد سالش مرتب حفیظ   بشد چاپ تاریخ قندہار زیبا
۱۹۰۳ء

از عالیجناب ظہوری ظہور نظیری نظیر راقم الدولہ مولانا سید ظہیر الدین صاحب

ظہیر دہلوی یادگار حضرت ذوق مرحوم

شکر للہ از مدد امداد رب ذو المنن — ہو چکی مطبوع اب تاریخ قندہار دکن

صاحب تصنیف ہیں کیسے فصیح باکمال — حضرت حمزہ رحیم مغفرت فخر زمن

واہ رے تصنیف کی ہے کیا کتاب لاجواب — ہے روا جس مرتبہ مداح ہوں اہل وطن

کہہ رہی ہے خود عبارت از سر جوش شغف — آئینہ ہے باصفا تاریخ قندہار دکن

اے ظہیر اس گلکدہ کی ہے یہی تاریخ طبع — واقعی یہ جام جم ہے گلشن رشک چمن

۱۳۲۱ھ

طبعزاد گھاسی رام صاحب سیف

حضرت حمزہ نے باصد آب و تاب — سیر قندہار لکھی لاجواب

سال ہجری سیف نے اسکا لکھا — خوب مطبوع ہو چکی نادر کتاب

۱۳۲۱

از جناب مولوی سید فقیر صاحب منشی صدر کچہری ٹپہ نانہ سرکار عالی

شادان بشو ملک دکن نازان شوند اہل وطن — مژدہ بہر بر تو زمن خوش باش قندہار دکن

تالیف کردہ نسخہ چون حمزہ رنگین بیان — آوازہ صد مرحبا افتاد در بزم سخن

غم خوارگان ملکیان گر بندگان قوم قوم — جو بندگان منتر است دلدادگان نقش ان

آئینہ اینجا بنگرند دریائے معنی شد روان — مضمون بریز و لعلہا حرفیت چون در عدن

تاریخ طبع آن چنین گفتہ فقیر از شوق دل — جام جہان بین کامل است تاریخ قندہار دکن

۱۳۱۹ھ

از عالیجناب مولوی محمد نادر علی صاحب برتر تلمیذ رشید استاد الہند فصیح دکن و امانت پذیر حیدرآباد و یادگار خاندان حضرت مرزا نوشہ غالب مغفور

دماغ جان نہ ہو کیونکر معطر — ہوئی طبع شگفتہ رشک گلزار

کھینچی ہے وہ تیری تصویر دلکش — ہیں عکس بیاں میں جسکی تمثال
لکھی ہے حضرت حمزہ نے تاریخ — کہ جس سے ہو گیا روشن ترا حال
سنا جس وقت بر ترنے یہ مژدہ — ہیں طبع بیوں کی جانچ پر تال -
خوشی سے کہدیا یوں بے تکلف — سن تاریخ - ہے خود طبع کا بال

۱۳۲۱ھ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
دیباچہ ص	۴	برخورد	برخوردار
۵	۱۳	چکھی	چکی
۱۳	۷	صاحع	واضع
۱۵	۴	آجاتا	پہر جاتا
۱۷	۱۲	تکڑے	ٹکڑے
۱۸	۴	جشمہ	چشمے
۱۹	۹	اس	اسی
نوٹ	"	ہندوکے یہان	ہندوکے ہان
۲۰	۱۷	بسنے	بستی
۲۲	۱۲	اپنی	اپنے
۲۴	۱	اپنے	اپنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۱۵	کے	سے
"	۱۹	جو	جسمین
۲۷	۲	برہنان	برہمنون
"	۳	برہمنون	برہمنان
۲۹	۱۲	مادا ہو دہرما	مادہو دہرما
۳۹	۲۴	بازو	برابر
۴۰	۱۶	زنجیر	زنجیرین
۴۳	۴	لی	کی
"	۷	موضع	مواضع
۴۴	۹	سنہ ۹۱۶ ۱۳ء	سنہ ۹۶ ۱۳ء
"	۱۴	نشاندار	شاندار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۲	لگا	لگے
۵۶	۵	قطب شاہ جو	قطب شاہ نے جو
۹۳	۱	سرایت	سرایت
۹۴	۱	مقتولون	مقتولون
۹۹	۳	کا	کے
۱۲۶	۱۲	اپنی	اپنا
۱۲۷	۲۲	تہتک	ہتک
۱۳۳	۱۳	پنگہ	پنگلہ
۱۳۵	۱۳	گبہری	گھری
۱۳۶	۱۴	نام	لقب
۱۴۰	۱۲	چوپراستون	چوپراسون
۱۴۱	۱۸	رام سنگ	رام سنگھ
۱۴۶	۲۱	کاہ ودآنہ	کاہ ودانہ
۱۴۹	۸	ہزار	مزار
۱۵۱	۲	کا	کے
"	"	پایا	پائی
۱۵۲	۱۰	کا	کی
۱۶۴	۵	کہا نے	کہانی
۱۶۹	۵	[illegible]	[illegible]
۱۸۴	۱۳	پراغوان	چراغان
۱۸۹	۴	نے	سے
۱۹۱	۸	عیوض	عوض
۱۹۶	۴	مونا	ہونا
۲۰۵	۲۲	تانی	ثانی
۲۰۹	۱۲	صلاح	زہد
۲۱۲	۲۰	آپکی	آپکا
۲۱۶	۳	ہونگی	ہونگے
۲۲۰ (۲۳۹)	۱۷ (۱۰)	چبوزہ (۱۸)	چبوترہ (۳۰۸)
۲۶۱	۱	تقرنظ	تقریظ
۲۶۳	۳	معتمد	سکریٹری
"	۵	تحقق	تحقیق
"	۱۱	ارمین	اورمین
۲۶۴	۲	صرف	طرف
"	۳	ٹڑیچر	لٹریچر
۲۶۵	۲۳	شمس	شمسی
۲۶۶	۹	زدست	ازدست
"	۱۳	آیند	آئندہ
۲۶۷	۵	خواہش کا	خواہشونکا
"	۱۲	اثار	آثار
۲۶[illegible]	۱۵	موج	مورخ
۲۷۱	۵	خوبو	خوشبو

تمت